اَلطِّلبَۃُ البَدِیعَۃُ فِیْ قَوْلِ صَدرِالشَّرِیعَۃِ

امام صدر الشریعہ صاحبِ شرحِ وقایہ
کی ایک عبارت پر محققانہ بحث

تصنیفِ لطیف

اعلیٰ حضرت، مُجدّدِ دین و ملّت،
امام احمد رضا خان بریلوی علیہ رحمۃ اللہ

اعلیٰ حضرت نیٹ ورک
Alahazrat Network

رسالہ

الطلبۃ البدیعۃ فی قول صدر الشریعۃ ۱۳۳۵ھ

کلام صدر الشریعۃ سے متعلق انوکھا مطلوب (ت)

نمبر ۱۵ میں تھا کہ نہانا ہو اور پانی صرف وضو کے قابل ہے تو فقط تیمم کرے۔ یہاں شرح وقایہ امام صدر الشریعۃ رحمۃ اللہ علیہ کی ایک عبارت نے اس مسئلہ کو معرکۃ الآرا کر دیا اُس کے حواشی کے علاوہ اور کتب مثل شرح نقایہ قہستانی و درر علامہ مولٰی خسرو و درمختار وغیرہا میں اُس کی طرف توجہ مبذول ہُوئی اس بحث کو بھی وہاں سے جدا کیا کہ یہ رسالہ ہوا و باللہ التوفیق۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وھو المستعان ؛ الذی شرح صدر الشریعۃ والایمان ؛ بارسال سید الانس والجان ؛ وقایۃ للمومنین من النیران ؛ وطھرنا بہ عن خبث الکفر وحدث الضلال ؛ ونھانا عن اضاعۃ الماء والمال ؛

ساری خُوبیاں خدا کے لیے ـــــ اور وہی ہے جس سے مدد طلب کی جاتی ہے ـــــ جس نے جن وانس کے سردار کو نار سے اہلِ ایمان کو بچانے کے لیے بھیج کر شریعت اور ایمان کا سینہ کھولا۔ اور ان کے ذریعہ ہمیں کُفر کے خُبث اور ضلالت کے حدث سے پاک کیا۔ اور ہمیں پانی اور مال برباد کرنے سے منع فرمایا ـــــ

علیہ وعلیٰ اٰلہ الطیبین ؛ واصحابہ المطیّبین المُطَیّبین ؛ وتابعیھم باحسان الیٰ یوم الدین ؛ صلوٰۃ اللہ وسلامہ کل اٰن وحین ؛ من ازل الاٰزال الیٰ ابد الاٰبدین ؛ اٰمین وعلینا بھم یا ارحم الراحمین ؛

ان پر اور ان کی پاکیزہ آل ، پاکیزہ کیے ہوئے پاکیزہ کرنے والے اصحاب ، اور روزِ جزا تک بھلائی کے ساتھ ان حضرات کی پیروی کرنے والوں پر خدا کی جانب سے ہر لمحہ و ہر آن ، ازلوں کے ازل سے ، ابدوں کے ابد تک درود وسلام ـــــ قبول فرما ـــــ اور ان کے طفیل ہم پر بھی ـــــ اے سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم فرمانے والے ۔ (ت)

اقول وباللہ التوفیق (میں کہتا ہوں اللہ تعالٰی کی مدد سے ۔ت) اگر کوئی شخص جنب ہو اور اس کے ساتھ کوئی ایسا حدث بھی ہو جو وضو واجب کرے مثلاً پیشاب کیا تھا اس کے بعد جماع کیا یا احتلام سے اٹھا پھر پیشاب کیا اور حالت یہ ہو کہ وہ نہا نہ سکے اور وضو کر سکے خواہ یُوں کہ جنگل میں ہے اور پانی صرف وضو کے قابل ہے یا یُوں کہ مریض ہے نہانا مضر ہے وضو سے ضرر نہیں یا یُوں کہ صبح تنگ وقت محتلم اٹھا نہائے تو وقت نکل جائے گا اور وضو کی گنجائش ہے اس صورت میں قول امام زفر پر فتوٰی ہے کہ محافظتِ وقت کے لیے تیمم سے پڑھے احتیاطؕ اس پر عمل کرے پھر برعایت اصل مذہب بعد خروج وقت پانی سے طہارت کرکے اعادہ کرے جس کا بیان ہمارے رسالہ الظفر لقول زفر میں گزرا ۔ اور اب بحمدہ تعالٰی اُس کی اور تایید قوی پائی کتب جلیلہ معتمدہ محیط و ذخیرہ و بنایۂ امام عینی میں ہے :

شرع التیمم لدفع الحرج وصیانۃ الوقت عن الفوات[1]

تیمم حرج کے دفعیہ اور وقت کو فوت ہونے سے بچانے کے لیے مشروع ہوا ہے ۔ (ت)

کفایہ میں ہے :

التیمم شرع لصیانۃ الصلوۃ عن الفوات (الی ان قال) فلما جوز الشرع التیمم لتوھم الفوات لأن یجوز عند تحقق الفوات اولی[2]

تیمم اس لیے مشروع ہُوا کہ فوت ہونے سے نماز کی حفاظت ہو (یہاں تک کہ فرمایا) تو جب شریعت نے فوت ہونے کے وہم کی وجہ سے تیمم جائز کیا تو فوت ہونے کے تحقق ولیقین کے وقت بدرجۂ اولٰی جائز ہوگا ۔ (ت)

---

[1] البنایہ شرح الہدایہ باب التیمم مطبع ملک سنز ، فیصل آباد ۱/۳۲۷

[2] الکفایۃ مع فتح القدیر " نوریہ رضویہ سکھر ۱/۱۶۶

ان سب صورتوں میں حکم یہ ہے کہ صرف تیمم کرے اور وضو اگرچہ مضر نہیں اور اس کے قابل پانی بھی موجود اور وقت میں بھی اس کی وسعت ہے اصلاً نہ کرے وہی تیمم کہ جنابت کے لیے کرے گا حدث کے لیے بھی کافی ہو جائیگا۔ کتبِ مذہب سے اس پر دلائل کثیرہ ہیں :

دلیلِ اوّل : عامہ معتمدات میں تصریح ہے کہ ہمارے ائمہ[1] رضی اللہ تعالٰی عنہم کے نزدیک ایک طہارت میں پانی اور مٹی جمع نہیں ہو سکتے مثلاً محدث کے پاس اتنا پانی ہے کہ ہاتھ مُنہ دھولے یا جُنب کے پاس اتنا کہ وضو کرلے یا سارا بدن دھولے مگر چند اُنگل جگہ رہ جائے تو اُسے حکم ہے کہ صرف تیمم کرے اُن مواضع میں پانی خرچ کرنے کی اصلاً حاجت نہیں کہ جب تک ناخن بھر جگہ باقی رہ جائے گی حدث وجنابت بدستور رہیں گے اُن میں ذرّہ بھر بھی کم نہ ہوگا کہ ہر حدث[2] چھوٹا یا بڑا آتا ہے تو ایک ساتھ اور جاتا ہے تو ایک ساتھ اُس میں حصّے نہیں کہ بعض بدن کو حدث یا جنابت اب لاحق ہو بعض کو پھر یا بعض بدن سے اب دُور ہو جائے اور بعض سے کچھ دیر میں اور جب بعد صرف بھی حدث بدستور تو پانی کا خرچ کیا ضرور۔ یوں ہی اگر محدث کے اکثر[3] اعضائے وضو یا جنب کا اکثر بدن مجروح ہو تیمم کریں یہ نہیں کہ جتنا بدن صحیح ہے اتنا دھوئیں اور باقی کے لیے تیمم۔ تبیین الحقائق امام فخر الدین زیلعی میں ہے :

انہ تعالٰی امرنا باحدی الطہارتین علی البدل ولم یامرنا بالجمع بینہما ومن جمع بینہما فقد جمع بین الاصل والبدل فصار مخالفا للنص[1]

اللہ تعالٰی نے ہمیں بطور بدل دو طہارتوں میں سے ایک کا حکم دیا دونوں کو جمع کرنے کا حکم نہ دیا۔ جو دونوں کو اکٹھا کرے وہ اصل اور بدل کو یکجا کرکے نص کا مخالف ہوا۔ (ت)

بنایہ امام عینی میں ہے :

انہ عجز عن بعض الاصل فیسقط الاعتداد بہ مع البدل فی حالۃ واحدۃ کمن عجز عن بعض الرقبۃ فی الکفارۃ ولا[4] یلزم اذا غسل بعض الاعضاء ثم نضب الماء لان ما تقدم یسقط ویصیر مؤدیا للفرض بالتیمم خاصۃ۔[2]

وہ اصل کے کچھ حصہ سے عاجز ہوگیا ـــ تو بدل کے ساتھ بیک وقت اس کا شمار ساقط ہے جیسے وہ شخص جو کفارہ میں بردہ کے بعض حصہ سے عاجز ہو جائے ـــ اس پر اس صورت سے اعتراض نہ لازم آئے گا جب کچھ اعضا دھو چکا ہو پھر پانی ختم ہوگیا اس لیے کہ جو پہلے ہوا وہ ساقط ہو جائے گا اور وہ خاص تیمم سے فرض ادا کرنے والا ہوگا۔ (ت)

---

[1] تبیین الحقائق باب التیمم مطبعہ امیریہ مصر ۱/۴۲

[2] البنایۃ شرح الہدایۃ باب الماء الذی یجوز بہ الوضوء ملک سنز فیصل آباد ۱/۳۲۴

حلیۂ محقق ابن امیر الحاج میں ہے :

اعلم ان الجواب فی ھذہ المسائل یتفرع علی اصل مذھبی وھو ان تلفیق اقامۃ الطھارۃ الواحدۃ بالماء والتراب معاً غیر مشروع عند اصحابنا لان الماء اصل والتراب خلف والجمع بین الاصل والبدل فی حکم واحد لانظیر لہ فی الشرع الا تری ان التکفیر بالمال لایکمل بالصوم ولا بالعکس ولا عدۃ الحائض بالاشھر ولا ذوات الاشھر بالحیض[1]۔

واضح ہو کہ ان مسائل کا جواب ایک مذہبی قاعدہ پر متفرع ہے۔ وہ یہ کہ ایک ہی طہارت کی ادائیگی بیک وقت پانی اور مٹی دونوں سے مخلوط کرنا ہمارے اصحاب کے نزدیک نامشروع ہے۔ اس لیے کہ پانی اصل ہے اور مٹی نائب ہے — اور ایک حکم کے اندر اصل اور بدل دونوں کو جمع کرنے کی شریعت میں کوئی نظیر نہیں — دیکھئے مال کے ذریعہ کفارہ کی ادائیگی روزے سے پُوری نہیں کی جاتی۔ اسی طرح برعکس بھی نہیں — یُونہی حیض والی کی عدت مہینوں سے اور مہینوں والی کی عدت حیض سے تکمیل نہیں پاتی۔ (ت)

اختیار شرح مختار پھر خزانۃ المفتین میں ہے :

من بہ جراحۃ وعلیہ الغسل غسل بدنہ الاموضعھا ولا یتیمم وکذلک اذا کانت فی اعضاء الوضوء لان الجمع بینھما جمع بین البدل والمبدل ولا نظیر لہ فی الشرع[2]۔

جسے زخم ہو اور اس کو غسل کرنا ہے تو وہ جگہ چھوڑ کر اپنے بدن کو دھوئے اور تیمم نہ کرے۔ اسی طرح جب اعضائے وضو میں جراحت ہو (تو وہ جگہ چھوڑ کر باقی دھوئے) اس لیے کہ دونوں کو جمع کرنا بدل اور مُبدَل کو جمع کرنا ہے اور شریعت میں اس کی کوئی نظیر نہیں۔ (ت)

بدائع امام ملک العلماء میں ہے :

لوکان ببعض اعضاء الجنب جراحۃ او جُدری فان کان الغالب ھو السقیم تیمم لان العبرۃ للغالب ولا یغسل الصحیح عندنا خلافا للشافعی لان الجمع بین الغسل و

جنب کے بعض اعضا میں زخم یا چیچک ہو تو اگر اکثر حصّہ سقیم ہے تیمم کرے اس لیے کہ اعتبار اکثر کا ہے اور صحیح حصّہ کو ہمارے نزدیک دھونا نہیں ہے بخلاف امام شافعی کے۔ وجہ یہ ہے کہ دھونا اور تیمم دونوں کو

---

[1] حلیہ

[2] اختیار شرح مختار آخر باب التیمم مطبع البابی مصر ۱/۲۳

التیمم ممتنع الا فی حال وقوع الشك فی طهوریۃ الماء ولم یوجد[1] اھ کلامہ الشریف۔

جمع کرنا ممتنع ہے مگر جبکہ پانی کی طہوریت میں شک ہو اور یہ شک موجود نہیں۔ (ان کا کلام شریف ختم ہوا) (ت)

اقول بل ولا فیھا لان الصحیح فی الواقع احدھما والاٰخر معدوم شرعا فلا جمع الاصورۃ۔

اقول بلکہ اس حالت میں بھی نہیں اس لیے کہ فی الواقع دونوں میں سے ایک ہی درست ہے اور دوسرا شرعاً معدوم ہے تو جمع کرنا صرف صورۃً ہے۔ (ت)

کنز الدقائق و تنویر الابصار میں ہے:

لا یجمع بینھما اھ ای تیمم وغسل[2] درمختار بفتح الغین لیعم الطہارتین[3] ش عن ح۔

دونوں کو جمع نہ کرے گا اھ یعنی تیمم اور غسل (دھونے) کو درمختار ــــ غسل غین کے فتحہ کے ساتھ تاکہ دونوں طہارتوں کو شامل ہو جائے۔ شامی از حلبی۔ (ت)

اقول کل لیس لمتوھم ان یتوھم الجمع بین التیمم والغسل بالضم۔

اقول بلکہ کوئی یہ وہم نہیں کرسکتا کہ تیمم اور غسل (بالضم) جمع ہوگا۔ (ت)

دلیل دوم: صاف مطلق ارشاد ہے کہ جنب کے پاس اگر وضو کے لیے کافی پانی موجود ہو وضو نہ کرے صرف تیمم کرے اور یہ کہ مذہب حنفی کا اس پر اجماع ہے شافعی و حنبلی کو نزاع ہے۔ جواہر الفتاوی امام کرمانی باب رابع میں ہے:

ثم رأیتہ فی ش عن البحر قال لان الفرض یتأدی باحدھما لا بھما فجمعنا بینھما بالشك اھ ثم رأیتہ بعینہ فی التبیین ۱۲ منہ غفرلہ (م)

پھر میں نے اسے شامی میں بحر کے حوالہ سے دیکھا فرمایا، اس لیے کہ فرض ایک ہی سے ادا ہوتا ہے دونوں سے نہیں تو شک کی وجہ سے ہم نے دونوں کو جمع کیا اھ پھر بعینہ یہی میں نے تبیین میں بھی دیکھا ۱۲ منہ غفرلہ۔ (ت)

---

[1] بدائع الصنائع شرائط تیمم ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۵۱

[2] درمختار باب التیمم مجتبائی دہلی ۱/۴۵

[3] رد المحتار 〃 مصطفی البابی مصر ۱/۱۸۹

جنب فی مفازۃ معہ من الماء مایکفی لوضوئہ فانہ یتیمم ولا یستعمل الماء[1]۔

کسی بیابان میں جنابت والا ہے جس کے پاس اتنا پانی ہے جو اس کے وضو کے لیے کفایت کرے تو وہ تیمم کرے گا اور پانی استعمال نہیں کرے گا۔ (ت)

نوازل امام اجل فقیہ ابو اللیث پھر خزانۃ المفتین میں ہے:

مسافر اجنب ومعہ ما یکفی للوضوء فانہ یتیمم[2]۔

کوئی مسافر جنب ہوا اور اس کے پاس اتنا پانی ہے جو وضو کے لیے کفایت کرے تو وہ تیمم کرے گا۔ (ت)

خلاصہ میں ہے:

فان اجنب المسافر ولم یجد من الماء الاقدر ما یتوضأ فانہ یتیمم ولا یتوضأ عندنا[3]۔

اگر مسافر جنب ہوا اور اسے اسی قدر پانی ملا کہ وضو کرے تو ہمارے نزدیک وہ تیمم کرے گا اور وضو نہیں کرے گا۔ (ت)

کافی میں ہے:

جنب معہ ماء کاف للوضوء تیمم ولم یتوضأ وعند الشافعی توضأ ثم تیمم[4]۔

جنب ہے جس کے پاس وضو کے لیے بقدر کفایت پانی ہے وہ تیمم کرے اور وضو نہ کرے اور امام شافعی کے نزدیک وضو کرے پھر تیمم کرے۔ (ت)

حلیہ میں ہے:

انما تنقض رؤیۃ الماء اذا کان یکفی للوضوء ان کان محدثا او الاغتسال ان کان جنبا والا لا وھذا فرع انہ فی الابتداء اذا وجد ما لا یکفیہ لا یستعملہ فی بعض محل الطھارۃ بل یترکہ

پانی دیکھنا اسی وقت ناقض ہوتا ہے جبکہ بے وضو تھا تو اتنا پانی ہو جو وضو کے لیے کافی ہو اور جنب تھا تو اتنا جو غسل کے لیے کافی ہو ورنہ ناقض نہیں۔ اور یہ اس کی فرع ہے کہ ابتدا میں جب اسے ناکافی پانی ملے تو اسے محل طہارت کے ایک حصے میں استعمال

---

[1] جواہر الفتاوٰی
[2] خزانۃ المفتین
[3] خلاصۃ الفتاوٰی الفصل الخامس فی التیمم نولکشور لکھنؤ ۱/۳۳
[4] کافی

ویتیمم لاغیر وھذا قول اصحابنا ومالك وغیرہ بل حکاہ البغوی عن اکثر العلماء[1]

نہیں کرے گا بلکہ اسے چھوڑ دے گا اور صرف تیمم کریگا۔ یہ ہمارے اصحاب اور امام مالک وغیرہ کا قول ہے بلکہ بغوی نے اسے اکثر علماء سے حکایت کیا ہے۔ (ت)

غنیہ میں ہے:

من علیہ الغسل اذا تیمم ثم وجد ماء لایکفی لغسلہ او المحدث ماء غیر کاف لوضوئہ لاینتقض تیممہ ولو کان معہ ذلك قبل التیمم جاز لہ التیمم بدون استعمالہ خلافا للشافعی واحمد رحمھما اللہ تعالٰی[2]۔

جس کے اوپر غسل فرض ہے جب وُہ تیمم کرلے پھر اسے اتنا پانی ملے جو غسل کے لیے ناکافی ہو یا بے وضو کو اتنا پانی ملے جو وضو کے لیے کافی ہو تو تیمم نہ ٹوٹے گا اور اگر قبل تیمم اتنا پانی ہوتا تو بھی اسے استعمال کیے بغیر اس کے لیے تیمم جائز ہوتا بخلاف امام شافعی و امام احمد رحمہما اللہ تعالٰی کے۔ (ت)

اسی طرح کتب کثیرہ حتی کہ خود شرح وقایہ میں ہے:

اذا کان للجنب ماء یکفی للوضوء لا للغسل یتیمم ولا یجب علیہ التوضی عندنا خلافا للشافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ[3]۔

جب جنب کے پاس اتنا پانی ہو جو وضو کے لیے کافی ہو غسل کے لیے نہیں، تو وُہ تیمم کرے اور اس پر وضو ہمارے نزدیک واجب نہیں بخلاف امام شافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے۔ (ت)

اور سب سے اجل و اعظم محرر المذہب امام محمد رضی اللہ تعالٰی عنہ کا کتاب الاصل میں ارشاد ہے:

اجنب وعندہ ماء یکفی للوضوء تیمم وصلی[4] اھ اثرہ فی الکفایۃ والغنیۃ فصل مسح الخفین تحت قولہ لا یجوز المسح لمن علیہ الغسل[5]۔

جنب ہوا اور اس کے پاس اتنا ہی پانی ہے جو وضو کے لیے کافی ہو تو وہ تیمم کرے اور نماز پڑھے اھ اسے کفایہ اور غنیہ فصل مسح الخفین میں زیر قول "لا یجوز المسح لمن علیہ الغسل" نقل کیا۔ (ت)

---

[1] حلیہ

[2] غنیۃ المستملی | باب التیمم | سہیل اکیڈمی لاہور | ص ۸۴

[3] شرح الوقایۃ | " | مکتبہ رشیدیہ دہلی | ۱/۹۵

[4] الکفایۃ مع فتح القدیر باب المسح علی الخفین | مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر | ۱/۱۳۵

[5] ایضاً

ظاہر ہے کہ جنابت غالباً حدث سے جُدا نہیں ہوتی اگر جماع کیا تو اس سے پہلے مباشرت فاحشہ تھی اور احتلام ہوا تو اُس سے پہلے سونا تھا اور مطلقاً انزال بے سبقت خروج مذی نہیں ہوتا یوں ہی بعد انزال بول عادات مستمرہ عامہ سے ہے اور طباً بلکہ شرعاً بھی مطلوب کہ منی منفصل بشہوت کا جو بقیہ ہو خارج ہوجائے ورنہ بعد غسل نکلا تو دوبارہ نہانا ہوگا تو ظاہر ہوا کہ عام جنابتیں حدث سابق وحدث لاحق دونوں اپنے ساتھ رکھتی ہیں پھر تمام کتب کی تصریح کہ جنب غسل سے عاجز ہو اور وضو پر قادر جب بھی وضو نہ کرے صرف تیمم کرے دلیل صریح ہے کہ جنابت کا تیمم اُس وقت جتنے بھی حدث موجود ہوں سب کا رافع ہے تو وضو کیا ضرور فقہائے کرام نادر صورت کا اکثر لحاظ نہیں فرماتے جنابت کے ساتھ حدث کا ہونا تو اس درجہ کثیر وغالب ہے کہ مفارقت ہی شاذ نادر ہے تو اس حالت میں اگر تیمم جنابت کے ساتھ حدث کے لیے وضو بھی درکار ہوتا تو یوں عام حکم معقول تھا کہ جنب اگر غسل نہ کرسکے اور وضو پر قادر ہو تو تیمم کے ساتھ وضو لازم ہے کہ صورت نادرہ افتراق کا لحاظ نہ فرمایا نہ کہ غالب کو ساقط النظر فرما کر یوں عام حکم دیں بلکہ شامی میں ہے: الجنابۃ لا تنفک عن حدث یوجب الوضوء[1] اھ (جنابت وضو واجب کرنے والے حدث سے جُدا نہیں ہوتی۔ ت)

وھذا ظاھرہ اللزوم اقول وما ان حمل علی الغالب والا فبلی کمن اجنب ولم یجد الا مایکفی للوضوء فتیمم ثم احدث فتوضأ ثم وجد مایکفی للغسل فقد عاد جنبا من دون حدث۔

اس عبارت کا ظاہر یہی بتاتا ہے کہ جنابت اور حدث میں لزوم ہے اقول اسے اگر اکثر پر محمول کریں تو ٹھیک ہے ورنہ جنابت حدث سے جدا کیوں نہیں ہوتی؟ اس کی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص جنب ہوا اور اسے اتنا ہی پانی ملا جو وضو کے لیے کفایت کرسکے تو اس نے تیمم کیا پھر اسے حدث ہوا تو وضو کیا پھر اسے اتنا پانی ملا جو غسل کے لیے کافی ہے اب وہ پھر جنب ہوگیا اس کی جنابت حدث سے جُدا ہے۔ (ت)

دلیل سوم: تصریح فرماتے ہیں کہ جنب کے پاس وضو کے لیے کافی پانی ہو تو اُس پر وضو اُس حالت میں ہے کہ جنابت کے لیے تیمم کے بعد حدث واقع ہو بہت عبارات آگے آتی ہیں اور نوازل امام فقیہ ابو اللیث پھر خزانۃ المفتین میں ہے:

اذا احدث بعد التیمم ومعہ مایکفی

جب اس تیمم کے بعد حدث ہو اور اس کے پاس وضو

---

[1] رد المحتار باب التیمم مطبع مصطفی البابی مصر ۱/۱۸۷

للوضوء، فانه یتوضوء بہ[1] کے لیے بقدرِ کفایت پانی ہو تو اس سے وضو کریگا۔ (ت)

فتح القدیر و درر الحکام و شرح نقایہ برجندی و بحرالرائق حتی کہ خود شرح وقایہ مسح الخفین میں ہے:

واللفظ لہ تیمم للجنابۃ فان احدث بعد ذلک توضأ[2] الفاظ شرح وقایہ ہی کے ہیں: جنابت کا تیمم کیا اگر اس کے بعد حدث ہو تو وضو کرے۔ (ت)

یہ تقیید صاف بتا رہی ہے کہ تیمم جنابت سے پہلے جو حدث ہو اس کے لیے وضو نہیں یہی تیمم اُسے بھی رفع کردیگا بلکہ خود کتاب مبسوط میں ارشاد محرر المذہب بعد بعد عبارت مذکورہ ہے:

فان احدث وعندہ ذلک الماء توضأ[3] پھر اگر حدث ہو اور اس کے پاس وُہ پانی موجود ہے تو وضو کرے۔ (ت)

تیمم جنابت کے بعد جو حدث ہُوا اس میں حکم وضو فرمایا۔

فان قلت ماتفعل بما نقل فی العنایۃ ولو بلفظۃ قیل فی مسألۃ الاصل ھذہ اذ قال تحت قول الھدایۃ لایجوز المسح لمن علیہ الغسل قیل صورتہ توضأ ولبس الخف ثم اجنب ثم وجد ماء یکفی للوضوء لا للاغتسال فانہ یتوضأ ویغسل رجلیہ ولا یمسح ویتیمم

اگر سوال ہو اسے کیا کیا جائے جو عنایہ کے اندر اسی مسألہ مبسوط میں نقل ہے اگرچہ "قیل" کے لفظ سے ہے۔ ہدایہ کی عبارت ہے "اس کے لیے مسح جائز نہیں جس کے اوپر غسل ہو" اس کے تحت صاحب عنایہ لکھتے ہیں: 'کہا گیا اس کی صورت یہ ہے کہ وضو کر کے موزہ پہن لیا پھر جنابت ہوئی پھر اتنا پانی ملا جو وضو کے لیے کفایت کرسکتا ہے غسل کے لیے

عہ ھو فی نسختی البرجندی معزو للنھایۃ لکن فی البحر عن النھایۃ لایتأتی الاغتسال مع وجود الخف ملبوسا اھ واللہ تعالٰی اعلم ۱۲ منہ غفرلہ (م)

میرے نسخۂ برجندی میں اس پر نہایہ کا حوالہ ہے لیکن بحر میں نہایہ سے یہ نقل ہے": موزہ ملبوس ہوتے ہوئے غسل نہیں ہوسکتا اھ" اور خدائے بزرگ و برتر خوب جاننے والا ہے ۱۲ منہ غفرلہ (ت)

---

[1] خزانۃ المفتین

[2] شرح الوقایہ باب التیمم مکتبہ رشیدیہ دہلی ۱/۱۰۸

[3] مبسوط امام محمد " ادارۃ القرآن کراچی ۱/۱۰۷

للجنابة[1] اھ۔

نہیں تو یہ وضو کریگا اور اپنے پیروں کو دھوئے گا، مسح نہیں کریگا اور جنابت کا تیمم کرے گا۔ (ت)

اقول رحمه الله تعالٰی فلم یذکر الحدث اصلا فان احتج بارساله وجب الوضوء علی جنب لاحدث معه ووجد وضوء وھو باطل قطعا باجماع الحنفیة حتی ظاھر العبارۃ الاٰتیة للامام شارح الوقایة بل معناہ قطعا انه اذا احتاج بعد ذلك للوضوء یتوضؤ ویغسل رجلیه کما ھو عبارۃ العلامة الوزیر فی الایضاح وشیخی زادہ فی مجمع الانھر فی نفس ھذا التصویر اذ قالا من لبس خفیه علی وضوء ثم اجنب فی مدۃ المسح ینزع خفیه ویغسل رجلیه اذا توضأ[2] اھ۔

اقول اللہ تعالٰی ان پر رحمت فرمائے۔ انہوں نے حدث کا تو کوئی ذکر ہی نہ کیا۔ اگر ان کے بلا قید ذکر کرنے سے استدلال ہے تو وضو ایسے جنب پر بھی واجب ہوگا جس کے ساتھ کوئی حدث نہیں اور اسے وضو کا پانی مل گیا اور یہ باجماع حنفیہ قطعاً باطل ہے یہاں تک کہ امام شارح وقایہ کی آنے والی عبارت کا ظاہر بھی یہ نہیں بلکہ عنایہ کی عبارتِ بالا کا مطلب یہ ہے کہ اس کے بعد جب اسے وضو کی ضرورت ہو تو وضو کریگا اور اپنے پیروں کو دھوئے گا جیسا کہ ایضاح میں علامہ وزیر کی عبارت اور مجمع الانہر میں شیخی زادہ کی عبارت خود اسی صورت مسئلہ کے بیان میں ہے دونوں حضرات فرماتے ہیں "جس نے وضو پر اپنے موزے پہنے پھر مدت مسح میں جنابت لاحق ہوئی تو وقتِ وضو اپنے موزے نکالے اور پیروں کو دھوئے"۔ اھ (ت)

واذا ابتنی الامر علی حاجة الوضوء لم تبق للعبارۃ دلالة علی ما توھمت فانا نقول انما یحتاج الیه اذا احدث بعد تیممه للجنابة والواو فی قوله ویتیمم لیست للترتیب فالمعنی ثم اجنب فتیمم للجنابة ثم احدث ثم

جب بنائے امر وضو کی احتیاج پر ہے تو مذکورہ وہم پر عبارت کی کوئی دلالت ہی نہیں۔ اس لیے کہ ہم کہتے ہیں اسے اس کی ضرورت اس وقت ہوگی جب جنابت کا تیمم کرنے کے بعد پھر اسے حدث ہو۔ ان کی عبارت "ویتیمم" میں واو ترتیب کا نہیں۔ تو معنی یہ ہے کہ پھر وہ جنب ہو تو جنابت کا

---

[1] العنایة مع فتح القدیر باب التیمم مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ١/١٣٢

[2] مجمع الانہر باب المسح دار احیاء التراث العربی بیروت ١/٤٦

وجد الماء الخ | تیمم کرے پھر اسے حدث ہو پھر پانی پائے الخ

وانظر عبارۃ الفاضل معین الهروی فی شرح الکنز فی نفس التصویر توضأ و لبس الخف ثم اجنب فتیمم للجنابۃ ثم احدث ثم وجد ماءً یکفی للوضوء لا للاغتسال فانه یتوضأ ویغسل رجلیه ولایمسح و یتیمم للجنابۃ[1] اھ

شرح کنز میں فاضل معین ہروی کی عبارت خود اسی صورت مسئلہ کے بیان میں ملاحظہ ہو: "وضو کیا اور موزہ پہن لیا پھر اسے جنابت ہوئی تو جنابت کا تیمم کیا پھر اسے حدث ہُوا پھر اسے اتنا پانی ملا جو صرف وضو کے لیے کافی ہے غسل کے لیے نہیں تو وہ وضو کرے گا اور اپنے پیروں کو دھوئے گا اور مسح نہیں کرے گا اور جنابت کے لیے تیمم کرے گا" اھ (ت)

فالعبارۃ عین عبارۃ العنایۃ و قدابرز کل ماقدرہ ورحم اللّٰه اخی چلپی اذنقل عبارۃ العنایۃ هذه واسقط منها قوله ویتیمم للجنابۃ و اللّٰه تعالٰی اعلم۔

یہ عبارت بعینہٖ عنایہ کی عبارت ہے اور ہر ایک نے اپنا اندازہ بیان کیا ہے اللہ تعالٰی اخی چلپی پر رحم کرے کیونکہ انہوں نے عنایہ کی یہی عبارت نقل کی ہے اور اس سے اس کا یہ قول "ویتیمم للجنابۃ" ساقط کردیا ہے واللہ تعالٰی اعلم۔ (ت)

دلیل چہارم: اُس کی تعلیل فرماتے ہیں کہ تیمم جو پہلے ہوچکا حدث متأخر کو زائل نہ کرے ظاہر ہوا کہ جنابت کے لیے تیمم سے پہلے جو حدث ہوگا تیمم اسے بھی زائل کردے گا۔ کافی امام جلیل ابوالبرکات نسفی میں ہے:

جنب اغتسل وبقی لمعۃ وفنی ماؤہ یتیمم لبقاء الجنابۃ لانها لاتتجزی زوالا و ثبوتا فان تیمم ثم احدث تیمم للحدث لان تیممه للجنابۃ متقدم علی الحدث فلم یجز عن الحدث المتؤخر کما لو اغتسل عن الجنابۃ ثم احدث علیه ان یتوضأ ولم یجز الاغتسال عن

جنب نے غسل کیا کچھ جگہ چمکتی رہ گئی اور اس کا پانی ختم ہوگیا تو جنابت باقی رہنے کی وجہ سے وہ تیمم کرے اس لیے کہ زائل ہونے اور ثابت ہونے کسی معاملہ میں جنابت حصہ حصہ نہیں ہوتی (جاتی ہے تو ایک ساتھ، آتی ہے تو ایک ساتھ) تو اگر اس نے تیمم کیا پھر اسے حدث ہُوا تو حدث کے لیے تیمم کرے اس لیے کہ اس کا تیمم جنابت حدث سے پہلے ہوچکا۔ تو بعد والے حدث

---

[1] شرح الکنز للهروی مع فتح المعین باب مسح الخفین ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۰۱

الحدث المتأخر[1]

سے کفایت نہ کرے گا۔ جیسے اگر جنابت کا غسل کیا پھر اسے حدث ہوا تو اسے وضو کرنا ہے اور غسل سابق، حدث متأخر سے کفایت نہ کر سکے گا۔ (ت)

دلیل پنجم : اُس کی توجیہ میں یہ بھی ارشاد فرماتے ہیں کہ جنابت کے لیے تیمم کر لینے کے بعد جو حدث ہوا تو اب یہ جنب نہیں کہ جنابت تو تیمم سے زائل ہو چکی نرا محدث ہے اور وضو کے لیے پانی موجود ہے تو وضو لازم ہے صاف اشعار فرمایا کہ اس وقت بھی اگر یہ جنب ہوتا وضو نہ کرتا صرف تیمم جنابت و حدث دونوں کے رفع کو کافی ہوتا ورنہ اس فرمانے کے کیا معنے کہ اور یہ جنب نہیں وھذا اظھر من ان یظھر (یہ اس سے زیادہ واضح ہے کہ اس کی وضاحت کی جائے۔ ت)

بدائع ملک العلماء میں ہے :

الجنب اذا وجد من الماء قدر ما یتوضأ بہ لاغیر اجزأہ التیمم عندنا لان الغسل اذا لم یفد الجواز کان الاشتغال بہ سفھا مع ان فیہ تضییع الماء وانہ حرام فصار کمن وجد ما یطعم بہ خمسۃ مساکین فکفر بالصوم یجوز ولا یؤمر باطعام الخمسۃ لعدم الفائدۃ فکذا ھذا بل اولی لان ھناك لایؤدی الی تضییع المال لحصول الثواب بالتصدق و مع ذلك لم یؤمر بہ لما قلنا فھھنا اولٰی ولو تیمم الجنب ثم احدث بعد ذلك و معہ من الماء قدر ما یتوضؤ بہ فانہ یتوضؤ بہ لان ھذا محدث ولیس بجنب ومعہ من الماء

جنب کو جب اتنا ہی پانی ملے جس سے صرف وضو کر سکے تو ہمارے نزدیک تیمم اسے کافی ہوگا اس لیے کہ دھونے سے جب جواز نماز کا فائدہ نہیں حاصل ہو سکتا تو اس میں مشغولی بے وقوفی ہے۔ ساتھ ہی اس میں پانی کی بربادی بھی ہے اور یقیناً یہ حرام ہے۔ تو اس کا حال اس کی طرح ہوا جسے اسی قدر ملا کہ اس سے پانچ مسکینوں کو کھلا سکے اس لیے اس نے روزوں سے کفارہ ادا کیا تو جائز ہے اور اسے پانچ کو کھلانے کا حکم نہیں دیا جائیگا اس لیے کہ بے فائدہ ہے۔ اسی طرح یہ بھی ہے۔ بلکہ اس سے بڑھ کر ہے اس لیے کہ وہاں مال کی بربادی تک معاملہ نہیں پہنچتا کیونکہ صدقہ کرنے کا ثواب مل جائے گا، اس کے باوجود اس کا اسے حکم نہ دیا گیا تو یہاں بدرجہ اولٰی حکم نہ ہوگا۔ اور اگر جنب نے تیمم کیا پھر اس کے

---

[1] کافی
[2] بدائع الصنائع شرائط تیمم ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۵۰

قدر ما يكفيه للوضوء فيتوضؤ به [1]

بعد اسے حدث ہوا اور اس کے پاس اتنا پانی ہے جس سے وضو کرلے تو وہ وضو کرے گا کیونکہ یہ بے وضو ہے جنب نہیں ہے اور اس کے پاس اتنا پانی ہے جو وضو کے لیے کافی ہے تو اس سے وضو کرے گا۔ (ت)

یونہی درمختار میں ہے:

لو تیمم للجنابة ثم احدث صار محدثا لا جنبا فیتوضأ [2]۔

اگر جنابت کا تیمم کیا پھر اسے حدث ہوا تو وہ محدث ہے جنب نہیں اس لیے وضو کریگا۔ (ت)

تیمم کے بعد حدث پر حکم وضو کو اس پر متفرع کیا کہ اب وہ محدث ہے جنب نہیں یعنی جنب ہوتا تو حدث کے باعث وضو نہ کرتا و لہذا ردالمحتار میں فرمایا:

افاد انه اذا وجد ماء يكفيه للوضوء فقط انما يتوضأ به اذا احدث بعد تيممه عن الجنابة اما لو وجده وقت التيمم قبل الحدث لا يلزمه عندنا الوضوء به عن الحدث الذی مع الجنابة لانه عبث اذ لا بدله من التيمم [3] اھ۔

اس سے یہ افادہ فرمایا کہ جب اسے اتنا پانی ملے جس سے صرف اس کا وضو ہو سکتا ہو تو وہ اس سے وضو کرے گا جبکہ اسے اپنے تیمم جنابت کے بعد حدث ہوا ہو، لیکن اگر یہ پانی تیمم ہی کے وقت قبل حدث ملا تو ہمارے نزدیک اسے اس حدث سے جو جنابت کے ساتھ ہے وضو کرنا لازم نہیں کیونکہ عبث ہے اس لیے کہ تیمم اس کے لیے ضروری ہے اھ۔ (ت)

تنبیہ: قول ملك العلماء قدس سره فيه تضييع الماء تبعه فيه الامام النسفی فی الكافی فقال لنا انه اذا لم يطهر عن الجنابة باستعماله تكون تضييعا [4] اھ۔

تنبیہ: ملک العلماء قدس سرہ کا ارشاد "فیہ تضییع الماء" (اس میں پانی برباد کرنا ہے) اس پر امام نسفی نے ان کی پیروی کی ہے — وہ فرماتے ہیں: "ہماری دلیل یہ ہے کہ اس کے استعمال سے جب وہ جنابت سے پاک نہ ہوا تو یہ برباد کرنا ہی ہے" اھ (ت)

---

[1] بدائع الصنائع شرائط التیمم مکتبہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۵۰
[2] درمختار باب التیمم مطبع مجتبائی دہلی ۱/۴۵
[3] ردالمحتار " مکتبہ مصطفی البابی مصر ۱/۱۸۷
[4] کافی للامام النسفی

وتبعهما الامام الزیلعی فی التبیین فقال اذا لم یفد کان الاشتغال عبثا وتضییعا للماء فی موضع عزته وتضییع المال حرام[1] اھ۔

تبیین میں امام زیلعی نے ان دونوں حضرات کی پیروی کی ہے۔ تو فرمایا: "جب یہ بے فائدہ ہے تو اس میں مشغولی عبث ہے اور ایسی جگہ پانی برباد کرنا ہے جہاں پانی کم یاب ہے، اور مال برباد کرنا حرام ہے اھ"

وتبعهم المحقق فی الفتح فقال لایفید اذ لایتجزأ بل الحدث قائم مابقی ادنی لمعة فیبقی مجرد اضاعة مال خصوصا فی موضع عزته مع بقاء الحدث کما هو[2] اھ۔

اور محقق علی الاطلاق نے فتح القدیر میں ان حضرات کی پیروی کرتے ہوئے فرمایا: "بے فائدہ ہے اس لیے کہ حدث کی تجزی نہیں ہوتی بلکہ جب تک ذرا سا بھی حصہ چھوٹا رہے گا حدث رہے گا تو صرف مال کی بربادی باقی رہ جائے گی خصوصاً ایسی جگہ جہاں پانی کمیاب ہے باوجودیکہ حدث جیسے تھا ویسے ہی باقی رہے گا۔" اھ (ت)

وتبعه فی الحلیة والبحر علی الفاظه وزادت الحلیة وقد صح عن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم انه قال وانهی امتی عن اضاعة المال[3] اھ والفقیر تبعهم فیما مضی واجدر بهم للاتباع۔

اب حلیہ اور بحر نے الفاظ میں بھی ان کی پیروی کی حلیہ نے مزید یہ فرمایا: حالاں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے بروایتِ صحیحہ ثابت ہے کہ فرمایا: "اور میں اپنی اُمت کو مال برباد کرنے سے منع فرماتا ہوں" اھ۔ فقیر نے بھی ماضی میں انہی حضرات کی پیروی کی اور وہ ان کی پیروی کا زیادہ مستحق ہے۔

اقول لٰکن للعبد الضعیف نظر فیه قوی فانه وان لم یرفع الحدث لعدم تجزیه فلا شك انه یسقط الفرض

اقول لیکن بندۂ ضعیف کو اس میں نظر قوی ہے کیونکہ اس سے حدث غیر متجزی ہونے کے باعث اگرچہ ختم نہیں ہوتا لیکن اس میں شک نہیں کہ جس حصے

[1] تبیین الحقائق باب التیمم مطبعہ امیریہ بولاق مصر ۱/۴۱

[2] فتح القدیر " مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۱۱۹

[3] حلیہ

عمایصیبہ وکفی بہ فائدۃ ویعظم وقعہ اذا وجد بعدہ مایکفی للباقی بعد ھذا الاستعمال ولو ترکہ وراح ثم وجد ھذا لم یکف۔

وقد قال الامام رضی الدین السرخسی فی المحیط[1] فیما اذا اغتسل وبقیت لمعۃ ثم وجد ماء لایکفی لہا یغسل شیئا من اللمعۃ ان شاء تقلیلا للجنابۃ[1] اھ

قال فی الحلیۃ بعد نقلہ فی مسألۃ اُخری نظیرہ مانصہ یغسل من اللمعۃ مایتأتی تقلیلا للجنابۃ اھ[2]

وفی خزانۃ المفتین عن شرح الطحاوی للامام الاسبیجابی وان کان لایکفی یغسل مقدار مایکفیہ حتی تقل الجنابۃ ویتیمم اھ[3]

ومثلہ فی الخلاصۃ وشرح الوقایۃ وکثیر من الکتب بل قد قال فی الکافی نفسہ جنب علی ظہرہ لمعۃ ونسی اعضاء وضوئہ وماؤہ یکفی احدھما صرفہ الی ایہما شاء لان کل واحد نجاسۃ الجنابۃ فاعضاء الوضوء اولی اقامۃ

تک پانی پہنچے گا اس سے فرض ساقط کردے گا۔ اتنی افادیت کافی ہے۔ اس کی وقعت اس وقت اور بڑھ جائیگی جب اس کے بعد اسے اتنا پانی ملے جو اسے استعمال کرنے کے بعد بقیہ اعضا کے لیے کافی ہو۔ اور اگر اسے چھوڑ کر چلا جائے پھر یہ ملے تو ناکافی ہوگا۔

امام رضی الدین سرخسی نے محیط میں فرمایا ہے: "اس صورت میں جبکہ غسل کرلیا اور کچھ جگہ چمکتی رہ گئی پھر اتنا پانی ملا جو اس کے لیے کافی نہیں تو اگر چاہے جنابت کم کرنے کے لیے اس جگہ کا کچھ حصہ دھولے"۔ اھ

حلیہ کے اندر اسے نقل کرنے کے بعد ویسے ہی ایک دوسرے مسئلہ میں یہ لکھا: "چھوٹی ہوئی جگہ سے جو ہوسکے جنابت کم کرنے کی خاطر دھولے" اھ

خزانۃ المفتین میں امام اسبیجابی کی شرح طحاوی سے نقل ہے: "اگر کافی نہ ہو تو جس قدر کفایت کرے دھولے تاکہ جنابت کم ہوسکے اور تیمم کرے"۔ اھ

اسی کے مثل خلاصہ، شرح وقایہ اور بہت سی کتابوں میں ہے ـــــ بلکہ خود "کافی" میں لکھا ہے: "جنب کی پشت پر چھوٹی ہوئی جگہ ہے اور اعضائے وضو دھونا بھول گیا اب جو پانی ہے کسی ایک ہی کے لیے کفایت کرسکتا ہے تو دونوں میں سے جس میں چاہے اسے صرف کرے۔ اس لیے کہ ہر ایک نجاست جنابت

---

[1] محیط رضی الدین السرخسی
[2] حلیہ
[3] خزانۃ المفتین

للسنة[1] اھ

ہی ہے تو اعضائے وضو بہتر ہوں گے تاکہ سنّت کی ادائیگی ہوجائے"۔ اھ

وبمعناه فی الهندیة عن شرح الزیادات للعتابی فهذا الصرف لیس الا لتقلیل الجنابة کما صرح به الائمة الاسبیجابی و رضی الدین السرخسی و طاهر البخاری وصدر الشریعة و محمد الحلبی وغیرهم والا لزم الجمع بین الوظیفتین فعلم انه لیس باضاعة ولا یوجب حرمة ولا شناعة۔

اسی کے ہم معنی ہندیہ میں عتابی کی شرح زیادات سے نقل ہے۔ تو یہ صرف کرنا تقلیل جنابت کے لیے ہے جیساکہ امام اسبیجابی، امام رضی الدین سرخسی، امام طاہر بخاری، امام صدر الشریعۃ، امام محمد حلبی وغیرہم نے اس کی صراحت فرمائی — ورنہ دونوں عمل (وضو اور تیمم) جمع کرنا لازم آتا — اس سے معلوم ہوا کہ یہ پانی برباد کرنا نہیں اور اس سے کوئی حرمت وشناعت لازم نہیں آتی۔ (ت)

اقول بل لایبعد ان یعد مستحبا لما فیه من الخروج عن خلاف الامام الشافعی رضی الله تعالٰی عنه والخروج عن الخلاف مستحب بلا خلاف ما لم یلزم مکروه مذهبه وانتفاء الکراهة قد علم مما اثرنا من النصوص۔

اقول بلکہ اسے اگر مستحب شمار کیا جائے تو بعید نہ ہوگا کیونکہ اس میں امام شافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے اختلاف سے بچنا ہے اور اختلاف سے بچنا جب تک کہ اپنے مذہب کا کوئی مکروہ نہ لازم آئے بلاخلاف مستحب ہے۔ اور کراہت نہ ہونا ان نصوص سے معلوم ہوگیا جو ہم نے نقل کیے۔ (ت)

دلیل ششم تصریحات ہیں کہ آیۂ کریمہ فلم تجدوا ماءً میں وہ پانی مراد ہے جس کا استعمال اسے قابلِ نماز کردے اتنا پانی کہ اسے استعمال کیے پر بھی قابلیتِ نماز نہ پیدا ہو (**اقول** یعنی یوں کہ اتنا پانی جس کے استعمال پر اسے قدرت ہے اور زائد بوجہ فقدان یا ضرر یا تنگیِ وقت مقدور نہیں تحصیل طہارت کے لیے کافی نہ ہو اس سے زیادہ کی حاجت ہو ورنہ اگر یہ فی نفسہٖ مقدار مطلوب پر ہے اور کوئی اور وجہ مانع تو اس پانی کے مورثِ قابلیت ہونے میں خلل نہیں) نہ ابتداءً مانع تیمم ہے نہ انتہاءً اُس کا ناقض اُس کا وجود و عدم برابر ہے۔ بدائع امام ملک العلماء میں ہے:

المراد من الماء المطلق فی الاٰیة

آیت میں مائے مطلق سے مراد مقید ہے اور

---

[1] فتاوٰی ہندیۃ باب التیمم نورانی کتب خانہ پشاور ١/٢٩

هو المقید وهو الماء المقید لاباحة الصلاة عند الغسل به[1]۔

یہ وہ پانی ہے کہ اگر اس سے دھویا جائے تو جواز نماز کا فائدہ دے۔ (ت)

تبیین الحقائق امام فخر الدین میں ہے:

الغسل المامور به هو المبیح للصلاة وما لایبیحها فوجوده وعدمه سواء[2]۔

جس دھونے کا حکم دے دیا گیا ہے یہ وہ ہے جس سے نماز جائز ہوجائے اور جس سے نماز جائز نہ ہو اس کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ (ت)

بنایہ امام بدر محمود میں ہے:

المحدث او الجنب اذا وجد بعض مایکفیه من الماء لطهارته فعدم وجوب الاستعمال مذهبنا ومذهب مالك واکثر العلماء لان الأیة سیقت لبیان الطهارة الحکمیة فکان قوله تعالٰی فلم تجدوا ماءً ای طهوراً محللا للصلاة وبوجود ما لایکفی لم یوجد ما یحلل[3]۔

بے وضو یا جنب کو جب اپنی طہارت کے لیے کفایت کرنے والے پانی میں سے کچھ ہی ملے تو اس کا استعمال واجب نہیں۔ یہ ہمارا، امام مالک اور اکثر علماء کا مذہب ہے۔ اس لیے کہ آیت کریمہ طہارت حکمیہ کے بیان کے لیے آئی ہے، تو ارشاد باری تعالٰی "فلم تجدوا ماءً" (پھر تم پانی نہ پاؤ) سے مراد ایسا آبِ طہارت ہے جو نماز مباح کردے اور ناکافی پانی ہونے سے وہ نہ پایا گیا جو نماز حلال کردے۔ (ت)

فتح محقق حیث اطلق میں مجملاً پھر حلیہ میں موضحاً مفصلاً ہے:

واللفظ لها قلنا المراد بالماء فی النص مایکفی لازالة المانع لانه سبحنه امر بغسل جمیع البدن فی حق الجنب ومعلوم ان ذلك بالماء ثم نقل الی التیمم عند عدمه بقوله عزوجل فلم تجدوا

الفاظ حلیہ کے ہیں، ہم کہتے ہیں نص میں پانی سے مراد وہ ہے جو ازالۂ مانع کے لیے کافی ہو اس لیے کہ خدائے پاک نے حق جنب میں پورا بدن دھونے کا حکم فرمایا ہے اور معلوم ہے کہ یہ پانی ہی سے ہوگا۔ پھر پانی نہ ہونے کے وقت ارشاد باری عزوجل فلم تجدوا

---

[1] بدائع الصنائع باب التیمم مکتبہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۵۱
[2] تبیین الحقائق " مکتبہ امیریہ بولاق مصر ۱/۴۱
[3] البنایۃ شرح الہدایۃ باب الماء الذی یجوز بہ الوضوء ملک سنز فیصل آباد کراچی ۱/۳۲۳

ماء فبالضرورة یکون التقدیر ان لم تجدوا ماء تغسلون بہ جمیع ابدانکم جنبا فتیمموا وھذا کما یصدق عند عدم الماء اصلا یصدق عند وجود الماء غیر کاف لذلک فیتعین التیمم فی ھذا کالاول[1]

ماء" (پھر تم پانی نہ پاؤ) سے حکم تیمم کی طرف منتقل ہوگیا۔ تو ضروری طور پر تقدیر کلام یہ ہوگی: اگر تم ایسا پانی نہ پاؤ جس سے اپنا پورا بدن بحالتِ جنابت دھوسکو تو تیمم کرو۔ اور یہ بات جیسے بالکل پانی نہ ہونے کے وقت صادق ہے ویسے ہے ناکافی پانی ہونے کے وقت بھی صادق ہے تو اوّل کی طرح اس میں بھی تیمم متعین ہے۔ (ت)

کفایہ امام جلال الدین پھر بحر محقق زین العابدین میں ہے:

واللفظ لہ الآیۃ سیقت لبیان الطھارۃ الحکمیۃ فکان التقدیر فلم تجدوا ماء محللا للصلاۃ وباستعمال القلیل لم یثبت شیئ من الحل فان الحل حکم والعلۃ غسل الاعضاء کلھا وشیئ من الحکم لایثبت ببعض العلۃ کبعض النصاب فی حق الزکاۃ وبعض الرقبۃ فی حق الکفارۃ کذا ذکر فی کثیر من الشروح۔[2]

الفاظ بحر کے ہیں: آیتِ طہارت حکمیہ کے بیان کے لیے آئی ہے، تو تقدیر کلام یہ ہوگی: پھر تم نماز کو حلال کرنے والا پانی نہ پاؤ ــــ اور قلیل کے استعمال کرنے سے کچھ بھی حلّت ثابت نہ ہوئی، کیونکہ حلت حکم ہے۔ اور سارے اعضا کو دھونا علّت ہے۔ اور کوئی حکم بعض علت سے ثابت نہیں ہوتا جیسے حق زکاۃ میں بعض نصاب، اور حق کفارہ میں بعض بردہ کا حال ہے۔ اسی طرح بہت سی شروح میں مذکور ہے۔ (ت)

اور ظاہر ہے کہ جنابت کے ساتھ اگرچہ سَو حدث ہوں وضو کرلینا ہرگز اُسے نماز کے قابل نہیں کرسکتا تو جب اسی قدر پانی پر قدرت ہے اُس کا ہونا نہ ہونا یکساں۔ اگر اتنا پانی بھی نہ پاتا کیا کرتا۔ صرف تیمم۔ اب بھی صرف تیمم ہی کرے۔

دلیل ہفتم: شرح وقایہ میں جو خود اپنی اور تمام ائمہ کی تصریحات کے خلاف ایک موہم عبارت واقع ہُوئی جس سے یہ متبادر کہ جنابت کے ساتھ حدث بھی ہو تو وضو کرے اور جنابت کے لیے تیمم عامہ محشین وکبرائے ناظرین یک زبان اُس کی تاویل کی طرف جُھکے کہ ساتھ سے مراد بعد ہے یعنی جنب نے تیمم کرلیا اس کے بعد حدث ہوا

---

[1] فتح القدیر | باب التیمم | مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر | ۱/۱۱۹
[2] البحرالرائق | ″ | ایچ ایم سعید کمپنی کراچی | ۱/۱۳۹

اور پانی قابل وضو حاضر ہے تو اب وضو کرے کہ گزشتہ تیمم بعد کے حدث میں کام نہیں دے سکتا جیسے نہالینے کے بعد حدث ہوتا تو وضو کرنا لازم تھا نہ یہ کہ جنابت کا تیمم رفع حدث سابق کو کافی نہیں تیمم کے ساتھ وضو بھی کرنا پڑے کہ یہ بلاشبہہ مذہب کے خلاف اور اس کا بطلان ظاہر وصاف۔ خلاصہ یہ کہ طہارت و حدث میں جو متأخر ہے سابق کو رفع کر دیتا ہے تو جنابت کے ساتھ اگر ہزار حدث ہوں جب تیمم کرے گا سب رفع ہو جائیں گے لہذا واجب کہ عبارت شرح وقایہ کو حدث بعد تیمم پر حمل کریں۔ علما کا تاویل پر ہجوم روشن دلیل ہے کہ حکم وُہ نہیں جو اُس کے ظاہر سے مفہوم و لہذا جس نے تاویل نہ پائی اعتراض کردیا بہرحال اس کا ظاہر کسی نے مسلّم نہ رکھا۔

اللّٰھم الا الفاضل القرہ باغی فی حاشیتہ علی شرح الوقایۃ کما سیأتی ان شاء اللہ تعالٰی۔

ہاں مگر فاضل قرہ باغی نے شرح وقایہ پر اپنے حاشیہ میں ــــ جیساکہ ان کا کلام ان شاء اللہ تعالٰی آئے گا۔ (ت)

اقول والعجب من علامۃ الوزیر سکت عنہ فی الایضاح مع شدۃ ولوعہ بالاعتراض علی الامامین الشارح والماتن رحمہم اللہ الجمیع حتی تجاوز الی المؤاخذات اللفظیۃ وسمی متنہ الفقھی الاصلاح و الاصولی تغییر التنقیح غیرانہ لاینسب الی ساکت قول اما اثبات الھندیۃ کلام شرح الوقایۃ ھذا بالتقریر فمع قطع النظر عن ان غالب الفتاوی المنسوجۃ علی ھذا المنوال جل ھمتھا الجمع والتلفیق ولذا رجحت علیھا الشروح الباحثۃ بالتنقیح والتحقیق۔

اقول تعجب ہے کہ علامہ وزیر اس پر ایضاح میں خاموش رہے جبکہ امامین شارح و ماتن پر اعتراض سے ان کو بہت زیادہ دلچسپی ہے ــــ خدا سب پر رحمت فرمائے ــــ یہاں تک کہ لفظی گرفتوں تک تجاوز کر گئے اور اپنے فقہی متن کا نام " اصلاح " اور اصولی متن کا نام " تغییر التنقیح " رکھا مگر (یہاں وہ ساکت رہے تو) ساکت کی طرف تو کوئی قول منسوب نہیں کیا جاسکتا۔ ہندیہ نے شرح وقایہ کا یہ کلام ایک تقریر سے ثابت کیا ہے۔ یُوں تو اس انداز پر جمع شدہ زیادہ تر فتاوٰی کا بڑا مقصد جمع و تلفیق ہوتا ہے۔ اسی لیے تنقیح و تحقیق سے بحث کرنے والی شروح کو ایسے فتاوٰی پر ترجیح حاصل ہے۔ (ت)

اقول وعندی مثل المتونــ ع

اقول میرے نزدیک فقہ میں متون،

ع **اقول** ای کمختصرات الائمۃ الطحاوی والکرخی والقدوری والکنز والوافی والوقایۃ والنقایۃ والاصلاح والمختار ومجمع البحرین ومواھب الرحمٰن والملتقی وامثالھا الموضوعۃ لنقل المذھب لا کامثال المنیۃ فانھا لا تعد والفتاوی وقد رأیت التنویر ینقل روایات عن القنیۃ مع مصادمھا للمذھب المنصوص علیہ فی کتب محمد کما بینت بعضہ فی کتابی کفل الفقیہ الفاھم فی حکم قرطاس الدراھم وقد جھل بعض ضلال الزمان وھو الگنگوھی فی رسالتہ فی الجماعۃ الثانیۃ اذ جعل الاشباہ من المتون ولم یدر السفیہ ما معنی المتن المراد ھھنا وزعم بجھلہ ان کل بیضاء شحمۃ وکل سوداء تمرۃ وھذا کتاب الاشباہ مشحونا بالنقول عن الفتاوی وابحاثہ فما مرتبتہ الا فی الفتاوی او فی الشروح ھذا وقد عدوا الھدایۃ من المتون مع انھا شرح بالصورۃ ۱۲ منہ غفرلہ (م)

اقول یعنی جیسے مختصر امام طحاوی، مختصر امام کرخی، مختصر امام قدوری، کنز الدقائق، وافی، وقایہ، نقایہ، اصلاح، مختار، مجمع البحرین، مواہب الرحمٰن، ملتقی۔ اور ایسی ہی دُوسری کتابیں جو نقل مذہب کے لیے لکھی گئی ہیں۔ منیہ جیسی کتاب نہیں کہ اس کا درجہ فتاوٰی سے زیادہ نہیں ــ اور میں نے دیکھا کہ تنویر الابصار میں قنیہ سے نقل شدہ روایات داخل ہیں جب کہ وُہ امام محمد کی کتابوں میں منصوص مذہب سے متصادم ہیں۔ جیسا کہ ان میں سے بعض کا میں نے اپنی کتاب "کفل الفقیہ الفاہم فی حکم قرطاس الدراہم" میں بیان کیا ہے ــ ایک گمراہ زمانہ ــ گنگوہی ــ کی بے خبری دیکھیے کہ جماعت ثانیہ سے متعلق اپنے رسالہ میں "اشباہ" کو متون سے قرار دیا۔ نادان کو یہ پتا نہیں کہ یہاں متن سے کون سا معنی مراد ہے اور اپنی بے خبری سے یہ سمجھ لیا کہ "ہر سفید چیز چربی اور ہر سیاہ چیز کھجور ہے" (یا اردو مثل میں: ہر چمکتی چیز سونا ہے ۱۲ م۔ الف) یہ کتاب الاشباہ فتاوٰی کی نقول و ابحاث سے بھری ہوئی ہے تو اس کا درجہ فتاوٰی ہی کا ہے یا شروح کا ــ یہ ذہن نشین رہے کہ علما نے ہدایہ کو متون سے شمار کیا ہے باوجودیکہ وہ صورۃً شرح ہے ۱۲ منہ غفرلہ (ت)

علیہ **اقول** کشروح کتب الاصول الجامعین والاصل والزیادات والسیرین للائمۃ وشروح المختصرات المذکورۃ المبنیۃ علی التحقیق ومبسوط الامام السرخسی وبدائع ملک العلماء والتبیین والفتح والعنایۃ والبنایۃ وغایۃ البیان والدرایۃ والکفایۃ والنھایۃ والحلیۃ والغنیۃ والبحر والنھر والدرر والدر وجامع المضمرات والجوھرۃ النیرۃ والایضاح وامثالھا وتدخل فیھا عندی حواشی المحققین مثل غنیۃ الشرنبلالی وحواشی الخیر الرملی ورد المحتار ومنحۃ الخالق واشباھھا لاکالمجتبی وجامع الرموز وابی المکارم ونظرائھا بل ولا کالسراج الوھاج ومسکین ۱۲ منہ غفرلہ (م)

اقول جیسے کتبِ اصول کی شرحیں جو ائمہ نے لکھیں (کتبِ اصول یہ ہیں: جامع کبیر، جامع صغیر، مبسوط، زیادات، سیرِ کبیر، سیرِ صغیر) اور (حاشیۂ بالا میں) مذکورہ مختصرات کی شرحیں جو تحقیق پر مبنی ہوں — اور مبسوط امام سرخسی، بدائع ملک العلماء، تبیین الحقائق، فتح القدیر، عنایہ، بنایہ، غایۃ البیان، درایہ، کفایہ، نہایہ، حلیہ، غنیہ، البحر الرائق، النہر الفائق، درر الحکام، دُرِّ مختار، جامع المضمرات، جوہرۂ نیرہ، ایضاح۔ اور ایسی ہی دیگر کتابیں — میرے نزدیک ان ہی میں محققین کے حواشی بھی داخل ہیں جیسے غنیۂ شرنبلالی، حواشی خیر الدین رملی، رد المحتار، منحۃ الخالق، اور ایسے ہی حواشی — مجتبی، جامع الرموز، شرح ابی المکارم جیسی کتابیں نہیں — بلکہ سراج وہاج اور شرح مسکین بھی نہیں ۱۲ منہ غفرلہ (ت)

علیہ **اقول** مثل الخانیۃ والخلاصۃ والبزازیۃ وخزانۃ المفتین وجواھر الفتاوی والمحیطات والذخیرۃ والواقعات للناطفی وللصدر الشھید ونوازل الفقیہ ومجموع النوازل والولوالجیۃ والظھیریۃ والعمدۃ والکبری والصغری وتتمۃ الفتاوی والصیرفیۃ وفصول العمادی وفصول الاستروشنی

اقول جیسے خانیہ، خلاصہ، بزازیہ، خزانۃ المفتین، جواہر الفتاوی، محیطات (محیط نام کی متعدد کتابیں ہیں) ذخیرہ، واقعاتِ ناطفی، واقعات صدر شہید، نوازل فقیہ، مجموع النوازل، ولوالجیہ، ظہیریہ، عمدہ، کبری، صغری، تتمۃ الفتاوی، صیرفیہ، فصول عمادی، فصول استروشنی، جامع صغار، تاتارخانیہ، ہندیہ —

(باقی بر صفحہ آئندہ)

مثل[1] الصحاح[2] والسنن[3] جو حدیث میں صحاح، سنن

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

وجامع الصغار والتاتارخانیة والھندیة وامثالھا ومنھا المنیة کما ذکرت لاکالقنیة[ف1] والرحمانیة وخزانة الروایات ومجمع البرکات وبرھانه اما المعروضات[ف2] فما بنی منھا علی التنقیر والتنقید والتنقیح فھی عندی فی مرتبة الشروح کالفتاوی الخیریة والعقود الدریة للعلامة شامی واطمع ان یسلك ربی بمنه وکرمه فتاوای ھذہ فی سلکھا فللارض من کأس الکرام نصیب اما فتاوی[ف3] الطوری والمحقق ابن نجیم فقد قیل انه لایعتمد علیھا واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ منه غفرله (م)

اور ایسی ہی کتابیں ـــــ ان ہی فتاوٰی میں منیہ بھی ہے جیسا کہ میں نے ذکر کیا ـــــ قنیہ، رحمانیہ، خزانۃ الروایات، مجمع البرکات، اور ان کی برہان جیسی کتابیں نہیں۔ لیکن معروضات تو ان میں جو چھان بین اور تنقید و تنقیح پر مبنی ہوں وہ میرے نزدیک شروح کے درجہ میں ہیں جیسے فتاوٰی خیریہ اور علامہ شامی کی العقود الدریہ ـــــ اور مجھے امید ہے کہ میرا رب اپنے احسان وکرم سے میرے ان فتاوی کو بھی ان ہی کی سلک میں منسلک فرمائے گا کہ اہل کرم کے جام سے زمین کو بھی حصہ مل جاتا ہے۔ رہے فتاوٰی طوری اور فتاوٰی محقق ابن نجیم تو ان کے بارے میں کہا گیا ہے کہ قابل اعتماد نہیں ـــــ اور خدائے برتر ہی خوب جاننے والا ہے ۱۲ منہ غفرلہ (ت)

عہ1 الثلثة بالثلثة علی الولاء ۱۲ منه غفرله (م)

تینوں، تینوں کے مقابل پے بہ پے ہیں ۱۲ منہ غفرلہ (ت) (یعنی سب سے معتبر صحاح پھر سنن پھر مسانید، اسی طرح متون پھر شروح پھر فتاوٰی ۔م الف)

عہ2 کصحاح[ف4] الشیخین والمنتقی وابن السکن والمختارة وعندی منھا موطا مالك ویتلوھا ابن حبان لاکالمستدرك ۱۲ منه غفرله (م)

جیسے صحاح شیخین و منتقی و ابن السکن و مختارہ ـــــ اور میرے نزدیک ان ہی میں مؤطا امام مالک بھی ہے اور انہی سے متصل صحیح ابن حبان بھی ـــــ مستدرک جیسی کتب نہیں ۱۲ منہ غفرلہ (ت)

عہ3 کسنن[ف5] ابی داؤد والنسائی والترمذی وفی مرتبتھا مسند الرؤیانی ومثلھا بل فوق[ف6]

جیسے ابوداؤد، نسائی اور ترمذی کی سنن ـــــ ان ہی کے درجہ میں مسند رویانی بھی ہے اور ان ہی کے مثل بلکہ ان میں

(باقی برصفحہ آئندہ)

والمسانید[1] فی الحدیث انما یشعر باعتمادہ علی ما یتقرر من مرادہ لا بخصوص العمل علی ظاہر مفادہ واللہ اعلم بنیات عبادہ۔

اور مسانید کا حال ہے۔ مگر اس سے قطع نظر تقریر ہندیہ سے یہی پتا چلتا ہے کہ اس کا اعتماد اس مراد پر ہے جو اس تقریر سے ثابت ہوتی ہے خاص اس کے ظاہر مفاد پر عمل معتمد نہیں ــــ اور خدا ہی اپنے بندوں کی نیتیں خوب جانتا ہے۔ (ت)

شرح نقایہ علامہ برجندی میں بعد نقل کلام شرح وقایہ وبحث وجواب جس کا ذکر ان شاء اللہ تعالٰی آگے آتا ہے حکم مذکور پر انکار کردیا،

حیث قال اجنب ولم یوجد ناقض الوضوء ہل یجب التیمم والتوضی جمیعا اذا احدث ومعہ ماء یکفی للوضوء فقط فیہ تردد والظاہر انہ اذا تیمم للجنابۃ لاحاجۃ الی

ان کے الفاظ یہ ہیں: جنابت ہوئی اور کوئی ناقضِ وضو نہ پایا گیا تو کیا اس پر تیمم اور وضو دونوں ہی واجب ہوں گے جبکہ اسے حدث ہوا ہو اور اس کے پاس اتنا ہی پانی ہے جو صرف وضو کے لیے کفایت کرسکے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

بعضہا شرح معانی الاٰثار للطحاوی وکتاب الاٰثار لمحمد والحجج لعیسی بن ابان عن محمد وکتاب الخراج لابی یوسف رضی اللہ تعالٰی عن الجمیع ۱۲ منہ غفرلہ (م)

بعض سے بالاتر امام طحاوی کی شرح معانی الآثار، امام محمد کی کتاب الآثار، امام محمد سے روایت شدہ حُجج عیسٰی بن ابان اور امام ابو یوسف کی کتاب الخراج ہے۔ اللہ تعالٰی سب سے راضی ہو۔ (ت)

[1] اجلّہا مسند الامام احمد ومن ہذہ الدرجۃ المصنفان ومعاجیم الطبرانی لاکمسند الفردوس وامثالہ ولیس مسندا بہذا المعنی بل ہو تخریج احادیث الفردوس ومن احب تمامہ فلینظر رسالتی مدارج طبقات الحدیث ۱۲ منہ غفرلہ (م)

ان میں سب سے بزرگ تر مسند امام احمد ہے اور اسی درجہ میں دونوں مصنف (مصنف عبدالرزاق ومصنف ابن ابی شیبہ) اور طبرانی کی معجم کبیر وصغیر و اوسط بھی ہیں۔ مسند الفردوس اور اس جیسی کتابیں نہیں۔ وہ اس معنی میں مسند ہے بھی نہیں۔ بلکہ اس میں احادیث فردوس کی تخریج ہے۔ اس سے متعلق پوری بحث کا جسے شوق ہو وہ میرا رسالہ "مدارج طبقات الحدیث" ملاحظہ کرے ۱۲ منہ غفرلہ (ت)

التوضی ولابد للحکم بالاحتیاج الیھما من روایۃ صریحۃ۔[1]

اس بارے میں تردد ہے۔ اور ظاہر یہ ہے کہ وہ جب جنابت کا تیمم کرلے تو وضو کی کوئی ضرورت نہیں، دونوں ہی کی ضرورت ہونے کا حکم کرنے کے لیے کوئی صریح روایت ہونا ضروری ہے۔ (ت)

اقول فاضل شارح کو تردد ہوا اور وضو کی حاجت نہ ہونے کو ظاہر رکھا اور جانب خلاف کسی روایت صریحہ کا انتظار کیا حالانکہ یہ محل جزم ہے اور روایاتِ صریحہ اس طرف موجود کما عرفت و تعرف ان شاء اللہ تعالٰی (جیسا کہ معلوم ہوا اور بمشیت خدائے برتر آئندہ بھی معلوم ہوگا۔ ت) اسی کے قریب حاشیہ درمختار میں سید علامہ احمد طحطاوی کا قول ہے:

فی صدر الشریعۃ اذا کان مع الجنابۃ حدث یوجب الوضوء یجب علیہ الوضوء ای اذا وجد الحدث بعد التیمم للجنابۃ کما نص علیہ القہستانی و ظاھر ھذا انہ اذا وجد حین التیمم المذکور ماء یکفی للوضوء لایتوضؤ بہ للاستغناء بھذا التیمم عنہ و انما یستعملہ اذا وجد الحدث بعد ذلک و ھو صریح عبارۃ القہستانی اھ فنقل عنہ ما یأتی انفا۔[2]

شرح صدر الشریعۃ میں ہے: "جب جنابت کے ساتھ کوئی ایسا حدث ہو جو وضو واجب کرتا ہے تو اس پر وضو واجب ہے" — یعنی جب تیمم جنابت کے بعد حدث پایا گیا ہو جیسا کہ اس پر قہستانی نے نص کیا ہے — اس کا ظاہر یہ ہے کہ جب تیمم مذکور کے وقت وضو کے لیے کفایت کرجانے والا پانی ملے تو اس سے وضو نہیں کریگا کیونکہ اس تیمم کی وجہ سے اُس وضو سے بے نیازی ہے وُہ پانی اسی وقت استعمال کریگا جب اس کے بعد حدث پایا جائے۔ یہی قہستانی کی صریح عبارت ہے۔" اور اس کے بعد قہستانی کی وہ عبارت نقل کی جو ابھی آرہی ہے۔ (ت)

اقول لم یصل فھمی الی سر جعلہ ظاھر نص القہستانی ثم صریح عبارتہ و ھو صریحھا لاشک ثم انما عاقہ عن الجزم بہ قصر نسبتہ علی القہستانی و ما ھو لہ بل

اقول انھوں نے پہلے اسے نص قہستانی کا ظاہر کہا پھر اس کی صریح عبارت کہا اس میں کیا رمز ہے میرے فہم کی رسائی وہاں تک نہ ہوئی۔ یقیناً یہ قہستانی کی صریح عبارت ہے۔ اس پر جزم سے ان کے لیے یہی چیز مانع ہُوئی کہ اس کی نسبت

---

[1] شرح النقایۃ للبرجندی — فصل فی التیمم — مطبع نولکشور — ۱/۴۴

[2] طحطاوی علی الدر المختار — باب التیمم — مطبوعہ بیروت — ۱/۱۳۴

للامام الجليل الاسبیجابی۔

قہستانی تک محدود ہے حالانکہ یہ قہستانی کا کلام نہیں بلکہ امام جلیل اسبیجابی کا ہے۔ (ت)

یہ سات دلائل ہیں اور بحمد اللہ تعالٰی روشن و کامل ہیں، اب صریح تر نصوص جزئیہ لیجئے و باللہ التوفیق۔

نص اول: محقق علامہ محمد بن فراموز درر الحکام میں فرماتے ہیں:

لو ان رجلا انتبہ من النوم محتلما وکان لہ ماء یکفی للوضوء لا للغسل تیمم ولم یجب علیہ الوضوء عندنا خلافا للشافعی[1]

اگر کوئی شخص احتلام کی حالت میں نیند سے بیدار ہو اور اس کے پاس اتنا پانی ہے جو صرف وضو کیلئے کافی ہے غسل کے لیے نہیں تو وہ تیمم کرے گا ہمارے نزدیک ــــ بخلاف امام شافعی کے ــــ اس پر وضو واجب نہیں۔ (ت)

صریح تصریح ہے کہ سوتے سے مُحتلم اٹھا جنابت وحدث دونوں تھے اور وضو کے قابل پانی موجود، وضو نہ کرے صرف تیمم کرے اور یہ کہ جنب کو حدث کے لیے وضو کا حکم دینا ہمارا مذہب نہیں امام شافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ کا مذہب ہے۔

نص دوم: شرح مختصر امام اجل طحاوی للامام علی الاسبیجابی وغیرہ پھر جامع الرموز پھر طحطاوی علی الدر پھر رد المحتار میں ہے:

الجنب اذا کان لہ ماء یکفی لبعض اعضائہ او المحدث[ع] للوضوء تیمم ولم یجب علیہ

جنب کے پاس جب اتنا ہی پانی ہو جو اس کے بعض اعضاء کے لیے کفایت کرسکے۔ یا محدث کو،

ع ھکذا ھو فی جامع الرموز وعنہ فی رد المحتار ووقع فی نسخۃ ط المصریۃ طبع المیری بدون لفظ المحدث وھو یشبہ التکرار فما اعضاء الوضوء الا بعض اعضاء الجنب ۱۲ منہ غفرلہ (م)

یہ لفظ اسی طرح جامع الرموز میں ہے اور اس سے رد المحتار میں بھی ایسے ہی نقل ہے اور طحطاوی کے مصری نسخہ طبع میری میں لفظ "محدث" کے بغیر ہے اور اس سے تکرار سی معلوم ہوتی ہے اس لیے کہ اعضائے وضو جنب کے بعض اعضاء ہی تو ہیں ۱۲ منہ غفرلہ (ت)

---

[1] درر الحکام لمولٰی خسرو باب التیمم المکتبۃ الکاملیۃ بیروت ۱/۲۹

صرفه الیه الا اذا تیمم للجنابة ثم وقع منه حدث موجب للوضوء فانه یجب علیه الوضوء حینئذ لانه قدر علی ماء کاف له[1]

وضو کے لیے۔ تو وہ تیمم کرے اور اس پر اس پانی کو بعض اعضاء کے لیے صرف کرنا واجب نہیں مگر جب جنابت کا تیمم کرے پھر اس سے کوئی ایسا حدث ہو جو وضو واجب کرتا ہے تو اب اس پر وضو واجب ہے اس لیے کہ وُہ وضو کے لیے کافی پانی پر قادر ہے۔(ت)

صاف ارشاد ہے کہ جنب کو حدث کے لیے وضو صرف اسی وقت ہے کہ جنابت کا تیمم کر چکنے کے بعد حدث ہو اُس سے پہلے جتنے بھی حدث تھے اُن کے لیے وضو کی اصلاً حاجت نہیں۔

اقول یعنی دونوں حالتوں میں جنب مذکور پر حدث کے لیے وضو نہیں۔ جب تک تیمم نہ کیا تھا جنب تھا اور حدث کے لیے وضو کا حکم نہ تھا اب کہ تیمم کرلیا پھر حدث ہوا اور اس پر حکم وضو آیا اس وقت وہ جنب نہیں کہ جنابت کے لیے تیمم کر چکا اور وہ وقوعِ حدثِ اصغر سے نہیں ٹوٹ سکتا عبارت مذکورۂ شرح طحاوی کا تتمہ ہے ولو یجب علیه التیمم لانه بالتیمم خرج عن الجنابة الی ان یجد ماء کافیا للغسل[2] (اور اس پر تیمم واجب نہیں کیونکہ وہ تیمم کرکے جنابت سے نکل چکا ہے یہاں تک کہ غسل کے لیے کافی پانی پائے۔ت)

نص[ع] سوم: فتاوٰی امام اجل فقیہ النفس فخر الملۃ والدین قاضی خان میں ہے:

جنب تیمم للظهر وصلی ثم احدث فحضرته العصر ومعه ماء یکفی للوضوء فانه یتوضؤ لان الجنابة

کسی جنب نے ظہر کے لیے تیمم کیا اور نماز پڑھی پھر اسے حدث ہُوا تو نمازِ عصر کا وقت آیا اور اس کے پاس اتنا پانی ہے جو وضو کے لیے کافی ہو تو وہ وضو کرے گا

ع ردالمحتار کی عبارت کہ دلیل پنجم میں گزری کہ جس جنب کو صرف وضو کے قابل پانی ملے اس پر وضو فقط اس وقت ہے کہ تیمم جنابت کے بعد حدث ہو اگر اس تیمم سے پہلے حدث تھا تو اس کے لیے وضو عبث ہے، گویا نص چہارم ہے کہ نصوص ائمہ واکابر یہی اس کے مآخذ ہیں ۱۲ منہ غفرلہ۔

(م)

---

[1] جامع الرموز باب التیمم مطبعہ کریمیہ قزان ایران ۱/۶۴

[2] السعایۃ شرح الوقایۃ " سہیل اکیڈمی لاہور ۱/۴۹۱

قد زالت بالتیمم فاذا احدث بعد التیمم ومعہ ماء یکفی للوضوء فانہ یتوضؤبہ فان توضأ للعصر وصلی ثم مر بماء علوبہ ولم یغتسل حتی حضرتہ المغرب وقد احدث اولم یحدث ومعہ ماء قدر مایتوضؤ بہ فانہ[ع] یتیمم ولا یتوضؤبہ

کیونکہ جنابت تو تیمم سے دُور ہوگئی۔ پھر جب بعد تیمم اسے حدث ہُوا اور اس کے پاس اتنا پانی بھی ہے جو وضو کے لیے کافی ہو تو وہ اس سے وضو کرے گا۔ تو اگر عصر کے لیے وضو کیا اور نماز پڑھی پھر پانی کے پاس سے گزرا اور اس سے باخبر بھی ہُوا مگر غسل نہ کیا، یہاں تک کہ مغرب کا وقت آگیا اور اسے حدث بھی ہوا یا حدث نہ ہُوا۔ اتنا پانی بھی اس کے پاس ہے جس سے وضو کر سکے تو اسے تیمم کرنا ہے وضو نہیں کرنا ہے

ع فقیر کے پاس خانیہ کے چار نسخے ہیں ایک مطبع العلوم کا مطبوعہ ۱۲۷۲ھ ہجریہ اس کی جلد اول نہیں۔ دوسرا مطبوعہ کلکتہ ۱۸۳۵ء جسے چوراسی برس ہُوئے۔ تیسرا مطبوعہ مصر ۱۳۱۰ھ کہ ہامش ہندیہ پر ہے۔ چوتھا مطبع مصطفائی ۱۳۱۰ھ جس کے ہامش پر سراجیہ ہے۔ عجب کہ ان سب میں ومعہ ماء قدر مایتوضؤبہ کے بعد الفاظ حکم ساقط ہیں اس کے بعد لانہ طاھر قلیل ہے۔ عجب نہیں کہ مصری ومصطفائی دونوں نسخے اسی نسخہ کلکتہ سے نقل ہوئے ہوں جس میں عبارت چھوٹ گئی اگرچہ خود فحوائے عبارت نیز ملاحظۂ ارشاد امام محمد کتاب الاصل سے کہ بعونہ تعالٰی افادات میں آتا ہے الفاظ ساقط ظاہر تھے کہ فانہ یتیمم ولا یتوضؤبہ ہوں گے کاتب کی نظر ایک لا یتوضؤبہ سے دوسرے کی طرف منتقل ہوگئی بحمدہ تعالٰی نسخ قدیمہ سے اس کی تصدیق ہوگئی۔ چند سال ہوئے فقیر کے پاس ایک پُرانا قلمی نسخہ لکھنؤ سے آیا تھا اس میں بعینہٖ عبارت یونہی تھی جس طرح فقیر نے خیال کی ومعہ من الماء قدر مایتوضؤبہ فانہ یتیمم ولا یتوضؤبہ لانہ طاھر الخ اس کے بعد ولد عزیز ذو العلم والتمیز فاضل بہار مولوی محمد ظفر الدین وفقہ اللہ تعالٰی لحمایۃ الدین ؂ ونکایۃ المفسدین ؂ وجعلہ کاسمہ ظفر الدین ؂ نے اپنے زمانۂ مدرسی مدرسۂ شمس الہدٰی بانکی پور میں عظیم آباد کے مشہور کتب خانۂ خدا بخش خاں سے ایک بہت قدیم قلمی نسخے مکتوبہ ۹۰۰ھ ہجریہ سے جسے لکھے ہوئے ۴۳۵ برس ہوئے یہ مسئلہ نقل کرکے بھیجا اس میں بھی یہی صحیح عبارت ہے ومعہ ماء قدر ما یتوضؤبہ فانہ یتیمم ولا یتوضؤبہ لانہ لما مر الخ۔ دوسری نقل ایک نسخہ مکتوبہ ۹۲۷ھ سے بھیجی جسے ۴۰۸ برس ہوئے اُس میں یُوں ہے ومعہ ماء قدر مایتوضؤبہ فانہ یتیمم لانہ لما مر الخ اس کا بھی حاصل وہی ہے کما لا یخفی ۱۲ منہ غفر لہ (م)

لانہ لما مربماء یکفی للاغتسال عاد جنبا فھذا جنب معہ ماء لایکفی للاغتسال فیتیمم[1]۔

کیونکہ جب وہ غسل کے لیے کافی پانی پر گزرا تو پھر جنب ہوگیا۔ اب یہ ایسا جنب ہے جس کے پاس غسل کے لیے ناکافی پانی ہے تو اسے تیمم کرنا ہے۔ (ت)

کیسا روشن نص ہے کہ جنب جسے غسل کو پانی نہ ملے اور وضو کے قابل موجود ہو اُسے اگر تیمم جنابت کے بعد حدث ہوجب تو وضو کرے اور تیمم سے پہلے ہو تو صرف تیمم کرے وضو نہ کرے۔

اقول واستنادی بما ذکرہ رحمہ اللہ تعالٰی من اصول الاحکام فی التعلیلات والا فدخول ھذا الفرع فی ھذا الاصل فیہ کلام قوی للعبد الضعیف غفرلہ المولی اللطیف کما ستعرفہ فی الافادات ان شاء واھب العطیات۔

اقول میرا استناد ان اصول احکام سے ہے جو امام فقیہ النفس رحمہ اللہ تعالٰی نے تعلیلات کے تحت ذکر کیے۔ ورنہ اس جزئیہ کے اس اصل کے اندر داخل ہونے میں بندۂ ضعیف کو ــــ مولائے لطیف اسے مغفرت سے نوازے ــــ پر زور کلام ہے جیسا کہ اگر عطاؤں سے نوازنے والے رب نے چاہا تو افادات کے تحت معلوم ہوگا۔ (ت)

بالجملہ ساٹ روشن دلائل اور تین نصوص جلائل تلک عشرۃ کاملۃ (وہ پُورے دس ہیں۔ ت) سے بحمدہ عزوجل حکم آشکار ہوگیا۔

وللہ الحمد حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ کما یحب ربنا ویرضی وصلی اللہ تعالٰی علی اصفی مصطفی وارضی مرتضی وآلہ وصحبہ الی یوم القضاء اٰمین۔

اور خدا ہی کے لیے حمد ہے کثیر، پاکیزہ، برکت والی حمد جیسی ہمارا رب چاہے اور پسند فرمائے۔ اور خدائے برتر کی طرف سے درود ہو سب سے زیادہ پسندیدہ ذات گرامی پر اور ان کی آل واصحاب پر فیصلہ کے دن تک۔ الٰہی قبول فرما!

رہا امام صدر الشریعۃ کا کلام اور اُس میں تاویلات علمائے کرام ہم اولاً کلام پیشینیاں پیش کریں۔ پھر وُہ جو قلب فقیر پر فیض قدیر سے فائض ہوا ہدیۂ انظار انصاف کیش۔

قال الامام صدر الشریعۃ الھمام اعلی اللہ تعالٰی مقامہ فی

امام بلند ہمت صدر الشریعۃ ــــ خدائے برتر دار السلام میں انھیں مقام بلند عطا فرمائے اُو

---

[1] فتاوٰی قاضی خاں باب التیمم مطبع نولکشور لکھنؤ ۱/۳۰

دار السلام ؛ ورحمنا به وبسائر الائمة الکرام ؛ فی کل حال ومقام ؛ مدی اللیالی والایام ؛ اول باب التیمم من شرحه للوقایة اذا کان للجنب مایکفی للوضوء لا للغسل یتیمم ولا یجب علیه التوضی عندنا خلافا للشافعی اما اذا کان مع الجنابة حدث یوجب الوضوء یجب علیه الوضوء فالتیمم للجنابة بالاتفاق واذا کان للمحدث ماء یکفی لغسل بعض اعضائه فالخلاف ثابت ایضا[1] اھ

ہم پر ان کی برکت سے اور دیگر ائمہ کرام کی برکت سے، ہر حال و مقام میں جب تک گردش شب و روز ہے ہمیشہ رحمت فرمائے — شرح وقایہ اول باب التیمم میں فرماتے ہیں: "جب جنابت والے کے پاس اتنا پانی ہو جو وضو کے لیے کفایت کرے غسل کے لیے نہیں تو وہ تیمم کرے ہمارے نزدیک بخلاف امام شافعی کے۔ اس پر وضو کرنا واجب نہیں — لیکن جب جنابت کے ساتھ کوئی ایسا حدث ہو جو وضو واجب کرتا ہے تو اس پر وضو واجب ہے — تو جنابت کے لیے تیمم بالاتفاق ہے۔ اور جب محدث کے پاس اتنا ہی پانی ہو جو صرف اس کے بعض اعضا کے دھونے میں کفایت کرسکے تو اس صورت میں بھی اختلاف ثابت ہے۔" (ت)

واعترضوه بخمسة وجوه:

ناظرین نے اس پر پانچ طرح **اعتراض** کیا ہے:

الاول قال البرجندی فی شرح النقایة بعد نقل کلام الصدر الامام هو مشعر بانه قد تکون جنابة مع وجود الوضوء ولا یخفی ان الجنابة تحصل بخروج المنی او بغیبة الحشفة وخروج الخارج من الذکر وغیبة الحشفة ناقضان للوضوء۔

اول: برجندی نے شرح نقایہ میں امام صدر الشریعۃ کا کلام نقل کرنے کے بعد لکھا: یہ کلام اس کا پتا دیتا ہے کہ کبھی وضو رہتے ہوئے بھی جنابت ہوتی ہے حالانکہ مخفی نہیں کہ جنابت منی کے نکلنے یا حشفہ کے غائب ہونے سے ہوتی ہے۔ اور ذکر سے نکلنے والی چیز کا باہر آنا اور حشفہ کا غائب ہونا دونوں ہی ناقض وضو ہیں۔

والجواب ان الجنب اذا تیمم واحدث ثم توضأ وم بماء کاف للاغتسال ولم یغتسل ثم بعد عن الماء فانه صار جنبا ومع[ع] ذلک وضوؤه باق

جواب یہ ہے کہ جنب جب تیمم کرلے اور بے وضو ہو کر پھر وضو کرے اور غسل کے لیے کافی پانی پر گزرے مگر غسل نہ کرے پھر پانی سے دور ہوجائے تو وہ جنابت والا ہوگیا۔ اس کے باوجود اس کا

ع **اقول** ای لم یعد حدثه علی وزان ما قدمنا ۱۲ منه غفرله (م)

اقول یعنی دوبارہ اسے حدث نہ ہوا، اسی انداز پر جو ہم نے پہلے بیان کیا ۱۲ منہ غفرلہ (ت)

---

[1] شرح الوقایہ باب التیمم مکتبہ رشیدیہ دہلی ۱/۹۵

وضو باقی ہے۔

ویمکن ان یصور ذلك علی قول محمد بان یجامع الرجل المتوضیٔ امرأۃ ولم ینزل فانہ قد اجنب ولم ینتقض[1] وضوؤہ فان المباشرۃ الفاحشۃ غیر ناقضۃ عندہ ولم یوجد[2] شیئ اٰخر من نواقض الوضوء۔

اس کی صورت امام محمد کے قول پر یہ بھی پیش کی جاسکتی ہے کہ باوضو مرد عورت سے مجامعت کرے اور انزال نہ ہو تو وہ جنابت زدہ ہوگیا اور اس کا وضو نہ ٹوٹا کیونکہ ان کے نزدیک مباشرتِ فاحشہ ناقضِ وضو نہیں ــــ اور نواقضِ وضو میں سے کوئی دُوسری چیز بھی نہ پائی گئی۔

وعلی قول[3] الشیخین رضی اللہ تعالی عنھم بان یستمنی بالید ثم یأخذ رأس الذکر حتی لایخرج المنی فقد[4] اجنب و

اور شیخین رضی اللہ تعالی عنہما کے قول پر یہ صورت ہوسکتی ہے کہ ہاتھ سے منی نکالے پھر ذکر کا سرا پکڑلے تاکہ منی باہر نہ آئے تو وُہ جنب ہوگیا اور ناقضِ وضو

---

[1] اقول قد علمت المعنی فاحتفظ ولا تزل ۱۲ منہ غفرلہ (م)

اقول ناظر کو مراد معلوم ہوگئی تو نگہداشت چاہئے اور لغزش سے پرہیز ۱۲ منہ غفرلہ (ت)

[2] اقول ای مما ھو حدث اصغر اذ لایقال نواقض الوضوء الاعلیھا فھھنا افصح عن المراد ۱۲ منہ غفرلہ (م)

اقول یعنی اس چیز سے جو حدث اصغر ہو کیونکہ نواقضِ وضو کا اطلاق اسی پر ہوتا ہے تو یہاں اپنی مراد واضح کردی ۱۲ منہ غفرلہ (ت)

[3] اقول ھذا سھو وانما ھو قول الطرفین واطلاق الشیخین علیھما بعید وان جاء فی بعض المواضع علی الصاحبین کما بینتہ فی کتابی فصل القضاء ۱۲ منہ غفرلہ (م)

اقول یہ سہو ہے۔ وُہ طرفین کا قول ہے اور ان پر اطلاقِ شیخین بعید ہے اگرچہ بعض مقامات میں صاحبین کے لیے شیخین کا اطلاق ہے جیسا کہ میں نے اپنی کتاب "فصل القضاء" میں بیان کیا ہے ۱۲ منہ غفرلہ (ت)

[4] اقول ای اذا خرج المنی لان الخروج شرط بالاجماع انما النزاع فی اشتراط الشھوۃ عند الخروج اوکفایتھا عند الانفصال بہ قالا وبالاول ابویوسف فاحتمال ارادۃ خلافہ ظن مالایلیق بالعلماء ۱۲ منہ غفرلہ (م)

اقول یعنی جب منی باہر آجائے اس لیے کہ باہر آنا بالاجماع شرط ہے نزاع صرف اس میں ہے کہ شہوت یعنی باہر آنے کے وقت ہونا شرط ہے یا بس اپنے مقر سے منی کے انفصال کے وقت (شہوت) ہونا کافی ہے۔ دوم کے قائل طرفین ہیں اور اول کے قائل امام ابویوسف ہیں۔ تو یہ احتمال کہ اس کے خلاف مراد لے لیا ہو ایسا ظن ہے جو علما کے لائق نہیں ۱۲ منہ غفرلہ (ت)

لم یوجد ناقض للوضوء[1] اھ۔

واعترضه عصری وھو اللکنوی فی سعایته بما تلخیصه انه فی صورة المباشرة الفاحشة ان لم یولج لم یجنب وان اولج فقد انتقض وضوؤه لان دخول الحشفة ناقض للغسل والوضوء جمیعا وکذا فی صورة الاستمناء ان خرج المنی فقد انتقض وضوؤه وان لم تحصل الجنابة وان لم یخرج فلا جنابة ولاحدث[2] اھ ھذا حاصل ما اطال به فی نحو ثلثة امثال عبارتنا ھذہ۔

والثانی التناقض وقررہ ش بما یبتنی علی الاول فجوابه جوابه وذلک قوله فی ردالمحتار قول صدر الشریعة مشکل لان الجنابة لا تنفک عن حدث یوجب الوضوء وقد قال اولا یجب علیه التیمم لا الوضوء فقوله ثانیا یجب علیه الوضوء تناقض[3] اھ ثم ذکر الجواب الاٰتی عن القھستانی فی الاشکال الخامس فانه دافع

نہ پایا گیا اھ (ت) (برجندی کی عبارت ختم ہوگئی)

اس پر ایک معاصر عالم ـــ مولوی عبدالحی لکھنوی فرنگی محلی ـــ نے اپنی سعایہ (حاشیۂ شرح وقایہ) میں **اعتراض** کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے "مباشرت فاحشہ کی صورت میں اگر ایلاج نہ کیا تو جنب نہ ہُوا۔ اور ایلاج کیا تو اس کا وضو ٹوٹ گیا اس لیے کہ دخولِ حشفہ غسل ووضو دونوں ہی کا ناقض ہے ـــ اسی طرح منی نکالنے کی صورت میں اگر منی باہر آئی تو اس کا وضو ٹوٹ گیا اگرچہ جنابت نہ ہوئی اور اگر منی باہر نہ آئی تو نہ جنابت ہے نہ حدث اھ" یہ اس کا حاصل ہے جو انہوں نے ہماری اس عبارت سے تین گنا میں پھیلا کر لکھا ہے۔ (ت)

دوم: تناقض۔ شامی نے اس کی تقریر ایسے کلام سے کی ہے جو اشکال اول ہی پر مبنی ہے تو جو اُس کا جواب ہے اِس کا جواب ہے ردالمحتار میں ان کا یہ کلام ہے: "صدر الشریعۃ کے قول میں اشکال ہے اس لیے کہ جنابت وضو واجب کرنے والے حدث سے جُدا نہیں ہوتی اور پہلے فرما چکے ہیں کہ اس پر تیمم واجب ہے وضو نہیں" تو پھر اس کے بعد یہ کہنا کہ اس پر وضو واجب "ہے" دونوں میں تناقض ہے" اھ۔ پھر اس کا وہ جواب ذکر کیا جو قہستانی کے حوالے

---

[1] شرح النقایۃ للبرجندی فصل فی التیمم نولکشور لکھنؤ ۱/۴۴
[2] السعایۃ باب التیمم سہیل اکیڈمی لاہور ۱/۴۹۱
[3] ردالمحتار " مصطفی البابی مصر ۱/۱۸۷

للتناقض ایضا بوجه حسن صحیح۔

ونقل ههنا فی السعایة مایمکن ان یؤخذ منه تقریرا اٰخر للتناقض غیر مبتن علی الاشکال الاول وهو انه اذا لم یکن معها حدث فکیف یوجب الشافعی هناك الوضوء[1] اھ فیؤخذ منه ان الحدث الاصغر وان لم یلزم الاکبر ولکن کلام الصدر الامام فی الصورة الاولی ایضا فی جنابة معها حدث بدلیل ایجاب الشافعی الوضوء فجاء التناقض۔

والثالث ان قوله فالتیمم للجنابة بالفاء ان کان تفریعا فلا محصل له لان کون التیمم للجنابة غیر متفرع علی وجوب الوضوء وان کان تعلیلا ورد علیه ان فی الصورة السابقة ایضا التیمم للجنابة فیلزم ان یجب الوضوء هناك ایضا[2]۔

والرابع ان کون التیمم للجنابة بالاتفاق مشترك بین الصورتین لا اختصاص له بهذه الصورة[3] اھ نقلهما اللکنوی۔

والخامس مخالفته لما تقرر فی المذهب کما بیناه بالدلائل والنصوص

سے اشکال پنجم کے تحت آرہا ہے۔ وہ جواب بھی عمدہ وصحیح طرز پر تناقض دفع کردیتا ہے۔

یہاں سعایہ میں وہ نقل کیا جس سے تناقض کی ایک دوسری تقریر اخذ کی جاسکتی ہے جو اشکالِ اول پر مبنی نہ ہو" وہ یہ کہ جب جنابت کے ساتھ حدث نہ ہو تو وہاں امام شافعی وضو کیسے واجب کریں گے اھ اس سے یہ اخذ ہوتا ہے کہ حدث اصغر اگرچہ حدث اکبر کو لازم نہیں لیکن صدر الشریعۃ کا کلام پہلی صورت میں بھی ایسی ہی جنابت کے بارے میں ہے جس کے ساتھ حدث بھی ہو اس دلیل سے کہ اس میں امام شافعی وضو واجب کرتے ہیں۔ تو تناقض ہوگا۔

سوم: ان کی عبارت " فالتیمم للجنابۃ" (تو تیمم جنابت کے لیے ہے) میں "فا" اگر تفریع کیلئے ہے تو اس کا کوئی حاصل نہیں اس لیے کہ تیمم جنابت کے لیے ہونا وجوبِ وضو پر متفرع نہیں —— اور اگر تعلیل کے لیے ہے تو یہ اعتراض ہوگا کہ سابقہ صورت میں بھی تیمم جنابت ہی کے سبب ہے تو لازم آئے کہ وہاں بھی وضو واجب ہو۔

چہارم: بالاتفاق جنابت کے لیے تیمم ہونا دونوں صورتوں میں مشترک ہے اسی صورت سے خاص نہیں اھ۔
یہ دونوں اعتراض مولانا فرنگی محلی نے نقل کیے۔

پنجم: یہ اس کے مخالف ہے جو مذہب میں مقرر وثابت ہے جیسا کہ دس دلائل ونصوص سے

---

[1] و [2] و [3] السعایة باب التیمم مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ۱/۴۹۰

العشرة ان الحدث مع الجنابة لا یوجب الوضوء اصلا اذا لم یجد ماء یکفی للغسل الیه اشار البرجندی بقوله متصل العبارة المذکورة انفا۔

لکن الکلام فی انه هل یجب فی الصورتین[عہ] التوضی اذا احدث فیه تردد والظاهر لا ولا بد للحکم بالاحتیاج من روایة صریحة[۱] اھ۔

کما قدمنا عنه تلو الدلائل وذکرنا انه لو کان فی نظره اذ ذاك نصوص المذهب لما قنع بالتردد والاستظهار۔

وھذا ھو اعظم الایرادات وھو الذی احوج العلماء الی تاویل کلامه رحمه الله تعالٰی۔

ومحط کلامهم جمیعا ارجاع

ہم نے اسے بیان کیا۔ مذہب میں یہ ہے کہ جنابت کے ساتھ حدث بالکل موجبِ وضو نہیں جب اتنا پانی دستیاب نہ ہو جو غسل کے لیے کافی ہو —— اسی کی طرف برجندی نے ابھی ذکر شدہ عبارت سے متصل اپنے درج ذیل کلام سے اشارہ کیا ہے:

"لیکن کلام اس میں ہے کہ کیا دونوں صورتوں میں وضو کرنا واجب ہے جب حدث ہوا ہو۔ اس بارے میں تردّد ہے اور ظاہر نفی ہے۔ احتیاجِ وضو کا حکم کرنے کیلئے کوئی صریح روایت ہونا ضروری ہے۔" اھ

جیسا کہ دلائل کے بعد ان سے ہم نے یہ عبارت نقل کی اور بتایا کہ اگر اس وقت ان کی نظر میں مذہب کے نصوص ہوتے تو وہ تردّد واستظہار پر قناعت نہ کرتے۔

یہی سب سے بڑا اعتراض ہے اسی کی وجہ سے حضرات علما کو صدر الشریعۃ رحمہ اللہ تعالٰی کے کلام کی تاویل کرنے کی ضرورت پیش آئی۔

اور ان سب حضرات کی تاویلات کا مآل یہ ہے

عہ ای الاخریین ولعمری لقد اصاب فی تخصیص الکلام بهما وعزل الصورة الاولی لان فیها لا شك فی وجوب الوضوء اذا احدث کما سیأتی تحقیقه فی الافادة ۱۱ بعونه تعالٰی ۱۲ منه غفر له (م)

یعنی بعد والی دونوں صورتوں میں۔ اور ان دونوں سے کلام خاص کرکے اور پہلی صورت کو الگ کرکے یقیناً انہوں نے صحیح کیا اس لیے کہ پہلی صورت میں حدث ہونے کے وقت وجوبِ وضو میں شک نہیں جیسا کہ اس کی تحقیق بعونہ تعالٰی افادہ ۱۱ میں آرہی ہے ۱۲ منہ غفرلہ (ت)

---

[۱] شرح النقایۃ للبرجندی فصل فی التیمم نولکشور لکھنؤ ۱/۴۴

الحکم بوجوب الوضوء الی الحدث بعد التیمم للجنابۃ غیر ان لھم فیہ مسلکین،

کہ "وجوب وضو کا حکم اس حدث کی طرف عائد ہے جو تیمم جنابت کے بعد ہو" ـــــ مگر اس بارے میں ان کے دو مسلک ہیں:

احدھما تقدیر المضاف[عـه] ای

طریق اول: (اما اذا کان مع الجنابۃ

عـه قال فی السعایۃ فی غایۃ الحواشی قولہ یجب جزاء اما وکلمۃ کان تامۃ وتقدیر الکلام اما اذا وجد مع تیمم الجنابۃ حدث یوجب الوضوء فیجب الوضوء اتفاقا یعنی احدث بالتیمم للجنابۃ مع وجود الماء الکافی للوضوء فیجب الوضوء مع انہ تیمم الجنب اتفاقا بخلاف الصورۃ المسطورۃ فان فیھا بعد تیمم الجنابۃ لایجب الوضوء فقولہ بالاتفاق متعلق بقولہ یجب وقولہ فالتیمم الفاء للتفریع ای فثبت التیمم للجنابۃ مع وجوب الوضوء فانہ ذکر فی الجامع عن شرح الطحاوی وغیرہ انہ لایجب للجنب صرف الماء الی بعض الاعضاء او للحدث الا اذا تیمم للجنابۃ ثم وقع منہ حدث یوجب الوضوء لانہ یجب علیہ الوضوء ح لانہ قدر علی ماء کاف بہ ولم یجب التیمم لانہ بالتیمم خرج عن الجنابۃ الی ان یجد

سعایہ میں لکھا ہے، غایۃ الحواشی میں ہے: لفظ "یجب" "اما" کی جزا ہے اور کان تامہ ہے۔ تقدیر کلام یہ ہوگی لیکن جب تیمم جنابت کے ساتھ کوئی حدث پایا جائے تو بالاتفاق وضو واجب ہے ـــــ یعنی تیمم جنابت کے ساتھ، وضو کے لیے کافی پانی ہوتے ہوئے وہ محدث ہوا تو وضو واجب ہے باوجودیکہ یہ جنب کا تیمم ہے اتفاقاً ـــــ بخلاف صورت مسطورہ کے کہ اس میں تیمم جنابت کے بعد وضو واجب نہیں ـــــ تو لفظ "بالاتفاق" لفظ "یجب" سے متعلق ہے۔ اور فالتیمم میں فا تفریع کے لیے ہے یعنی ـــــ تو وجوب وضو کے ساتھ، جنابت کے لیے تیمم ثابت ہوا۔ کیونکہ جامع میں شرح طحاوی وغیرہ سے ذکر کیا ہے کہ جنب کے لیے بعض اعضاء میں پانی صرف کرنا یا حدث کے لیے صرف کرنا واجب نہیں مگر جب جنابت کا تیمم کرلے پھر اس سے کوئی ایسا حدث ہو جو وضو واجب کرتا ہے تو اب اس پر وضو واجب ہوگا اس لیے کہ وہ اتنے پانی پر قادر ہے جو وضو کے لیے کافی ہے ـــــ اور تیمم واجب نہیں اس لیے کہ وہ تیمم کرکے جنابت سے نکل چکا ہے یہاں تک کہ

(باقی اگلے صفحہ پر)

اذا وجد[1] مع تیمم الجنابة حدث یجب الوضوء بالاتفاق[2] فیبقی[3] هذا التیمم للجنابة خاصة[4] بخلاف ما اذا وجد الحدث

حدث" میں جنابت سے پہلے) مضاف مقدر ماننا یعنی جب تیمم جنابت کے ساتھ کوئی حدث پایا جائے تو بالاتفاق وضو واجب ہے تو یہ تیمم خاص جنابت کیلئے رہ جائیگا بخلاف

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

الماء الکافی للغسل انتھی فاندفع السؤال المشهور ان الجنابة تستلزم الحدث فکیف یصح قوله اذا کان مع الجنابة حدث ومن فسر فالتیمم للجنابة واجب بعد الوضوء فما شم رائحة المقصود[1] اھ ١٢ منه غفر له (م)

غسل کے لیے کافی پانی اسے ملے۔ انتہی ۔۔ تو وہ مشہور اعتراض دفع ہوگیا کہ جنابت حدث کو مستلزم ہوتی ہے۔ پھر صدر الشریعۃ کا قول "اذا کان مع الجنابة حدث" (جب جنابت کے ساتھ کوئی حدث ہو) کیسے صحیح ہوگا۔ اور جس نے یہ تفسیر کی: فالتیمم للجنابة واجب بعد الوضوء (تو جنابت کے لیے تیمم وضو کے بعد واجب ہے) تو اسے مقصد کی بُو بھی نہ ملی اھ ۔۔ عبارتِ سعایہ ختم ہوئی۔ ١٢ منہ غفرلہ (ت)

؎۱ اشار الی ما قاله فی غایة الحواشی ان کان فی قول الشارح تامة ١٢ منه غفر له (م)

اس کی طرف اشارہ ہے جو غایۃ الحواشی میں لکھا کہ شارح کی عبارت میں "کان" تامہ ہے ١٢ منہ غفرلہ (ت)۔ (تو اذا کان کی تفسیر "اذا وجد" (جب پایا جائے) سے کی گئی۔ ١٢ ام الف)

؎۲ اشار الی ما قاله ان بالاتفاق متعلق بیجب ١٢ منه غفر له (م)

اس کی طرف اشارہ ہے جو اس میں لکھا ہے کہ "بالاتفاق" یجب سے متعلق ہے ١٢ منہ غفرلہ (ت)

؎۳ اشار الی ما قاله ان الفاء فی قوله فالتیمم للتفریع ١٢ منه غفر له (م)

اس کی طرف اشارہ ہے کہ فالتیمم میں "ف" برائے تفریع ہے جیسا کہ اس میں لکھا ہے ١٢ منہ غفرلہ (ت)

؎۴ زدت خاصة[1] اذ به یتم المقصود وغیر ما سلکه ان المراد ثبت التیمم للجنابة مع وجوب الوضوء فان[2] المقصود اذن فیما حذفه

میں نے "خاصۃ" بڑھا دیا کیونکہ اسی سے مقصد پورا ہوتا ہے ۔۔ اور اس میں جو طریقہ اختیار کیا کہ "یہ مراد ہے کہ وجوب وضو کے ساتھ جنابت کا تیمم ثابت ہے" میں نے اسے بدل دیا، کیونکہ اس طور پر

(باقی بر صفحہ آئندہ)

؎۱ السعایۃ حاشیہ شرح وقایہ باب التیمم سہیل اکیڈمی، لاہور ١/٤٩٠

قبل التیمم فانہ یکون لہ وللجنابۃ معاً[1] کما افید فی شرح الطحاوی وغیرہ ھذا تھذیب مانقلتہ السعایۃ عن غایۃ الحواشی واعتمدتہ وان ناقشتہ[2] فی زوائد ومن طالع عبارتہا و

اُس صورت کے جب حدث تیمم سے قبل پایا جائے کہ یہ حدث اور جنابت دونوں کے لیے ہوگا۔ جیسا کہ شرح طحاوی وغیرہ میں اس کا افادہ ہوا ہے۔ یہ اس کی اصلاح وتنقیح ہے جو سعایہ میں غایۃ الحواشی سے نقل کیا اور اس پر اعتماد کیا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

قولہ مع وجوب الوضوء وفیہ الفرق بین الصورتین فتبقی الجملۃ بحذفہ ناقصۃ مختلۃ وحذفت[ف1] قولہ اتفاقا لانہ خلاف المقصود وفی نفسہ مردود کما ستعلم بعون الودود ١٢ منہ غفرلہ (م)

مقصود اسی لفظ سے ادا ہوگا جو صدر الشریعۃ نے حذف کیا یعنی "مع وجوب الوضوء" اور اسی سے دونوں صورتوں کے درمیان فرق ہوسکے گا تو اسے حذف کردینے سے جملہ ناقص اور مختل ہوجائیگا ——— اور غایۃ الحواشی کا لفظ " اتفاقاً " میں نے حذف کردیا اس لیے کہ خلاف مقصود ہے اور بجائے خود بھی نامقبول ہے جیسا کہ بعونِ الٰہی معلوم ہوگا ١٢ منہ (ت)

عہ[1] زدتہ اذ بہ تمام التقریب علی الوجہ الذی وصفنا ١٢ منہ غفرلہ (م)

یہ میں نے اسے بڑھایا کیونکہ اس سے تقریب تام ہوتی ہے اس طور پر جو ہم نے بیان کیا ١٢ منہ غفرلہ (ت)

عہ[2] نازعہ فی کون کان تامۃ بانہ لادخل لہ فی المقصود و یمکن کونہا ناقصۃ وفی کون الفاء للتفریع وقال الاظہر علی ھذا ان تکون تعلیلیۃ یعنی لان التیمم للجنابۃ و والحدث طار (ای طارئ) فلا یکفی لہ[1] اھ ملخصا مھذبا اقول[ف2] یحتاج الی ذکر الخصوص کما فعلنا والا فکون التیمم للجنابۃ لایمنع کونہ للحدث الا ان یکون الحدث طارئا فاذن ذکر فی التعلیل مالا دخل لہ و طوی ماھو التعلیل وکیفما کان لیس

اس نے کان کے تامہ ہونے میں نزاع کیا کہ اس کا مقصد میں کچھ دخل نہیں ناقصہ بھی ہوسکتا ہے۔ اور فاکے برائے تفریع ہونے میں نزاع کیا اور کہا اس طور پر ظاہر تر یہ ہے کہ تعلیلیہ ہو یعنی اس لیے کہ تیمم جنابت کا ہے اور حدث طاری ہے تو اس کیلئے کافی نہیں اھ انکی عبارت تلخیص اور اصلاح وتنقیح کے ساتھ ختم ہوئی **اقول** نہیں "خصوص" کے ذکر کی ضرورت ہے جیسا کہ ہم نے کیا ورنہ تیمم کا جنابت کے لیے ہونا اس سے مانع نہیں کہ حدث کے لیے بھی ہو مگر یہ کہ حدث (بعد تیمم) طاری ہو ——— تو تعلیل میں وہ ذکر کیا جسے کوئی دخل نہیں اور اسے چھوڑ دیا

(باقی برصفحہ آئندہ)

[1] السعایہ حاشیہ شرح وقایہ باب التیمم سہیل اکیڈمی، لاہور ١/٤٩١

وانرن بینها وبین الفاظنا عرف کیف لخصنا ما اطال به وقربناه ونقحناه وھذبناه۔

اگرچہ کچھ زوائد میں اس سے مناقشہ بھی کیا ۔۔۔ عبارت سعایہ کا مطالعہ اور اس کا اور ہمارے الفاظ کا موازنہ کرنے والے کو معلوم ہوگا کہ اس میں جو طویل کلام تھا ہم نے اس کی کیسی تلخیص کردی اور فہم کے قریب بھی کردیا۔ الفاظ کی تنقیح وتہذیب بھی ہوگئی۔ (ت)

والاٰخر جعل مع بمعنی بعد وھو المسلك المشهور۔

طریق دوم: مع کو بعد کے معنی میں قرار دینا۔ یہ مشہور طریقہ ہے۔

قال المحقق مولٰی خسرو فی الدرر بعد عبارته التی قدمنا فی النصوص اما اذا کان مع الجنابة حدث یوجب الوضوء بان احدث بعد التیمم فیجب علیه الوضوء فالتیمم للجنابة بالاتفاق[1] اھ۔

محقق مولٰی خسرو نے درر الحکام میں ۔۔۔ اس عبارت کے بعد جو ہم نے نصوص میں پیش کی ۔۔۔ فرمایا: "لیکن جب جنابت کے ساتھ کوئی ایسا حدث ہو جو وضو واجب کرتا ہے اس طرح کہ تیمم کے بعد محدث ہوا تو اس پر وضو واجب ہے۔ تو اس پر وضو واجب ہے۔ تو تیمم بالاتفاق جنابت کے لیے ہے" اھ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

الا کلاما فی امر زائد ومن سلك مسلکا صحیحا لایقال ان کلامه مخدوش کما قاله فی عمدة الرعایة وان اختار فی امر زائد ظاهرا مکان الاظهر وکون بحث کان بمعزل عن المقصود بالکلیة اظهر من ان یظهر ثم کونها تامة هو الظاهر المتبادر ذکره المحشی بیانا للواقع کعادتهم لا لتوقف الجواب علیه فلیس فیما نقل من عبارته دلالة علیه ۱۲ منه غفرله (م)

جو واقعۃً تعلیل ہے ۔۔۔ خیر جو بھی ہو یہ ایک زائد معاملہ میں ہی کلام ہے ۔۔۔ اور جو کسی صحیح روش پر چلا ہو اس کے لیے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس کا کلام مخدوش ہے جیسا کہ عمدۃ الرعایہ میں کہا اگرچہ اس امر زائد میں وہاں ظاہر تر کی جگہ ظاہر اختیار کیا ہے۔ اور کان کی بحث کا مقصود سے بالکل الگ ہونا بالکل محتاج بیان نہیں ۔۔۔ پھر اس کا تامہ ہونا بھی ظاہر ومتبادر ہے۔ محشی نے بیان واقع کے طور پر اسے ذکر کردیا ہے جیسا کہ ان حضرات کی عادت ہے۔ اس لیے نہیں ذکر کیا ہے کہ جواب اسی پر موقوف ہے منقولہ عبارت میں اس پر کوئی دلالت بھی نہیں ۱۲ منہ غفرلہ۔ (ت)

[1] درر الحکام شرح غرر الاحکام باب التیمم مکتبہ احمد کامل الکائنہ فی دار السعادۃ مصر ۱/ ۲۹

قال العلامة الشرنبلالی فی الغنیة یعنی فالتیمم باق لرفع الجنابة[1] وقال تلمیذہ الفاضل اخی چلپی فی ذخیرۃ العقبٰی۔

قولہ مع الجنابة حدث یوجب الوضوء) یعنی اذا اغتسل الجنب و بقی فی عضو من[علہ] اعضائہ لمعة و فنی الماء فتیمم للجنابة ثم احدث حدثا یوجب الوضوء ولم[علہ۲] یتیمم للحدث فوجد مایکفی

علامہ شرنبلالی نے غنیہ میں فرمایا یعنی "تو تیمم جنابت دور کرنے کے لیے باقی ہے" اور ان کے تلمیذ فاضل اخی چلپی نے ذخیرۃ العقبٰی میں لکھا:

قولہ "مع الجنابة حدث یوجب الوضوء" (جنابت کے ساتھ کوئی ایسا حدث ہے جو وضو واجب کرتا ہے) یعنی جب غسل کرے اور اس کے کسی عضو میں کچھ جگہ چھوٹ جائے اور پانی ختم ہوجائے تو جنابت کے لیے تیمم کرلے پھر اسے کوئی ایسا حدث ہو جو وضو واجب کرتا ہے اور اس حدث کے لیے اس نے تیمم نہ کیا پھر

علہ اعترضه فی السعایة بان تقریرہ یحکم یکون مع بمعنی بعد واذا حمل علیہ فتصویرہ سهل لایحتاج الی حدیث اللمعة اھ[2] اقول الاعتراض علی التصویر کالمناقشة فی المثال فانه لایضر بالمقصود ۱۲ منه غفرلہ (م)

سعایہ میں اس پر یہ اعتراض کیا ہے کہ اس تقریر کا حکم یہ ہے کہ مع بمعنی بعد ہو اور جب اس پر محمول کرلیا جائے تو اس کی تصویر آسان ہے۔ حدیث لمعہ (چھوٹی ہوئی جگہ کی بات) درمیان میں لانے کی ضرورت ہی نہیں اھ **اقول** کسی مسئلہ کی صورت نکالنے پر اعتراض ایسا ہی ہے جیسے مثال میں مناقشہ کہ یہ مقصود کے لیے مضر نہیں ۱۲ منہ غفرلہ (ت)

علہ۲ اقول هذہ زیادة ضائعة فلو تیمم للحدث لکان الحکم کذا وانما زادہ مراعاة للتصویر الذی ذکرفیه الشارح الامام اٰخر الباب مانقل عنه وهو ایضا غیر محوج فان الشارح ذکر ایضا ما اذا تیمم للجنابة

اقول یہ بیکار کا اضافہ ہے — اگر وہ حدث کے لیے تیمم کرلے جب بھی حکم یہی ہوگا — اسے انہوں نے اس تصویر کی رعایت میں بڑھادیا جس میں یہ منقولہ جملہ شارح امام نے آخر باب میں ذکر فرمایا ہے حالانکہ اضافہ کی ضرورت نہیں کیونکہ شارح نے یہ ذکر کیا ہے لیکن

(باقی برصفحہ آئندہ)

---

[1] غنیہ ذوی الاحکام — باب التیمم — مکتبہ احمد کامل الکائنۃ فی دارالسعادۃ مصر ۱/ ۲۹

[2] السعایہ حاشیہ شرح وقایہ — باب التیمم — سہیل اکیڈمی، لاہور ۱/ ۴۹۱

للوضوء لا للمعة فتيممه باق وعليه الوضوء[1] اھ۔

اسے اتنا پانی ملا جو وضو کے لیے کافی ہے، اس چھُوٹی ہوئی جگہ کے لیے نہیں، تو اس کا تیمم باقی ہے اور اسے وضو کرنا ہے اھ (ت)

وقال الشمس القهستانی فی شرح النقایة بعد ما نقلنا عنه فی النصوص وھذا صورة ما قال المصنف واما اذا کان مع الجنابة حدث یوجب الوضوء یجب علیه الوضوء فالتیمم للجنابة بالاتفاق فان مع فیه بمعنی بعد کما قالوا فی قوله تعالٰی ان مع العسر یسرا وبه ینحل ما فی ھذا المقام من الاشکال المشهور[2] اھ وتبعه المدقق العلائی فی الدر واقره محشوه **واعترض** ھذا المسلك فی السعایة بانه لو اجنب ثم احدث فوجد ما یکفی للوضوء فقط

شمس قہستانی نے شرح نقایہ میں کہا — اس عبارت کے بعد جو ہم نے نصوص میں ان سے نقل کی : "اور یہی اس کی صورت ہے جو مصنف نے کہا" لیکن جب جنابت کے ساتھ کوئی ایسا حدث ہو جو وضو واجب کرتا ہے اس پر وضو لازم ہے تو تیمم جنابت کیلئے ہے بالاتفاق"۔ کیونکہ اس میں "مع" بعد کے معنی میں ہے جیسا کہ علما نے ارشادِ باری تعالٰی "ان مع العسر یسرا" (بیشک دشواری کے ساتھ آسانی ہے) میں کہا ہے۔ اسی سے وہ مشہور اشکال حل ہو جاتا ہے جو اس مقام پر پیش آتا ہے اھ مدقق علائی نے درمختار میں اس کا اتباع کیا اور اسے محشین نے بھی برقرار رکھا۔ سعایہ میں اس

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

ثم احدث فتیمم للحدث وقال فکذا فی الوجود المذکورة ومن وجود المشار الیه قوله وان کفی لاحدھما بعینه غسله ویبقی التیمم فی حق الاخر ۱۲ منه غفرله (م)

جنابت کا تیمم کیا۔ پھر حدث ہوا تو حدث کا تیمم کیا۔ اور آگے فرمایا مذکورہ صورتوں میں بھی ایسا ہے، جن صورتوں کی طرف اشارہ فرمایا ہے ان میں یہ بھی ہے کہ اگر ان میں سے بعینہٖ کسی ایک پر کفایت کرنے والا ہو تو اسے دھوئے اور دوسرے کے حق میں تیمم باقی رہے گا ۱۲ منہ غفرلہ (ت)

---

[1] ذخیرۃ العقبٰی باب التیمم مطبع اسلامیہ لاہور ۱/۱۶۷

[2] جامع الرموز " مطبعہ کریمیہ قزان ایران ۱/۶۴

فانه يتيمم ولا يجب عليه الوضوء فيكون
تيممه كافيا لرفع الحدث الاكبر والاصغر
مع انه يصدق عليه انه وجد به حدث
يوجب الوضوء بعد الجنابة فيلزم بمقتضى
عبارة الشارح ان يجب عليه الوضوء قال
فالاولى ان يقال مع بمعنى بعد والمضاف
محذوف اى بعد تيمم الجنابة او يقال مع
على معناه والمضاف محذوف اى مع
تيمم الجنابة اه ملخصا[1]

هذا **وعندى** حاشية على شرح
الوقاية للفاضل محمد القرة باغى اتمها
سنة تسعمائة وثلثين اى بعد خمس و
عشرين سنة من وفاة اخى چلپى قال قلت
لتاريخه ثم تسويدى ۹۳۰ وهى كتابة يوسف
بن حسن بن عبد الله سنة تسعمائة وسبع ۹۷۷
وسبعين نقل فيها كلام اخى چلپى بلفظة قال
بعض المحشين ثم قال اقول لا يخفى ان
هذا التصوير تكلف بعيد الاخذ من هذه
العبارة علا ان الشارح سيصرح هذه
المسألة بقوله وان كفى للوضوء لا للمعة
فتيممه باق وعليه الوضوء
فيحمل هذه العبارة على ما ذكره

طریق پر **اعتراض** کیا کہ اگر اسے جنابت ہو پھر حدث
ہو۔ اس کے بعد اسے اتنا ہی پانی ملے جو صرف وضو
کے لیے کفایت کر سکے تو وہ تیمم کرے گا اور اس پر وضو
واجب نہیں۔ اس کا تیمم حدثِ اکبر و اصغر دونوں کو
رفع کرنے کے لیے کافی ہوگا ــــ باوجودیکہ اس کے
متعلق یہ صادق ہے کہ اس کے ساتھ جنابت کے بعد
ایسا حدث پایا گیا جو وضو واجب کرتا ہے تو بمقتضائے
عبارت شارح لازم آئیگا کہ اس پر وضو واجب ہو۔
کہا: تو اولٰی یہ کہنا ہے کہ مع بمعنی بعد ہے اور مضاف
محذوف ہے یعنی "مع تیمم الجنابۃ" اھ (ت)

یہ سب ہوا۔ اور میرے پاس شرح وقایہ پر
فاضل محمد قرہ باغی کا ایک حاشیہ ہے جسے انہوں نے

۹۳۰ھ میں مکمل کیا، یعنی اخی چلپی کی وفات کے پچیس ۲۵
سال بعد۔ اور اس کی تاریخ تکمیل کے لیے ثم تسویدی ۹۳۰
کہا ہے اور یہ ۹۷۷ھ میں یوسف بن حسن بن عبد اللہ کا
کتابت کیا ہوا ہے ــــ اس میں اخی چلپی کا کلام
"قال بعض المحشین" کے لفظ سے نقل کیا ہے
پھر لکھا ہے: "میں کہتا ہوں مخفی نہیں کہ یہ صورت
نکالنے میں تکلف ہے اور اس عبارت سے اسے اخذ کرنا
بعید ہے علاوہ ازیں شارح عنقریب اس مسئلہ کی
تصریح اس عبارت میں کریں گے: "اور اگر وضو کے لیے
کافی ہے چھوٹی ہوئی جگہ کے لیے نہیں تو اس کا تیمم
باقی ہے اور اسے وضو کرنا ہے" ــــ اب اگر

---

[1] السعایۃ   باب التیمم   مطبع سہیل اکیڈمی لاہور   ۱/۴۹۱

القائل یلزم التکرار ولعلہ انما ارتکبہ
زعما بان الحدثین لایجتمعان فی شخص
ابتداء ولا شك انهما یجتمعان لکن یکفی
عنهما تیمم واحد اذا لم یوجد الماء الکافی
الوضوء واما اذا وجد فلابد من الوضوء ثم
التیمم للجنابة والمذکور فی الکتاب هو هذا
المعنی والعجب منه انه لم یلتفت الی هذا
المعنی مع ان عبارة الشارح بُعید هذا
صریح باجتماع الحدثین ابتداءً حیث قال
لوکان به حدثان کالجنابة وحدث یوجب
الوضوء ینبغی ان ینوی عنهما لا یقال
ان الجنابة لما اوجب غسل بعض الاجزاء
الذی هو عبارة عن الوضوء فلا فائدة لاعتبار
الحدث الذی یوجب الوضوء مع الجنابة
لانا نقول بعد تسلیم جمیع المقدمات
یجوز اجتماع العلل الشرعیة علی
معلول واحد شرعی کما صرح به صاحب
التلویح فقال لو حلف ان لا یتوضأ من
الرعاف فبال ثم رعف فتوضأ حنث وله
نظائر فی الشرع[1] اھ کلام القرہ باغی ببعض
اختصار۔

اس عبارت کو اس پر محمول کیا جائے جو قائل نے ذکر کیا تو
تکرار لازم آئیگی۔ اور اس نے اس تاویل کا ارتکاب
شاید اس خیال سے کیا ہے کہ کسی شخص میں دونوں حدث
ابتداءً جمع نہیں ہوتے حالانکہ بلاشبہہ دونوں جمع
ہوتے ہیں، لیکن دونوں کی طرف سے ایک ہی تیمم کافی ہے
جب کہ وضو کے لیے آب کافی دستیاب نہ ہو اور
دستیاب ہو تو وضو پھر جنابت کا تیمم ضروری ہے۔
کتاب میں یہی بات مذکور ہے۔ قائل پر تعجب ہے کہ
اس معنی کی طرف التفات نہ کیا حالانکہ اس کے کچھ
ہی بعد شارح کی عبارت اس بارے میں صریح ہے
کہ دونوں حدث ابتداءً جمع ہوتے ہیں۔ انھوں نے
فرمایا ہے: "اگر اسے دو حدث ہوں جیسے جنابت اور
کوئی ایسا حدث جو وضو واجب کرتا ہے تو اسے چاہیے
کہ دونوں سے تیمم کی نیت کرے"۔ اگر یہ کہا جائے کہ
جنابت سے جب ان بعض اجزاء کا دھونا واجب ہوا
جو وضو سے عبارت ہے تو جنابت کے ساتھ وضو
واجب کرنے والے حدث کا اعتبار کرنے میں کوئی
فائدہ نہیں ــــ تو ہم کہیں گے اگر اعتراض کے تمام
مقدمات تسلیم کرلیے جائیں تو بھی جواب یہ ہے کہ
ایک معلول شرعی پر چند علل شرعیہ کا اجتماع ہو سکتا ہے
جیسا کہ صاحبِ تلویح نے اس کی صراحت کرتے ہوئے
لکھا ہے: "اگر قسم کھائی کہ نکسیر سے وضو نہ کرے گا پھر اس نے پیشاب کیا اس کے بعد نکسیر ٹوٹی پھر اس نے وضو کیا
تو اس کی قسم ٹوٹ گئی۔ اور شریعت میں اس کی بہت سی نظیریں ہیں"۔ فاضل قرہ باغی کا کلام کچھ اختصار کے
ساتھ ختم ہوا۔ (ت)

---

[1] تعلیق علی شرح الوقایۃ للقرہ باغی

فهذا كل ما رأيت لهم من القال
والقيل، والنقض والتاويل، والانكار[عہ]
والتعويل، **واعلم** ان السعاية ليست
عندي وانما ارسل الي بعض اصحابي من
لكهنؤ نقل نحو ورقة منها متعلقة
بهذا المقام على طلبي لكي ارى ما عنده
فيه عسى ان نقل عن كتاب ما فيه غناء
فقد كان جمع من الكتب اكثر مما
عندي فلما طالعته لم اره فاز بطائل،
ولا جاء بنائل، وانما جمع القال والقيل،
وتكلم على زوائد بفارغ عن التحصيل،
او باغاليط واباطيل، ولم يهتد لكثير من
الابحاث الرائقة، والانظار الفائقة،
واذا اتى على المقصود جرح الصحيح،
واعتمد الجريح، كما ستعرف كل ذلك
ان شاء الله المستعان، والأن آن ان
نفيض في تحقيق المرام بتوفيق المنان،
اقول وبالله الاستعانة ومنه الفيض و
الاعانة، الكلام ههنا في ثمانية مواضع
(1) دفع النقوض (2) وتقرير معنى الكلام على مسلك
التأويل والتعويل اعني اجراءه
(3) وبيان معنى قوله

یہ وہ سب قیل وقال، تاویل اعتراض، اور
انکار و اعتماد ہے جو میری نظر سے گزرا۔ **معلوم رہے**
کہ سعایہ میرے پاس نہیں میرے ایک دوست نے
اس مقام سے متعلق اس کے تقریباً ایک ورق کی
نقل میرے پاس بھیجی جو میں نے اس خیال سے طلب کی
تھی کہ اس مقام سے متعلق محشی صاحب سعایہ نے
جو کچھ تحریر کیا ہے وہ دیکھ سکوں۔ ہوسکتا ہے اس
میں کسی کتاب سے کوئی اطمینان بخش بات نقل کی ہو۔
کیونکہ ان کے پاس میرے یہاں سے زیادہ کتابوں کا
ذخیرہ تھا۔ مطالعہ کیا تو معلوم ہوا کہ انھیں کوئی کام کی
بات نہ ملی اور کوئی مفید کلام نہ لاسکے بس قیل وقال جمع کردیا۔
اور کچھ زائد باتوں پر ایسا کلام کیا ہے جو افادیت سے
خالی یا باطل وغلط ہے۔ اور اس مقام سے متعلق بہت سی
دلکش بحثوں اور بلند فکروں تک ان کی رسائی نہ ہوئی، اور
مقصود پر آئے تو صحیح کو مجروح اور مجروح کو معتمد بنا دیا۔
جیسا کہ یہ سب ان شاء اللہ معلوم ہوگا —— اب وقت
آیا کہ بہ توفیق رب منان تحقیق مطلوب کا آغاز کریں۔
اقول (میں کہتا ہوں) اور خدا ہی سے مدد طلبی ہے
اور اسی کی جانب سے فیض و مدد ہے —— یہاں پر
کلام آٹھ مقامات میں ہے: (۱) اعتراضات کا جواب
(۲) معنی کلام کی تقریر مسلک تاویل پر بھی اور مسلک اعتماد
پر بھی یعنی ظاہر پر جاری رکھتے ہوئے بھی (۳) کلام شارح

عہ الانكار للعلامة البرجندي والتعويل للفاضل القره باغي والنقوض خمسة. (م)

انکار علامہ برجندی نے کیا، اعتماد فاضل قرہ باغی نے، اور اعتراضات پانچ ہیں۔ (ت)

فالتیمم للجنابة وأنّ قوله بالاتفاق متعلق بهذا ام بقوله یجب علیه الوضوء وأن الفاء فی قوله فالتیمم للتفریع ام للتعلیل، وبیان الحسن والقبیح والباطل والصحیح من مسالك التاویل، وانه هل ثم شبهات تردعلی المرام، وماکشفها وحلها بتوفیق العلام، وهل للکلام تاویل اٰخر، خیر مما ذکروا اظهر، وها انا اعطیك بحول الله تعالٰی افادات تحیط بکل ذلك، وتسلك بك ان شاء الله تعالٰی احسن المسالك، وما توفیقی الّا بالله خیر مالك۔

"فالتیمم للجنابة" (تو تیمم جنابت کے لیے ہے) کا معنی (۴) ان کا قول "بالاتفاق" اسی سے متعلق ہے یا ان کی عبارت "یجب علیه الوضوء" سے متعلق ہے (۵) فالتیمم میں "ف" برائے تفریع ہے یا برائے تعلیل (۶) تاویل کے طریقوں میں سے حسن وقبیح اور باطل وصحیح کا بیان (۷) کیا یہاں کچھ اعتراضات بھی ہیں جو مقصود پر وارد ہوتے ہیں۔ پھر خدائے علام کی توفیق سے ان کا حل اور جواب کیا ہے؟ (۸) کلام کی جن تاویلوں کا ذکر اور اظہار ہوا کیا ان سے بہتر کوئی دوسری تاویل بھی ہے؟ اب میں بعون اللہ تعالٰی کچھ افادات پیش کرتا ہوں جو ان سارے مقامات ومباحث کا احاطہ کرتے ہوئے ان شاء اللہ تعالٰی ناظرین کو بہترین راہ پر گامزن کریں گے۔ اور مجھے توفیق نہیں مگر خدائے برتر ہی سے جو بہتر مالک ومنعم ہے۔ (ت)

الافادة ۱: کفی بحمده عزوجل لحل الاشکال الاول ما قدمت من تصویر جنب تیمم فاحدث فتوضأ فمر علی ماء کاف لغسله[1] وقد ذکره البرجندی ایضا **اقول** فهذا جنب لیس معه حدث یوجب الوضوء لان الوضوء طرأ علی اعضاء الوضوء فطهرها مطلقا الی ان یطرأ حدث اٰخر اصغر او اکبر حتی انه اذا وجد ماء للغسل لم یکن علیه غسل هذه الاعضاء لما سیأتی فی الافادة الحادیة عشرة ان الحدث الحال

افادہ ۱: بحمد خدائے غالب وبزرگ اشکال اوّل کے حل کے لیے وہی تصویر مسئلہ کافی ہے جو میں نے پہلے پیش کی کہ کسی جنابت والے نے تیمم کیا پھر اسے حدث ہوا تو اس نے وضو کیا پھر وہ اتنے پانی کے پاس گزرا جو اس کے غسل کے لیے کافی ہے۔ اسے علامہ برجندی نے بھی ذکر کیا ہے۔ **اقول** تو یہ ایسا جنب ہے جس کے ساتھ کوئی ایسا حدث نہیں جو وضو واجب کرتا ہو۔ اس لیے کہ عملِ وضو اعضائے وضو پر طاری ہوا تو انھیں مطلقاً پاک کردیا جب تک کہ کوئی دوسرا حدث اصغر یا اکبر طاری ہو۔ یہاں تک کہ

---

[1] شرح النقایۃ للبرجندی باب التیمم مطبع نولکشور لکھنؤ ۱/۴۴

بالاعضاء متجزئ فاذا رأى ماء الغسل لم[عه] تعد الجنابة الا فيما وراء تلك الاعضاء،

جب اسے غسل کے لیے پانی ملے تو اس پر ان اعضاء کا دھونا لازم نہیں —— اس کی وجہ افادہ ۱۱

عه قال العلامة الحلبی فی الغنیة من مسح الخفین اجنب وتیمم فاحدث وتوضأ ومر بعد ذلك علی ما یکفی للاغتسال فلم یغتسل فالرجل (ای بکسر الراء) بعد غسلها اذ ذاك لاتعود جنابتها برؤیة الماء ولا یلزم غسلها مرة اخری لاجل تلك الجنابة اھ[۱] ونقله فی المنحة واقروانما خص القدم بالذکر لان الکلام فی نزع الخف وغسل الرجل وسائر اعضاء الوضوء کمثلها و فی البدائع[۲] انه ینقض المسح نزع الخفین لانه سری الحدث السابق الی القدمین ثم ان کان محدثا یتوضؤ بکماله وان لم یکن محدثا یغسل قدمیه لاغیر وللشافعی فی قول یستقبل الوضوء وجهه ان الحدث حل ببعض اعضائه والحدث لایتجزأ فیتعدی الی الباقی ولنا ان الحدث السابق هو الذی حل بقدمیه وقد غسل بعده سائر الاعضاء وبقیت القدمان فقط فلا یجب علیه الا غسلهما اھ[۲] ۱۲ منه غفرله (م)

علامہ حلبی نے غنیہ میں مسح خفین کے تحت لکھا ہے: "کسی کو جنابت لاحق ہوئی اور تیمم کیا پھر اسے حدث ہوا اور وضو کیا۔ اس کے بعد اتنے پانی پر گزرا جو غسل کے لیے کافی ہے مگر غسل نہ کیا —— تو پیر جب پہلے اس وقت دھو لیا تھا اب پانی دیکھنے سے اس میں جنابت عود نہ کرے گی اور اس جنابت کی وجہ سے اسے دوبارہ دھونا لازم نہ ہوگا اھ —— یہ کلام علامہ شامی نے بھی منحۃ الخالق میں نقل کیا اور برقرار رکھا —— خاص قدم ہی کو اس لیے ذکر کیا ہے کہ کلام موزہ نکالنے اور پیر دھونے کے بارے میں ہے —— (اسی سے دیگر اعضائے وضو کا حکم بھی معلوم ہوجاتا ہے کیوں کہ) دیگر اعضائے وضو بھی قدم ہی کے مثل ہیں —— بدائع میں ہے: "موزوں کو نکالنا مسح کو توڑ دیتا ہے اس لیے کہ سابقہ حدث قدموں تک سرایت کر آیا پھر اگر وہ محدث تھا تو پورا وضو کرے اور اگر محدث نہ تھا تو صرف قدموں کو دھوئے کچھ اور نہیں۔ اور امام شافعی کا ایک قول یہ ہے کہ از سر نو وضو کرے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حدث اس کے بعض اعضاء میں حلول کر آیا اور حدث کی تجزی نہیں ہوتی تو باقی اعضاء کی طرف بھی تجاوز کر جائے گا ہماری دلیل یہ ہے کہ حدث سابق وہی ہے جو اس کے قدموں پر آیا دیگر اعضاء کو تو اس حدث کے بعد دھو چکا ہے صرف دونوں قدم رہ گئے تھے تو اسے ان دونوں کو ہی دھونا واجب ہے ۱۲ منہ غفرلہ (ت)

۱؎ غنیۃ المستملی فصل فی المسح علی الخفین سہیل اکیڈمی لاہور ص ۱۰۹، ۱۰۸

۲؎ بدائع الصنائع نواقض المسح ایم ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۲

فهذا جنب متوضئ بلامراء۔

میں آرہی ہے کہ اعضاء میں حلول کرنے والے حدث کی تجزی ہوتی ہے تو جب اس نے غسل کا پانی دیکھا جنابت ان اعضا کے ماسوا میں ہی عود کرے گی۔ ان اعضا میں نہیں ۔۔۔ تو یہ بلا شبہہ ایسا جنب ہے جو باوضو ہے۔ (ت)

وان اعتراك شبهة فيه فاعتبره بجنب واجد للماء فان المسنون له ان يقدم الوضوء ولا شك انه ما دام فی بدنه لمعة لم یصبها الماء یبقی جنبا فهو حین هو متوضئ جنب ولیس علیه الا افاضة الماء علی سائر جسده فاذا فعل فقد طهر ولا یعید الوضوء اجماعا فالجنابة الحالة بما وراء اعضاء الوضوء اذا لم تناف الوضوء حینئذ بل الوضوء هو الذی نفاها من تلك الاعضاء فکیف ینقض عودها فی غیر الاعضاء اذ ما لا یمنع وجوده الطهارة بدء لن ینقضها حدوثه بقاء وهذا اظهر من ان یظهر۔

اگر اس میں کوئی شبہہ درانداز ہو تو اس کا قیاس اس جنب پر کیجئے جسے پانی دستیاب ہے۔ اس کے لیے مسنون یہی ہے کہ پہلے وضو کرے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ جب تک اس کے بدن پر کوئی ایسی جگہ رہ جائے گی جس پر پانی نہ گزرا ہو، تو وہ جنب باقی رہے گا۔ توجس وقت وہ باوضو ہے اس وقت بھی جنابت والا ہے اور اس کے ذمہ یہی کام ہے کہ بقیہ سارے جسم پر پانی بہالے۔ یہ کام کرلیا تو وہ بالکل پاک ہوگیا۔ اب بالاجماع اس کو دوبارہ وضو نہیں کرنا ہے۔ تو اعضائے وضو کے ماسوا میں حلول کرنے والی جنابت جب اس وقت وضو کے منافی نہ ہوئی ۔۔۔ بلکہ وضو ہی نے تو اس جنابت کو ان اعضا سے دُور کیا ۔۔۔ تو دیگر اعضا میں اس جنابت کا عود کرنا اس وضو کا ناقض کیسے ہوگا؟ جس چیز کا وجود ابتداءً مانع طہارت نہیں ہرگز اس کا حدوث بقاءً ناقضِ طہارت نہیں۔ یہ معنی اتنا روشن و واضح ہے کہ اظہار و بیان سے بے نیاز ہے۔

ونعنی بالمتوضئ طهارة اعضاء وضوئه ونزاهتها عن الحدثین لا المتوضئ الذی تجوز له الصلاة فان ذلك بزوال الحدث القائم بنفس

اور باوضو سے ہماری مراد یہ ہے کہ اس کے اعضائے وضو پاک اور حدثِ اکبر و اصغر سے خالی ہیں۔ وہ باوضو مراد نہیں جس کے لیے نماز جائز ہو یہ بات تو اس حدث کے دُور ہونے سے حاصل ہوگی جو

المکلف لا باعضائه وهو تلبسه بنجاسة حکمیة فانه لایزول مالم یطهر بدنه کله کما قدمنا فی الطرس المعدل وهذا معنی قولهم ان الحدث لایتجزأ۔

مکلف کے اعضا نہیں بلکہ اس کی ذات سے لگا ہوا ہے۔ وہ تو نجاست حکمیہ سے اس کے تلبس و آلودگی کا نام ہے۔ یہ حدث اُس وقت تک دُور نہ ہوگا جب تک اس کا پُورا بدن پاک نہ ہوجائے، جیسا کہ ہم "الطرس المعدل" میں اسے بیان کرچکے ہیں۔ حضرات علماء کے قول "حدث متجزی نہیں ہوتا" کا یہی معنی ہے۔ (ت)

امّا تصویر البرجندی علی قول محمد **فاقول** یبتنی علی ان ینتشر فیولج فینزع فیفتر کل ہذا قبل ان یمذی والا لم یفارق الاکبر الاصغر وهو وان ندر محتمل ویکفی للتصویر الاحتمال۔

برجندی نے امام محمد کے قول پر جو صورت مسئلہ پیش کی (**فاقول**) اس پر میں کہتا ہوں یہ اس پر مبنی ہے کہ انتشار ہو پھر داخل کرکے نکال لے اس کے بعد سست پڑے۔ یہ سب مذی آنے سے قبل ہو ورنہ حدثِ اکبر حدثِ اصغر سے جُدا نہ پایا جاسکے گا۔ یہ صورت اگرچہ نادر ہے مگر محتمل ہے اور صورت مسئلہ بتانے کے لیے احتمال کافی ہے۔ (ت)

وردّ[1] اللکنوی علیه مردود بما یأتی امّا تصویره الاخیر علی قول الشیخین ای الطرفین وقوله فیه لم یوجد ناقض الوضوء **فاقول** بلی[2] اذ لا امناء لا یخلو عن امذاء سواء کان عند الاستمناء او الامناء ولذا استشکل الامام شمس الائمة الحلوانی طهارة المنی بالفرک لانّ[3] کل فحل یمذی ثم یمنی واجاب بانه مغلوب بالمنی مستهلک فیه فیجعل تبعا قال المحقق فی الفتح وهذا ظاهر فانه اذا کان الواقع انه لایمنی حتی یمذی وقد طهره الشرع بالفرک یابسا یلزم انه اعتبر ذلك للضرورة اھ[1]۔

اس پر مولوی عبدالحی فرنگی محلی نے جو رَد کیا ہے وہ خود غلط ہے۔ اس کی تردید آرہی ہے لیکن شیخین —— یعنی طرفین —— کے قول پر تصویر مسئلہ اور اس میں یہ کہنا کہ ناقضِ وضو نہ پایا گیا **فاقول** (تو اس پر میں کہتا ہُوں) کیوں نہیں۔ منی نکلنا بغیر مذی نکلنے کے نہیں ہوتا خواہ نکالنے کے وقت ہو یا خود سے نکلنے کے وقت۔ اسی لیے امام شمس الائمہ حلوانی نے رگڑنے سے منی کی طہارت ہونے کو مشکل سمجھا اس لیے کہ ہر نر کو پہلے مذی آتی ہے پھر منی آتی ہے۔ اور اشکال کا جواب یہ دیا کہ مذی منی سے مغلوب اس میں مستہلک ہوتی ہے اس لیے اسی کے تابع قرار دے دی جاتی ہے محقق علی الاطلاق نے فتح القدیر میں فرمایا: "یہ ظاہر ہے اس لیے کہ جب واقعہ یہ ہے کہ بغیر مذی کے منی نہیں آتی اور شرع نے خشک ہونے کی حالت میں رگڑنے سے اس کو پاک قرار دیا تو لازم ہے کہ

؎۱ فتح القدیر تطہیر الانجاس مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۱۷۴

ضرورت کی وجہ سے اس کا اعتبار کیا۔[۱] اھ (ت)

اما رد اللکنوی علیہ فاقول نداء من بعید ۞ وقول من لم یصل الی العنقود ۞ رسخ بباله کما اشار الیہ فی مسألة المباشرة مرتین وافصح عنه قبله وفی عمدة الرعایة ان الحدث الاصغر لازم للاکبر فان کل ماینتقض بہ الغسل ینتقض بہ الوضوء[۱] اھ

وھو **اولا** بعد عن فھم المرام ۞ وخروج عما فیه الکلام ۞ فان البحث فی انفکاک الاکبر عن الاصغر ای ھل توجد جنابة بلا حدث اصغر وکل احد یعلم ان الاصغر لایقال الا علی ما یوجب الوضوء فقط فھو ماخوذ بشرط لا فیباین الاکبر صدقا کیف ولا ملحظ لوصفه بالاصغریة الا ھذا ولو کان لا بشرط شیئ لصح ان یقال ان الجنابة وانقطاع الحیض والنفاس حدث اصغر ولا یقبله الا ذو جھل اکبر فاذا تباینا صدقا استحال ان یوجد بنفس وجوده بل لابد له من وجود ما یوجبه عینا فھذا معنی قوله لم یوجد ناقض الوضوء، کما اشرنا الی ذلک علی الھامش۔

اب رہی مولانا لکھنوی کی تردید۔ فاقول دُور کی پکار ہے اور اس کی بات جو خوشہ تک نہ پہنچ سکا ان کے دل میں یہ راسخ ہوگیا ـــــ جیسا کہ مسئلہ مباشرت میں دو بار اشارہ کیا اور اس سے پہلے واضح طور سے کہا اور عمدۃ الرعایۃ میں لکھا کہ حدثِ اصغر، حدثِ اکبر کے لیے لازم ہے کیونکہ ہر وہ چیز جس سے غسل ٹوٹتا ہے اس سے وضو بھی ٹوٹ جاتا ہے اھ۔

اوّلاً یہ فہم مقصد سے دُوری اور جس بارے میں کلام ہے اس سے علیحدگی ہے کیونکہ بحث حدثِ اکبر کے حدث اصغر سے جدا ہونے میں ہے۔ یعنی کیا کوئی جنابت حدث اصغر کے بغیر پائی جاتی ہے؟ اور ہر ایک جانتا ہے کہ اصغر اسی کو کہا جاتا ہے جو صرف وضو واجب کرے۔ تو یہ شرطِ نفی کے ساتھ (بشرط لا) لیا گیا ہے (یعنی وضو واجب کرے غسل نہ واجب کرے ۱۲ م الف) تو صدق میں اکبر کے مباین ہوگا، کیوں نہ ہو جبکہ اصغریت سے اس کے اتصاف کے لحاظ کی صورت یہی ہے۔ اور یہ اگر لابشرط شیئ ہوتا تو یہ کہنا صحیح ہوتا کہ جنابت اور انقطاعِ حیض ونفاس حدث اصغر ہیں اور اسے کوئی جہل اکبر والا ہی قبول کرسکتا ہے۔ تو جب دونوں صدق میں ایک دوسرے کے مباین ہیں تو محال ہے کہ اصغر کا وجود اکبر ہی کے وجود سے ہوجائے بلکہ اس کے لیے اس کا وجود ضروری ہے جو معین طور پر اسے لازم کرے تو برجندی کے قول

۱؎ عمدۃ الرعایۃ مع شرح الوقایۃ باب التیمم المکتبۃ الرشیدیہ دہلی ۱/۹۵

لم یوجد ناقض الوضوء (ناقض وضو نہ پایا گیا) کا یہی معنیٰ ہے۔ جیسا کہ اس کی طرف ہم نے حاشیہ میں اشارہ کیا۔ (ت)

وثانیا اللزوم باطل بما صورنا انفا من جنب توضأ وقد سلمه الرجل اذخص الصورتین الاخیرتین بالاعتراض ولم یمس الصورۃ الاولٰی فان کان یعلم ان فیھا جنابۃ ولاحدث فلم ھذہ الایرادات وادعاء اللزوم وان کان لایعلمہ فلم ترکھا من الایراد فقد عاد فیھا ایضا الحدث الاکبر وھو ینقض الغسل والوضوء کلیھما۔

ثانیاً اصغر کا لازم اکبر ہونا اس صورت سے باطل ہے جو ابھی ہم نے اوپر بیان کی۔ جنب نے وضو کیا ۔۔۔ اور مولانا لکھنوی نے بھی اس کو تسلیم کیا ہے اس لیے کہ انہوں نے صرف اخیر دو صورتوں پر اعتراض کیا اور پہلی صورت کو ہاتھ نہ لگایا۔ اگر جانتے تھے کہ اس صورت میں جنابت ہے حدث نہیں تو یہ اعتراضات اور لزوم کا دعوٰی کیوں؟ اور اگر اسے نہیں جانتے تھے تو اس پر اعتراض کیوں ترک کیا اس میں بھی تو حدث اکبر لوٹ آیا ہے اور وہ غسل و وضو دونوں توڑ دیتا ہے۔

وثالثا لایخفی مافی قولہ وان لم تحصل الجنابۃ فان الکلام علی قول الطرفین۔

ثالثاً ان کے قول "اگرچہ جنابت نہ حاصل ہوئی" کی خامی پوشیدہ نہیں۔ اس لیے کہ کلام طرفین کے قول پر ہے۔

ورابعا ای محل لھذہ الوصلیۃ فما کان مقصود البرجندی ان الحدث لایوجد بلاجنابۃ بل ان الجنابۃ قد توجد ولاحدث فکان الرد علیہ باثبات الحدث فی صورۃ جنابۃ یصورھا البرجندی للانفکاک لافی صورۃ عدم الجنابۃ حتی یقال قد وجد الحدث وان لم تحصل جنابۃ۔

رابعاً اس وصلیہ (اگرچہ) کا کون سا موقع ہے۔ برجندی کا مقصود یہ نہ تھا کہ حدث بلاجنابت نہیں پایا جاتا بلکہ یہ تھا کہ کبھی جنابت بلاحدث ہوتی ہے۔ تو اس کا رد یوں ہوتا کہ برجندی انفکاک ثابت کرنے کے لیے جو صورتِ جنابت پیش کر رہے ہیں اس میں حدث بھی ثابت کیا جاتا، نہ کہ عدمِ جنابت کی صورت میں حدث کا اثبات ہو اور کہا جائے "حدث پالیا گیا اگرچہ جنابت نہ حاصل ہوئی"۔ (ت)

تنبیہ۔ اقول لربما یقول قائل لیس لموجب غسل قط ان یوجب الوضوء فضلا عن اللزوم وذلک لان من

تنبیہ۔ اقول شاید کوئی یہ کہے کہ کوئی بھی موجبِ غسل کبھی وضو واجب نہیں کر سکتا اور یہ تو دُور کی بات ہے کہ ہر موجبِ غسل موجبِ وضو بھی ہے۔

اركان الوضوء المسح ولا يوجبه موجب الغسل وما لا يوجب الجزء لا يوجب الكل۔

سبب یہ ہے کہ ارکانِ وضو میں مسح بھی ہے۔ موجب غسل مسح واجب نہیں کرتا اور جو جز واجب نہ کرے وہ کُل بھی واجب نہ کرے گا۔

وحله كما اقول معنى[1] المسح الواجب فی الوضوء اصابة بلة ولو فی ضمن اسالة لا ما يباينها والا لما تأدی بغسل الرأس واصابة المطر والانغماس وهو باطل قطعا قال فی الفتح والحلية والبحر وغيرها الاٰلة لم تقصد الا للايصال الى المحل فاذا اصابه من المطر قدر الفرض اجزأ[1] اھ

اس کا حل وُہ ہے جو میں بیان کرتا ہوں

(اقول) وضو میں جو مسح واجب ہے اس کا معنی ہے تری پہنچانا اگرچہ پانی بہانے ہی کے ضمن میں ہو۔ اس کا معنیٰ وُہ نہیں جو پانی بہانے کے مباین ہو ورنہ یہ (فرض - مسح) سر کو دھونے، بارش پہنچنے، اور غوطہ کھانے سے ادا نہ ہوتا۔ اور یہ قطعاً باطل ہے۔ فتح القدیر، حلیہ اور بحر وغیرہا میں ہے: "ذریعہ وآلہ صرف محل تک پہنچانے کے لیے مقصود ہے۔ تو اگر مقدار فرض پر بارش کا پانی پہنچ جائے کافی ہے"۔

وفی المحيط والهندية اذا غسل الرأس مع الوجه اجزأه عن المسح ولكن[2] يكره لانه خلاف ما امر به[2] اھ

محیط اور ہندیہ میں ہے: "جب چہرے کے ساتھ سر بھی دھولے تو مسح کی ضرورت نہیں لیکن یہ مکروہ ہے اس لیے کہ جو حکم ہوا ہے اس کے برخلاف ہے"۔ اھ

ولا شك ان موجب الغسل يوجب اصابة الرأس ببلة بالاسالة فقد اوجب جميع اجزاء الوضوء وبالجملة مسح الرأس ماخوذ لا بشرط شئ فيتأدى بالغسل والحدث الاصغر

اب اس میں شک نہیں کہ موجب غسل پانی بہانا واجب کرکے سر کو تری پہنچانا واجب کر دیتا ہے تو اس نے تمام ہی اجزائے وضو واجب کر دیے۔ بالجملہ مسح سر لابشرط شیئ لیا گیا ہے تو وہ دھونے سے بھی ادا ہو جائیگا اور حدث اصغر بشرط لا شیئ

---

[1] البحر الرائق فرائض الوضوء ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۱۲

[2] فتاوٰی ہندیۃ " نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۶

ماخوذ بشرط لاشیئ فلا یلزم الحدث الاکبر ھکذا ینبغی التحقیق واللہ تعالٰی ولی التوفیق۔

لیا گیا ہے تو وہ لازم حدث اکبر نہیں۔ اسی طرح تحقیق ہونی چاہئے ——— اور خدا ہی مالک توفیق ہے۔ (ت)

الافادۃ ۲: لاشك ان ظاھر الکلام وجوب الوضوء علی جنب معہ حدث اذا وجد مایکفی للوضوء فقط وھذا ھو مسلك التعویل الذی سلکہ القرۃ باغی ولا شك ان المراد حینئذ بالصورۃ الاولی التی حکم فیھا بعدم وجوب الوضوء عندنا خلافا للامام المطلبی رضی اللہ تعالٰی عنہ جنابۃ لاحدث معھا کما صورناہ وعلی ھذا یکون معنی الکلام ان من لہ حدث واحد اصغر او اکبر وجد ماء لایکفی لطھرہ لایستعملہ عندنا خلافا للشافعی وھذا قولہ حتی اذا کان للجنب وقولہ واذا کان للمحدث اما اذا اجتمع الحدثان وکفی الماء لاحدھما وجب صرفہ الیہ فان کان یکفی للوضوء یجب علیہ الوضوء وھذا قولہ اما اذا کان الخ ولا شك ان التناقض یندفع بھذا الوجہ بابین وجہ۔

افادہ ۲: اس میں شک نہیں کہ صدر الشریعۃ کا ظاہر کلام یہی ہے کہ وُہ جنب جس کے ساتھ کوئی حدث بھی ہے اس پر وضو کرنا واجب ہے جبکہ اسے اتنا ہی پانی ملے جو صرف وضو کے لیے کفایت کر سکے ——— یہی وُہ مسلک اعتماد ہے جو فاضل قرہ باغی نے اختیار کیا۔ اب پہلی صورت جس میں ہمارے نزدیک امام شافعی مطلبی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے برخلاف عدم وجوب وضو کا حکم کیا ہے بلاشبہہ اس سے مراد وہ صورتِ جنابت ہوگی جس کے ساتھ کوئی حدث نہ ہو جیسا کہ ہم نے اس کی شکل پیش کی ہے۔ اب معنی کلام یہ ہوجائیگا کہ جسے ایک ہی حدث ہے اصغر یا اکبر اس نے اتنا پانی پایا جو اس کی طہارت کے لیے ناکافی ہے تو ہمارے نزدیک وہ اس پانی کو استعمال نہ کرے گا، بخلاف امام شافعی رحمہ اللہ تعالٰی کے ——— یہ بات ان کی اس عبارت میں ہے: "اذا کان للجنب ماء یکفی للوضوء لا للغسل ولا یجب علیہ التوضی عندنا خلافا للشافعی" ——— اور اس عبارت میں بھی: "واذا کان للمحدث ماء یکفی لغسل بعض اعضائہ فالخلاف ثابت ایضا" (یعنی جب جنب کے پاس اتنا پانی ہو جو وضو کا کام دے سکے غسل کا نہیں تو وہ تیمم کرے اور اس پر ہمارے نزدیک بخلاف امام شافعی کے وضو کرنا واجب نہیں ——— اور جب محدث کے پاس اتنا پانی ہو جس سے بعض ہی اعضاء کو دھو سکے اس صورت میں بھی خلاف ثابت ہے) لیکن جب دونوں حدث جمع ہوجائیں اور پانی ایک ہی کے لیے کفایت کرتا ہو تو اس میں اسے صرف کرنا ضروری ہے۔ اگر وضو کیلئے کفایت کررہا ہے تو اس پر وضو واجب ہے ——— یہ بات صدر الشریعۃ کی اس عبارت میں ہے: "اما اذا کان مع

الجنابة حدث یوجب الوضوء یجب علیہ الوضوء (جب جنابت کے ساتھ کوئی ایسا حدث بھی ہو جو وضو واجب کرتا ہے تو اس پر وضو واجب ہے) اس میں شک نہیں کہ اس توجیہ سے بھی تناقض بہت روشن و واضح طور پر دُور ہو جاتا ہے۔ (ت)

و ما نقل اللکنوی من الرد علیہ ان کیف اوجب الشافعی الوضوء بلا حدث **فاقول** ھو رضی اللہ تعالٰی عنہ یوجب استعمال القدر المقدور مطلقا سواء کان محدثا او جنبا معہ حدث اولا فاذا قدر الجنب علی الوضوء وجب وان لم یکن محدثا۔

اس پر مولانا لکھنوی نے جو رَد نقل کیا کہ "امام شافعی نے بغیر حدث کے وضو کیسے واجب کر دیا؟" تو اس پر میں کہتا ہوں (**فاقول**) امام شافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ مطلقاً صرف یہ واجب کرتے ہیں کہ جس قدر پانی استعمال کرنے کی قدرت ہو اتنا استعمال کرے۔ خواہ محدث ہو ــــ یا ایسا جنب جس کے ساتھ حدث ہو ــــ یا ایسا جس کے ساتھ حدث نہ ہو۔ تو جب جنابت والے کو وضو کی قدرت ہو اس پر وضو واجب ہوگا اگرچہ وہ محدث نہ ہو۔ (ت)

الافادة ۳: اما تاویل سلکہ فی غایة الحواشی وتبعہ اللکنوی

افادہ ۳: وہ تاویل جو غایۃ الحواشی میں اختیار کی اور مولانا لکھنوی نے جس کی پیروی کی اب اس پر کلام کیا جاتا ہے۔

فاقول اولا لاشک انہ ابعد تاویل؛ ولوساغ مثل الحذف بلا دلیل؛ لاستقام کثیر من الاباطیل؛

فاقول۔ اوّلا: اس میں شک نہیں کہ یہ سب سے بعید تاویل ہے۔ اگر بغیر کسی دلیل کے حذف جیسی چیز روا ہو تو بہت سی اباطیل درست ہو جائیں گی۔

وثانیا الحدث المقارن للتیمم یبطلہ فلا یبقی لہ ولا للجنابة فکیف قال فالتیمم للجنابة فلم ینفعہ تقدیر المضاف۔

ثانیا: وُہ حدث جو تیمم کے مقارن ہو اسے باطل کر دے گا اب یہ نہ حدث کا رہ جائے گا نہ جنابت کا ــــ پھر یہ کیسے کہا: "فالتیمم للجنابة" (تو تیمم جنابت کا ہے) تو مضاف مقدر ماننا کام نہ آیا۔

الا ان یراد بالتیمم کونہ متیمما ولایکون متیمما الا اذا تم التیمم ویراد بالمعیة اتصال الزمانین المتعاقبین

مگر یہ کہ تیمم سے مراد لیا جائے اس کا متیمم ہونا۔ اور وہ متیمم اسی وقت ہوگا جب تیمم پورا ہو جائے۔ اور معیت سے مراد ہو یکے بعد دیگرے دو وقتوں کا

بلا فصل ای اما اذا ولی الحدث تمام التیمم فیستفاد منه تأخر الحدث منه فبعد هذه التکلفات یؤل الامر الی ما سلك الجمهور ان مع بمعنی بعد فاین هذا مما اختاروه والعجب ان مؤلف السعایة رد علیهم ما سلکوه مع ماله من قرب عتید، وتبع هذا علی تلك التجشمات مع مالها من بعد بعید۔

وثالثا[ف۲] یرد علیه بعد تلك التمحلات انه لم قید باتصال الحدث بتمام التیمم فانه ان تأخر عنه ولو طویلا کان الحکم هکذا قطعا۔

ورابعا[ف۳] علی اللکنوی خاصة انه لم یقتصر علیه بل زاد فی الطنبور نغمة وفی الشطرنج بغلة فجوز علی حذف المضاف ان یکون مع بمعناه فهد م لزوم البعدیة التی فیها کان المنجا رأسا۔

الا ان یضاف له تکلف ثالث ان المراد بالمعیة البعدیة المتصلة وبالبعدیة البعدیة المنفصلة فیکون المعنی علی الاول اما اذا لحق التیمم حدث من فور تمامه وعلی الثانی اما اذا لحقه حدث

ایک دوسرے سے ملا ہوا ہونا۔ اب معنی یہ ہوگا "لیکن جب حدث تیمم مکمل ہونے کے متصلاً بعد ہو" —— اس سے حدث کا متأخر ہونا مستفاد ہوگا —— اتنے سارے تکلفات کے بعد مآل کار وہی ہوگا جو جمہور نے اختیار کیا کہ "مع" بمعنے بعد ہے —— تو کہاں یہ اور کہاں وہ جو انہوں نے اختیار کیا —— تعجب ہے کہ مؤلف سعایہ نے مسلک جمہور کی تو تردید کی جبکہ وہ عبارت سے بہت قریب تھا۔ اور اس مسلک کا اتنے سارے تکلفات کے باوجود اتباع کیا جبکہ یہ سب بہت بعید ہیں۔

ثالثاً: ان سارے تکلفات کے بعد بھی اس پر یہ اعتراض وارد ہوگا کہ تکمیل تیمم سے حدث کے متصل ہونے کی قید کیوں؟ اگر حدث اس سے بہت زیادہ بعد میں ہو جب بھی تو حکم قطعاً اور یقینی یہی ہے۔

رابعاً: مولانا لکھنوی پر خاص طور سے یہ اعتراض بھی ہوگا کہ انہوں نے اسی پر اکتفا نہ کی بلکہ طنبور میں ایک نغمہ اور شطرنج میں ایک بغلہ اور بڑھایا کہ حذف مضاف کے ساتھ یہ بھی جائز رکھا کہ "مع" اپنے معنی ہی میں رہے۔ اس طرح انہوں نے اس بعدیت کے لزوم کو بالکل ہی ڈھا دیا جس میں کچھ جائے پناہ تھی۔

مگر یہ کہ اس کے لیے ایک تیسرا تکلف بھی بڑھا لیا جائے کہ معیت سے مراد بعدیت متصلہ، یا بعدیت سے مراد بعدیت منفصلہ —— بر تقدیر اول معنی یہ ہوگا، لیکن جب تیمم کو کوئی حدث اس کے تمام ہوتے ہی لاحق ہو —— اور بر تقدیر ثانی یہ معنی

متاخرعنه بزمان وانت تعلم ان كلا القيدين ضائع ـ

ہوگا ؛ لیکن جب اسے کوئی ایسا حدث لاحق ہو جو وقت میں اس سے کچھ متاخر ہو —— ناظر پر یہ بھی واضح ہے کہ دونوں ہی قیدیں بیکار ہیں ۔ (ت)

الافادة ۴ : مادندن به اللكنوي على الجماعة وتلخيصه ان بعدية الحدث عن الجنابة حاصلة اذا تأخر حدوثه عنها قبل التيمم فال الاشكال كما كان يريد به انهم اخطؤا في ترك ما ارتكبه هو وغاية الحواشي من تقدير المضاف فان البعدية عن الجنابة لا تغني مالم يكن بعد التيمم ـ

افادہ ۴ : فاضل لکھنوی نے جماعت پر جو بے جارد کیا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ حدث کا بعد جنابت ہونا اس صورت میں بھی حاصل ہے جب حدث جنابت کے بعد، تیمم سے پہلے پیدا ہو تو اشکال بدستور لوٹ آئے گا ۔ مقصد یہ ہے کہ مضاف مقدر ماننے کا عمل جس کا انہوں نے اور غایۃ الحواشی نے ارتکاب کیا جمہور نے اسے چھوڑ کر غلطی کی اس لیے کہ حدث کا بعد جنابت ہونا کچھ کار آمد نہیں جب تک کہ بعد تیمم نہ ہو ۔

فاقول بل ہو الذی اخطأ وارتکب في كلامهم ايضا تقدير مضاف تسوية للرد عليهم وذلك ان البعدية زمانية ولا يجتمع فيها القبل مع البعد والجنابة باقية مالم ترتفع بغسل او تيمم فان حدث حدث قبله فقد اجتمع مع الجنابة فلم يكن بعدها بل معها نعم كان بعد حدوثها وما قالوه بل المعترض هو الذي اضاف هذا المضاف الى كلامهم فثبت ان الحدث لا يكون بعد الجنابة الا اذا حدث بعد زوالها وهو ههنا بالتيمم فتأخره عن التيمم مفاد نفس اللفظ هكذا تفهم كلمات العلماء ولله الحمد فظهر ان احسن التاويلات

اقول بلکہ انہوں نے ہی خطا کی اور کلام جمہور میں بھی ایک زائد بات ماننے کا ارتکاب کیا تاکہ ان کی تردید کی راہ ہموار ہو سکے —— وہ یہ کہ بعدیت زمانی ہے جس میں قبل، بعد کے ساتھ مجتمع نہیں ہوتا ۔ اور جنابت باقی ہے جب تک غسل یا تیمم سے دُور نہ ہو ۔ تو اگر اس سے پہلے کوئی حدث پیدا ہوا تو وہ جنابت کے ساتھ جمع ہو گیا اس طرح اس کے بعد نہ ہوا بلکہ ساتھ ہُوا ۔ ہاں اس کے حدوث کے بعد ہوا —— حالانکہ جمہور نے یہ نہ کہا بلکہ خود معترض ہی نے یہ مزید ان کے کلام میں زیادہ کر دیا —— تو ثابت یہ ہوا کہ حدث بعد جنابت اُسی وقت ہوگا جب جنابت ختم ہونے کے بعد ہو ۔ اور یہاں جنابت کا ختم ہونا تیمم سے ہے ۔

تاویل الجماعۃ وانہ لاصحۃ لمزعومات غایۃ الحواشی والسعایۃ الا اذا ارجعت الیہ۔

توحدث کا تیمم سے متاخر ہونا خود اس لفظ ہی سے مستفاد ہے ۔۔۔ اسی طرح علما کے کلمات سمجھے جاتے ہیں۔ اور خدا ہی کے لیے حمد ہے۔ تو واضح ہوا کہ درست تاویلات میں سب سے بہتر تاویل، جماعت کی اختیار کردہ تاویل ہے اور یہ بھی واضح ہوا کہ غایۃ الحواشی اور سعایہ کے مزعومات میں کوئی درستی وصحت نہیں مگر اسی وقت جبکہ وہ تاویل جماعت کی طرف راجع ہوں۔ (ت)

الافادۃ ۵

اذا علمت ان لامحید الا البعدیۃ فالمراد بالصورۃ الاولی ما اذا لم یکن معہا حدث او کان قبل التیمم فمعنی الکلام ان الجنب الفاقد الغسل فی کلا الوجہین ان وجد وضوء لایتوضؤ بل یتیمم خلافا للشافعی اما اذا کان حدث بعد ما تیمم لہا فحینئذ یجب علیہ الوضوء وھذا کلام صحیح عین ما مر عن شرح الطحاوی للامام الاسبیجابی وغیرہ وبہ انحلت الشبہۃ الخامسۃ ومعہا شبہۃ التناقض ایضا باصح وجہ واحسنہ۔

افادہ ۵: جب یہ معلوم ہوا کہ چارہ کار بعدیت ہی ہے۔ صورت اولیٰ سے مراد وہ ہے جب جنابت کے ساتھ کوئی حدث نہ ہو یا تیمم سے پہلے ہو۔ تو معنی کلام یہ ہُوا کہ جنب جسے ان دونوں صورتوں میں آبِ غسل دستیاب نہیں اگر اسے آبِ وضو مل جائے تو وضو نہیں کرے گا بلکہ تیمم کرے گا، بخلاف امام شافعی کے ۔۔۔ لیکن جب کوئی حدث جنابت کا تیمم کرلینے کے بعد ہو تو اب اس پر وضو واجب ہے۔ یہ درست کلام ہے ٹھیک یہی بات امام اسبیجابی کی شرح طحاوی وغیرہ کے حوالہ سے گزری ۔۔۔ اسی سے پانچواں شبہہ حل ہوگیا اور اس کے ساتھ شبہہ تناقض بھی اصح واحسن طریقہ پر حل ہوگیا۔ (ت)

الافادۃ ۶

قولہ فالتیمم للجنابۃ لاشک ان اللام فیہ للعہد ای التیمم المذکور الصادر من جنب معہ وضوء لان فرض المسألۃ فیہ او بدل عن المضاف الیہ ای تیمم الجنب المذکور فمن البدیہی بطلان کونہ للاستغراق او الطبیعۃ وکذا اخذ المضاف الیہ مطلق الجنب فانہ ان ارید التخصیص ای تیمم کل جنب

افادہ ۶: ان کی عبارت "فالتیمم للجنابۃ" میں لام بلاشبہہ لام عہد ہے یعنی تیمم مذکور جو ایسے جنب سے عمل میں آیا جس کے پاس آبِ وضو ہے۔ اس لیے کہ مسئلہ اسی کے بارے میں فرض کیا گیا ہے ۔۔۔ یا یہ لام مضاف الیہ کے عوض ہے یعنی جنب مذکور کا تیمم ۔۔۔ جب واقعہ یہ ہے تو بدیہی بات ہے کہ اس کا لام استغراق یا لام طبیعت وماہیت ہونا باطل ہے۔ اسی طرح

انما یکون للجنابة لاغیر فبطلانه ظاهر حتی علی مسلك التعویل فان جنبا معه حدث ولاما یکون تیممه للحدثین قطعا الا تری الی قول شرح الوقایة نفسه اذا کان به حدثان حدث یوجب الغسل کالجنابة وحدث یوجب الوضوء یکفی تیمم واحد عنهما[1] اھ وان لم یُرد کانت المقدمة القائلة ان کل جنب یتیمم للجنابة خالیة عن الافادة لانه معلوم لکل احد ولا یصلح تعلیلا ولا تفریعا وبه استبان ان اللام فی قوله للجنابة لام التخصیص فکان المعنی ان تیمم الجنب المذکور للجنابة خاصة۔

مضاف الیہ مطلق جنب لینا بھی باطل ہے۔ اس لیے کہ اگر تخصیص مراد ہو ــــ یعنی ہر جنب کا تیمم صرف جنابت کے لیے ہوتا ہے اور کسی چیز کے لیے نہیں۔ تو اس کا بطلان ظاہر ہے یہاں تک کہ مسلک اعتماد پر بھی۔ کیونکہ وہ جنب جس کے ساتھ کوئی حدث بھی ہو اور پانی نہ ہو اس کا تیمم یقیناً دونوں ہی حدث کیلئے ہوگا ــــ خود شرح وقایہ کی یہ عبارت دیکھئے: "جب اسے دو حدث ہوں، ایک حدث غسل واجب کرتا ہے، جیسے جنابت ــــ اور ایک حدث وضو واجب کرتا ہے تو ایک ہی تیمم دونوں سے کافی ہے" اھ ــــ اور اگر تخصیص نہ مراد ہو تو یہ مقدمہ کہ "ہر جنب جنابت کا تیمم کرے گا" غیر مفید ہوجائے گا کیونکہ یہ تو سبھی کو معلوم ہے اور نہ تعلیل بن سکے گا نہ تفریع۔ اسی سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ "للجنابة" میں لام، لام تخصیص ہے تو معنی یہ ہوگا کہ جنب مذکور کا تیمم خاص جنابت کے لیے ہے۔ (ت)

الافادة ۷ تعلق قوله بالاتفاق بکون التیمم للجنابة هو الظاهر المتبادر من العبارة لانه انما یفهم عائدا الی الجملة المذیلة به۔

اقول لکن لاصحة له اصلا لان فرض المسألة فی جنب له ماء یکفی للوضوء ووجود ماء ما مطلقا وان قل وان لم یکف للوضوء ایضا مانع للتیمم مطلقا عند الامام المطلبی سواء کان المتیمم

افادہ ۷: لفظ "بالاتفاق" کا تعلق تیمم کے جنابت کے لیے ہونے سے ہی ظاہر اور عبارت سے متبادر ہے اس لیے کہ سمجھ میں یہی آتا ہے کہ جس جملہ کے ذیل میں یہ لفظ رکھا گیا ہے اسی کی طرف راجع ہے۔

اقول لیکن یہ بالکل درست نہیں ــــ اس لیے کہ مسئلہ اس جنب کے بارے میں فرض کیا گیا ہے جس کے پاس وضو کے لیے آب کافی موجود ہے ــــ اور مطلقاً کسی بھی پانی کا موجود ہونا ــــ اگرچہ کم ہی ہو، اگرچہ وضو کے لیے بھی کافی نہ ہو ــــ

---

[1] شرح الوقایہ باب التیمم المکتبۃ الرشیدیۃ دہلی ۱/ ۹۹

جنبا او محدثا لانه یحمل قوله عز وجل فلم تجدُوا ماءً علی الاستغراق مع الاطلاق فکیف یوافقنا فی شیئ من الصور علی کون تیمم جنب له بعض الماء للجنابة بل باطل عنده لفقد شرطه وهو عدم الماء مطلقا والباطل لایکون لشیئ اللّٰهم الا علی مسلک التحویل وجعل الفاء للتفریع وفرض التیمم بعد الوضوء لوقوعه ح عند نفاذ الماء ولامساغ له علی مسلک التاویل لان فیه التیمم قبل الحدث فکیف یکون بعد الوضوء وکذا علی مسلک التحویل واخذ الفاء للتعلیل اذ لامعنی لقولك یجب الوضوء لان التیمم ان وقع بعدہ یکون للجنابة بالاتفاق ومسلك التحویل نفسه من الاباطیل فلا صحة لتعلقه بما یلیه وبه استبان قلة فهم الذی عــہ زعم ان قوله بالاتفاق متعلق بوجوب الوضوء او بکون التیمم للجنابة[1] اھ فخیر بین الصحیح والباطل وقد اضطرب کلامه فیه فاقر فی سعایته تعیین تعلقه بیجب وقال فی عمدته فی تقریر الایراد الرابع ان فی الصورة السابقة ایضا التیمم للجنابة اتفاقا[2] اھ فجعله متعلقا

امام شافعی کے نزدیک تیمم سے مطلقاً مانع ہے خواہ تیمم کرنے والا جنب ہو یا محدث ـــــ وجہ یہ ہے کہ وہ ارشاد باری عزوجل "فلم تجدوا ماءً" (پھر تم کوئی پانی نہ پاؤ) کو استغراق مع اطلاق پر محمول کرتے ہیں تو وہ ہمارے ساتھ کسی بھی صورت میں اس پر کیسے اتفاق کر سکتے ہیں کہ وہ جنب جس کے پاس کچھ پانی موجود ہے اس کا تیمم جنابت کے لیے ہوگا ـــــ بلکہ ان کے نزدیک ایسے جنب کا تیمم ہی باطل ہے کیونکہ تیمم کی شرط ـــــ مطلقاً پانی نہ ہونا ـــــ ہی مفقود ہے۔ اور جو باطل ہو وہ کسی چیز کے لیے نہیں ہو سکتا ـــــ ہاں اگر مسلک اعتماد لیا جائے اور ف کو تفریع کیلئے قرار دیا جائے اور فرض کیا جائے کہ تیمم بعد وضو ہے تو معنی مذکور صحیح ہو سکتا ہے اس لیے کہ اس صورت میں تیمم اس وقت ہوگا جب پانی ختم ہو چکا ہو ـــــ اور مسلک تاویل پر معنی مذکور کی کوئی گنجائش نہیں۔ اس لیے کہ اس میں تیمم قبل حدث ہوگا تو بعد وضو کیسے ہو سکے گا؟ اسی طرح جب مسلک اعتماد مان کر فا برائے تعلیل قرار دیں تو بھی معنی بالا صحیح نہیں بن سکتا۔ کیوں کہ اس تقدیر پر کلام یہ ٹھہرے گا کہ "وضو کرنا واجب ہے اس لیے کہ تیمم اگر اس کے بعد ہوگا تو بالاتفاق جنابت کے لیے ہوگا" ـــــ یہ کلام ہی بے معنی ہے اور مسلک

عــہ هو صاحب عمدة الرعاية اللكنوی ۱۲ (صاحب عمدۃ الرعایۃ فاضل لکھنوی ۱۲ ـ ت)

---

[1] و [2] عمدة الرعاية مع شرح الوقاية باب التيمم المكتبة الرشيدية دہلی ۱/۹۵

بما يليه ثم ذكر هذا التخيير ثم قال متصلا به او يقال معناه فالتيمم ثابت او باق للجنابة اتفاقا[۱] اھ فعاد[۲] الى الباطل الصريح ولا يدرى ما معنى[۲] او عطفا على التخيير فان هذا داخل فيه الا ان يريد انه مخير بين الحق والباطل اولا تخيير بل على الباطل عينا۔ هذا۔

اعتماد خود باطل ہے تو جس عبارت کے بعد یہ لفظ ہے اس سے اس کا تعلق کسی طرح درست نہیں۔ اسی سے اس کی کم فہمی بھی عیاں ہوگئی، جس کا یہ خیال ہے کہ "لفظ بالاتفاق یا تو وجوب وضو سے متعلق ہے یا تیمم جنابت کے لیے ہونے سے متعلق ہے" اھ یہ کہہ کر صحیح اور باطل کے درمیان تخییر کی راہ اختیار کی۔ اور اس بارے میں قائل مذکور کا کلام اضطراب و انتشار کا حامل ہے، جس کی تفصیل یہ ہے کہ (۱) سعایہ میں تو یہ صورت متعین رکھی کہ اس کا تعلق "یجب" (وجوب وضو) سے ہے (۲) اور عمدۃ الرعایہ میں اعتراض چہارم کی تقریر میں یہ لکھا کہ "سابقہ صورت میں بھی تیمم جنابت کے لیے ہے اتفاقاً" ــــ اس میں اس لفظ کو اسی عبارت سے متعلق قرار دیا جس سے یہ متصل ہے (۳) پھر یہی تخییر والی بات ذکر کی (۴) پھر اسی سے متصل یہ لکھ دیا کہ "یا یہ کہا جائے کہ اس کا معنٰی یہ ہے کہ پس تیمم جنابت کیلئے ثابت یا باقی ہے اتفاقاً اھ" ــــ اس عبارت میں پھر باطل صریح کی طرف عود کیا ــــ قائل کو یہ پتا نہیں کہ تخییر پر عطف کرکے "او" کہنے کا کیا معنٰی ہوگا! یہ بھی تو اسی میں داخل ہے ــ مگر یہ مقصود ہو سکتا ہے کہ حق اور باطل دونوں کے درمیان تخییر دی جائے یا تخییر بالکل نہ ہو بلکہ ٹھیک باطل ہی متعین ہو ــــ یہ ذہن نشین رہے۔ (ت)

واقول بل لو کان فرض المسألة وجدان الماء بعد التیمم لم یستقم الکلام ایضا اما علی مسلك التعویل فظاهر لان الصورة الاخیرة فیه اجتماع الحدثین فاذا وجدا و عدم الماء و تیمم کان عنهما بالوفاق لا عن الجنابة خاصة عند احد من الفریقین اما مذهبنا فمعلوم و اما مذهب السادة الشافعیة فقال الامام ابن حجر المکی الشافعی فی فتاواه الکبرٰی من علیه جنابة و حدث اصغر یکفیه لهما تیمم واحد وهذا واضح جلی لان

و اقول اگر مسئلہ کی صورت مفروضہ یہ ہوتی کہ تیمم کے بعد پانی پا جائے تو بھی بات نہ بنتی۔ مسلک اعتماد پر تو ظاہر ہے۔ اس لیے کہ اس میں صورت اخیرہ یہ ہے کہ دونوں حدث جمع ہوں ــــ تو وہ پانی پائے اور تیمم کرے یا نہ پائے اور تیمم کرے بہر تقدیر تیمم دونوں ہی حدث سے ہوگا۔ کسی بھی فریق کے نزدیک خاص جنابت سے نہ ہوگا۔ اس بارے میں ہمارا مذہب تو معلوم ہی ہے۔ حضرات شافعیہ کا مذہب ملاحظہ ہو۔ امام ابن حجر مکی شافعی اپنے فتاوٰی کبرٰی میں رقم طراز ہیں: "جس پر جنابت اور حدث اصغر دونوں ہیں اسے دونوں کے لیے ایک ہی

[۱] عمدۃ الرعایۃ مع شرح الوقایۃ باب التیمم المکتبۃ الرشیدیہ دہلی ۹۵/۱

التیمم عن الحدث الاصغر و عن الاکبر حقیقتھما و معناھما و صورتھما و مقصودھما واحد فلا یتخیل منع الاندراج ولانہ یلزم علی الامر بتیممین متوالیین ما یشبہ العبث لانہ اذا تیمم اولا لاستباحۃ الصلٰوۃ استباحھا بہ فایجاب الثانی عبث لا فائدۃ فیہ[1] اھ ھذا فی الابتداء و ان ارید البقاء ای ان بعد وجدانہ یبقی للجنابۃ بالاتفاق فباطل اذ یبطل عندہ راسا بوجدان ماء ما مطلقا لفقدان شرطہ و اما علی مسلک التاویل والصورۃ الاخیرۃ فیہ الحدث بعد التیمم فان ارید بقاء کما افصح بہ الشرنبلالی فظاھر البطلان کما مر انفا غیر انہ رحمہ اللہ تعالٰی لم یذیلہ بالاتفاق فسلم بخلاف ذلک[عہ] الذی قال فالتیمم باق اتفاقا فانہ وقع فی خطأ مظلم وان ارید ابتداء فنعم ھو متفق علیہ کونہ اذ ذاک للجنابۃ خاصۃ لعدم الحدث حینئذ لکن لفظۃ بالاتفاق تقع عبثا و موھمۃ غلط اما الاول فلانہ اذا بطل عندہ بالوجدان فما فائدۃ وفاقہ الباقی و اما الاخیر فلان

تیمم کافی ہے۔ اور یہ روشن وواضح ہے اس لیے کہ تیمم حدثِ اصغر اور تیمم حدثِ اکبر دونوں کی حقیقت، دونوں کا معنی، دونوں کی صورت اور دونوں کا مقصود ایک ہی ہے تو یہ خیال نہیں ہونا چاہیے کہ ایک دوسرے میں مندرج نہیں ہوسکتا۔ اور ایک دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ اگر پے درپے دو تیمم کا حکم دیا جائے تو ایک بیکار وعبث سا کام کرنا لازم آئے گا ــــــ کیوں کہ جب اس نے پہلی بار اباحتِ نماز حاصل کرنے کے لیے تیمم کرلیا تو اس سے جوازِ نماز حاصل کرلیا پھر دوسرا تیمم واجب کرنا عبث ہے جس میں کوئی فائدہ نہیں" اھ۔ یہ حکم ابتدا کا ہُوا۔ اگر بقا مراد ہو یعنی پانی کی دستیابی کے بعد تیمم بالاتفاق جنابت کے لیے باقی رہے گا تو یہ باطل ہے۔ کیونکہ امام شافعی کے نزدیک کسی بھی آبِ مطلق کی دستیابی کے وقت تیمم سرے سے باطل ہے کیونکہ ان کے طور پر اس کی شرط (عدمِ ماءِ مطلق) ہی مفقود ہے ــــــ اب رہا مسلکِ تاویل ــ (بصورت مفروضۂ بالا اس مسلک کی بنیاد پر بھی بات نہ بنے گی جس کی تفصیل یہ ہے ۱۲م الف) اس میں صورت اخیرہ یہ ہے کہ حدث تیمم کے بعد ہو تو اگر بقاءً مراد ہو جیسا کہ شرنبلالی نے اسے غیر مبہم طور پر کہا تو اس کا بطلان ظاہر ہے جس کی

[عہ] ھو اللکنوی المذکور ۱۲ (فاضل لکھنوی مذکور ۱۲ ـ ت)

---

[1] فتاوٰی کبرٰی لابن حجر مکی باب التیمم مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱/۷۰

ذکرھا فی الصورۃ الاخیرۃ لاسیما بمقابلۃ الاختلاف المذکور فی الاولٰی یفید عدم الاتفاق فی الاولٰی ولیس کذٰلک لان فی الاولٰی ان لم یکن حدث کان للجنابۃ وحدھا بالاتفاق وان کان لھما بالوفاق انما الاختلاف ثمہ فی بقاء التیمم عندنا وانتقاضہ عندہ بوجدان ماء غیر کاف وبالجملۃ قولہ بالاتفاق یجب صرفہ الی قولہ یجب کما فعل فی غایۃ الحواشی نعما فعل۔

وجہ ابھی بیان ہوئی ـــــ ہاں علامہ شرنبلالی نے یہ صورت لکھ کر اس کے بعد "بالاتفاق" نہ کہا اس لیے وہ سلامت رہے بخلاف اس قائل کے جس نے یہ لکھ دیا کہ "تیمم باقی ہے اتفاقاً" وہ تو تاریک خطا میں پڑ گیا۔ اور اگر ابتداءً مراد ہو تو ہاں یہ متفق علیہ ہے کہ وہ تیمم اس صورت میں خاص جنابت کے لیے ہوگا کیونکہ اس صورت میں حدث ہے ہی نہیں ـــــ لیکن اس تقدیر پر لفظ "بالاتفاق" عبث اور ایک غلطی کا وہم پیدا کرنے والا ٹھہرے گا ـــــ عبث اس لیے کہ جب یہ تیمم امام شافعی کے نزدیک پانی کی دستیابی کی وجہ سے باطل ہے تو ان کے اس اختلاف آمیز اتفاق سے فائدہ کیا؟ ـــــ ابہام غلط اس لیے کہ یہ لفظ صورتِ اخیرہ میں ـــــ خصوصاً صورتِ اولٰی میں ذکر شدہ اختلاف کے مقابل ذکر کرنے سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ صورتِ اولٰی میں اتفاق نہیں ـــــ حالانکہ معاملہ ایسا نہیں۔ اس لیے کہ پہلی صورت میں بھی اگر حدث نہ ہو تو تیمم صرف جنابت ہی کے لیے ہوگا بالاتفاق ـــــ اور اگر حدث بھی ہو تو دونوں ہی کے لیے ہوگا بلا اختلاف ـــــ وہاں اختلاف صرف اس بارے میں ہے کہ ہمارے نزدیک تیمم باقی رہے گا اور ان کے نزدیک غیر کافی پانی کی دستیابی سے ٹوٹ جائے گا۔ بالجملہ لفظ "بالاتفاق" کو ان کے قول "یجب" (وجوب وضو) کی جانب پھیرنا لازم ہے جیسا کہ غایۃ الحواشی میں کیا اور خوب کیا۔ (ت)

اقول وبہ ظھر **اولاً**[۱] انہ کان الانسب للدرر تقدیم قولہ بالاتفاق علی قولہ فالتیمم لانہ بصدد ایضاح کلام الصدر الامام وان یزیح عنہ الاوھام۔

اقول اس سے چند باتیں اور واضح ہوگئیں **اولاً** درر الحکام میں لفظ "بالاتفاق" کو لفظ "فالتیمم" سے پہلے رکھنا انسب تھا کیوں کہ صاحبِ درر اپنی اس عبارت سے صدر الشریعۃ کے کلام کو واضح کرنا اور اس سے اوہام دُور کرنا چاہتے ہیں۔

وثانیاً[۲] ان صاحب غایۃ الحواشی مع تصریحہ بتعلقہ بیجب لم یحسن فی ضمہ مع الجملۃ التالیۃ ایضا اذ قال

ثانیاً "یجب" سے لفظ مذکور کے تعلق کی صراحت کرنے کے باوجود صاحب غایۃ الحواشی نے بھی اس لفظ کو بعد والے جملہ سے ملا کر اچھا نہ کیا

مع انه تیمم للجنب اتفاقاً۔

انہوں نے اپنی عبارت میں یہ کہا: "مع انہ تیمم للجنب اتفاقاً (تو وضو واجب ہے باوجودیکہ یہ جنب کا تیمم ہے اتفاقاً)۔

وثالثاً بطلان الایراد الرابع المنقول فی السعایة مع التقریرات کون التیمم للجنابة بالاتفاق مشترك بین الصورتین فانه لیس لشیئ اصلا عند الامام الشافعی فی کلا الوجهین۔

ثالثاً چوتھا اعتراض جو سعایہ میں اس تقریر کے ساتھ منقول ہے کہ "تیمم کا بالاتفاق جنابت کے لیے ہونا دونوں ہی صورتوں میں مشترک ہے" (یہ اعتراض و تقریر) باطل ہے اس لیے کہ دونوں صورتوں میں یہ تیمم امام شافعی کے نزدیک کسی چیز کے لیے نہیں۔

فان استعفی عن لفظة بالاتفاق واقتصر علی ان کونه للجنابة مشترك بین الصورتین لا اختصاص له بهذه الصورة اندرج فی الایراد السابق علیه وسیأتیك الجواب عنه بعونه تعالٰی۔

اب اگر لفظ "بالاتفاق" سے دستبردار ہو کر صرف یہ کہیں کہ "تیمم کا جنابت کے لیے ہونا دونوں ہی صورتوں میں مشترک ہے اسی صورت کے ساتھ اسے کوئی اختصاص نہیں" ـــــ تو یہ بات اسی اعتراض میں شامل ہو جائے گی جو اس سے پہلے ان پر کیا۔ اور بعونہ تعالٰی اس کا جواب عنقریب سامنے آرہا ہے۔ (ت)

الافادة ۸

نختار ان الفاء للتفریع کما مشی علیه العلامة الشرنبلالی وغایة الحواشی وقول السعایة لا محصل له لا محصل له لان کون هذا التیمم للجنابة خاصة لم ینشأ الا من وجوب الوضوء للحدث اذ لو لم یجب لکان التیمم لهما معا لاستحالة ان تجوز صلاة مع الحدث فلا بد ان یعتبر التیمم المذکور رافعا له او دافعا

افادہ ۸: ہم یہ اختیار کرتے ہیں کہ ف تفریع کے لیے ہے جیسا کہ اسی راہ پر علامہ شرنبلالی اور غایۃ الحواشی کی روش ہے۔ اور سعایہ کا اسے لاحاصل بتانا خود لاحاصل ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اس تیمم کا خاص جنابت کے لیے ہونا اسی امر سے پیدا ہوا کہ حدث کے لیے وضو واجب ہے، اس لیے کہ اگر یہ وجوب نہ ہوتا تو تیمم حدث و جنابت دونوں ہی کے لیے ہوتا کیونکہ حدث کے ساتھ کسی نماز کا جواز محال ہے ـــــ تو یہ ماننا ضروری ہے

---

[۱] السعایة باب التیمم سہیل اکیڈمی لاہور ۱/۴۹۰

وان كان الاخير ليس له في الشرع نظير فاستلزام محال محالا غير محال .

کہ تیمم مذکور اسے رفع کرنے والا ہے یا دفع کرنے والا ہے ـــــ اگر اخیر ہو تو شرع میں اس کی کوئی نظیر نہیں تو ایک محال کا دوسرے محال کو مستلزم ہونا کوئی محال نہیں ۔ (ت)

الافادة ٩ نختار انها للتعليل وما زعم السعاية اشتراك العلة مردود اما على مسلك التاويل مع اجتماع الحدثين في الصورة الاولى فظاهر لان التيمم طرأ عليهما فرفعهما معا فكيف يختص بالجنابة واما عليه مع انفراد الجنابة في الصورة الاولى وعلى مسلك التعويل فاختصاص شيئ بشيئ تارة يكون لانحصار الوجود فيه واخرى لتفرده به من بين مشاركاته في الوجود ومعلوم بداهة ان هذا هو المراد هنا فانه اذا وجد حدث ولم يقع التيمم الا عن الجنابة لم يغن عن الحدث ووجب الوضوء بخلاف ما اذا لم يكن حدث فلاى شيئ يجب وهذا الوجه من الاختصاص غير مشترك فظهر ان الفاء تحتمل الوجهين فقصر الشرنبلالي وغاية الحواشي على احدهما وقع وفاقا لا داعي اليه بل التعليل هو الاظهر الازهر فان كون التيمم لخصوص الجنابة غير مقصود هنا بالافادة والله تعالى اعلم .

افادہ ۹: ہم یہ اختیار کرتے ہیں کہ فا تعلیل کے لیے ہے اور سعایہ کا یہ خیال کہ "علت مشترک ہے" غلط ہے یہ مسلک تاویل پر جبکہ پہلی صورت میں دونوں حدث جمع ہوں ظاہر ہے اس لیے کہ تیمم نے دونوں حدثوں پر طاری ہو کر دونوں ہی کو رفع کیا تو وہ جنابت کے ساتھ خاص کیسے ہوگا؟ ـــــ اور مسلک تاویل پر جبکہ پہلی صورت میں جنابت بلاحدث ہو اور مسلک اعتماد پر وجہ یہ ہے کہ ایک چیز کا دوسری چیز کے ساتھ خاص ہونا کبھی اس لیے ہوتا ہے کہ اس کا وجود اسی میں منحصر ہے اور کبھی اس لیے ہوتا ہے کہ یہ اس کے مشارکات فی الوجود کے درمیان اسی کے ساتھ متفرد ہے ۔ اور بداہۃً معلوم ہے کہ یہاں پر یہی مراد ہے اس لیے کہ جب کوئی حدث پایا جائے اور تیمم صرف جنابت کا واقع ہو تو حدث کا کچھ کام نہ کرسکا اور وضو واجب ہوا بخلاف اس صورت کے جبکہ کوئی حدث پایا جائے اور تیمم صرف جنابت کا واقع ہو تو حدث کا کچھ کام نہ کرسکا اور وضو واجب ہوا بخلاف اس صورت کے جبکہ کوئی حدث موجود ہی نہ ہو پھر کس چیز کے لیے وضو واجب ہوگا ۔ یہ وجہ اختصاص مشترک نہیں ۔ اس بیان سے ظاہر ہوا کہ فا میں تفریع و تعلیل دونوں ہی احتمال جاری ہیں ۔ تو شرنبلالی اور غایۃ الحواشی کا صرف ایک ہی کو ذکر کرنا محض اتفاقاً واقع ہوا اس کا کوئی داعی نہیں ہے بلکہ احتمال تعلیل ہی زیادہ ظاہر و روشن ہے ۔ اس لیے یہاں یہ بتانا مقصود نہیں کہ تیمم خاص جنابت ہی کے لیے ہے ۔ اور خدائے برتر ہی خوب جاننے والا ہے ۔ (ت)

الافادۃ ۱۰ تبین الجواب الصواب

بحمد الجلیل، عن الاسئلۃ الخمسۃ کلھا علی مسلک التاویل، وعن غیر الخامس علی مسلک التعویل، وظھر ان اقواھا السؤال الاخیر الجلیل، وھو الذی دعا العلماء الی الانکار او التاویل، وان السؤال الاول لیس باشکال، بل سریع الانحلال، وکذا الثانی کشفہ رخیص، ان لم یمتزج بالخامس العویص، اما الثالث والرابع اللذان اتت بھما السعایۃ، فانھما واھیان الی الغایۃ، وبقاء الخامس علی مسلک التعویل ھو الذی نادی علیہ بالرحیل، لمصادمتہ الدلائل القاھرۃ، والنصوص الزاھرۃ، ولم ار من یختارہ ویرتضیہ الا القرہ باغی فی الحاشیۃ ولم یأت اصلا بشیئ یغنیہ، **فقولہ** تکلف بعید الاخذ من العبارۃ۔

اقول نعم وانما زاد چلپی من حدیث اللمعۃ ارجاعہ الی ما یأتی عن الشارح والاقلیس فیہ الا اخذ مع بمعنی بعد و لیس فیہ بُعد فقد وقع فی الکتاب العزیز۔

قولہ یلزم التکرار۔

افادہ ۱۰: بحمدِ ربِ جلیل مسلکِ تاویل

پر پانچوں اعتراضات کا جواب اور مسلکِ اعتماد پر پنجم کے سوا باقی سب کا جواب واضح ہوگیا ــــــ اور یہ بھی ظاہر ہُوا کہ سب سے قوی اعتراض پانچواں ہے، یہی علما کے لیے انکار و تاویل کا باعث بنا۔ اور پہلا اعتراض کوئی مشکل نہیں بلکہ بہت جلد حل ہو جاتا ہے اسی طرح دوسرے کا جواب بھی آسان ہے اگر پانچویں مشکل سوال کے ساتھ اس کو نہ ملایا جائے ــــــ رہا تیسرا اور چوتھا جن کو سعایہ نے پیش کیا تو یہ انتہائی کمزور ہیں ــــــ مسلکِ اعتماد پر پانچویں اعتراض کا باقی رہ جانا یہی وُہ امر ہے جو اس کے لیے کوچ کا اعلان کر رہا ہے کیونکہ وُہ قاہر دلائل اور روشن نصوص سے متصادم ہے میں نے قرہ باغی محشی کے سوا کسی ایسے کو نہ دیکھا جس نے اس مسلک کو اختیار و پسند کیا ہو۔ اور قرہ باغی قطعاً کوئی کام کی بات نہ لا سکے۔ (اب ان کے خیال اور عبارت کا تھوڑا تجزیہ ملاحظہ ہو ۱۲ م الف)

قول قرہ باغی: چلپی کا کلام سراسر تکلف ہے عبارت سے یہ معنی ماخوذ ہونا بہت بعید ہے۔ (ت)

اقول ہاں اس لیے کہ انھوں نے حضرت شارح کے کلام آئندہ کی طرف راجع کرنے کی غرض سے لمعہ کی بات بڑھا دی ورنہ اس تاویل میں اس کے سوا کچھ نہیں کہ مع کو بعد کے معنی میں لیا ہے اور اس میں کوئی بُعد نہیں یہ تو قرآن عزیز میں بھی ہوا ہے (فان مع العسر یسرا)۔

قول قرہ باغی: تکرار لازم آتی ہے۔

اقول اولاً فکان ماذا اذا ذکر ضابطة تشمل فروعا ثم بعد حین اورد فرعا منها للتبیین حکم بعد تکرارا فاذا لم یقبح مع تقدم ذکرہ فی الضابطة کیف یقبح ولم تذکر بعد۔

اقول۔ اوّلاً: تکرار لازم آتی ہے تو کیا ہوگا۔ جب کوئی ایسا ضابطہ بیان کیا جائے جو بہت سی جزئیات کو شامل ہو پھر کچھ آگے کسی حکم کو واضح کرنے کے لیے ان میں سے کوئی جزئیہ لایا جائے تو اسے تکرار شمار کیا جائے گا؟ ــــ جب یہ ضابطہ کے تحت پہلے مذکور ہونے کے باوجود برا نہیں تو یہ کیسے قبیح ہوگا جبکہ مسئلہ ابھی تک بیان نہ ہوا۔ (ت)

وثانیا لوتتبعت ماوقع[عـه] لهم وللشارح الامام من تکرر الافادات لاعیاك طلبها۔

ثانیا اگر اس کی تلاش اور چھان بین ہو کہ حضرات علماء اور خود شارح امام سے افادات کی تکرار کس قدر ہوتی ہے تو تھک کر بیٹھ جانا پڑے گا۔

قوله ولعله انما ارتکبه نحمّا الخ۔

قول قرہ باغی: شاید چلپی نے یہ سمجھ کر اس تکلف کا ارتکاب کیا ہے کہ دونوں حد کسی شخص میں ابتداءً جمع نہیں ہوتے۔ (ت)

اقول من این لکم هذا وانما

اقول آپ کو یہ کہاں سے پتا چلا ــــ انھوں

عـه وهذا سید الائمة محرر المذهب محمد رضی الله تعالٰی عنه قد کرر المسائل فی کتبه قال الامام شمس الائمة السرخسی رحمه الله تعالٰی فی المبسوط فرغ نفسه لتصنیف مافرعه ابوحنیفة رضی الله تعالٰی عنه محمد بن الحسن الشیبانی رحمه الله تعالٰی فانه جمع المبسوط لترغیب المتعلمین والتیسیر علیهم ببسط الالفاظ وتکرار المسائل فی الکتب لیحفظوها شاؤا اوابوا آهـ ۱۲ منه غفر له۔ (م)

اور یہ ہیں ائمہ کے سردار محرر المذہب امام محمد رحمہ اللہ تعالٰی کہ آپ نے مسائل کو اپنی کتب میں تکرار کے ساتھ بیان کیا ہے۔ امام شمس الائمہ اپنی مبسوط میں فرماتے ہیں کہ محمد بن الحسن الشیبانی رحمہ اللہ تعالٰی نے فروعاتِ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے لیے خود کو وقف کر رکھا تھا لہٰذا انہوں نے متعلمین کے شوق اور آسانی کو ملحوظ رکھتے ہوئے کتاب مبسوط کو جمع فرمایا جس میں الفاظ کو وسعت اور مسائل کو تکرار کے ساتھ بیان کیا تاکہ متعلمین جنہیں چاہیں محفوظ کرلیں یا جنہیں نہ چاہیں نہ کریں ۱۲ منہ غفرلہ (ت)

ا؎ مبسوط سرخسی / خطبۃ الکتاب دارالمعرفۃ، بیروت ۱/۳

فعلہ لان ذاالحدثین لا یتوضؤ اذالم یکف الماء لغسلہ۔

نے وہ تاویل اس لیے اختیار کی ہے کہ غسل کے لیے پانی ناکافی ہونے کی صورت میں دونوں حدث والے کو وضو نہیں کرنا ہے۔

قولہ اما اذا وجد فلابد من الوضوء ثم التیمم للجنابۃ۔

قول قرہ باغی: لیکن جب وضو کے لیے بقدر کفایت پانی مل جائے تو وضو کرنا ضروری ہے پھر جنابت کے لیے تیمم کرنا ہے۔ (ت)

اقول ھذا[۱] ھو مذھب الشافعی لاسیما بلفظۃ ثم فان فیہ ایجاب اعدام الماء و ان قل قبل التیمم ولا یقول بہ حنفی قط۔

اقول یہی امام شافعی کا مذہب ہے خصوصاً لفظ ثمّ (پھر) کے ساتھ۔ کیونکہ اس میں یہ واجب کرنا ہے کہ پانی اگرچہ کم ہی ہو تیمم سے پہلے اسے ختم کرلینا ہے۔ کوئی حنفی کبھی اس کا قائل نہ ہوگا۔

قولہ والعجب منہ انہ لم یلتفت۔

قول قرہ باغی: تعجب ہے کہ انہوں نے اس طرف التفات نہ کیا۔ (ت)

اقول مبنی[۲] علی ما تصور ولا متصور

اقول قرہ باغی نے خود جو تصور کیا اسی پر اس کی بنیاد ہے حقیقت میں وہ متصور ہی نہیں۔

قولہ بعد تسلیم جمیع المقدمات

قول محشی مذکور: تمام مقدمات تسلیم کرلینے کے بعد۔

اقول ما[۳] تلک السنوع المطویات فان المقدمات عند الحنفیۃ من البدیھیات۔

اقول وہ منع کیا ہیں جو آپ نے ترک کردیے۔ حنفیہ کے نزدیک تو سارے مقدمات بدیہیات سے ہیں۔

قولہ یجوز اجتماع العلل الشرعیۃ علی معلول واحد۔

قولہ ایک معلول پر متعدد علل شرعیہ کا اجتماع ہوسکتا ہے۔

اقول کما[۴] لا یمتنع اجتماع علل علی معلول کذلک لا یمتنع ارتفاع علل برافع واحد کالتی[۵] انقطع حیضھا ثم احتلمت ثم التقی الختانان ثم انزلت فقد اجتمعت

اقول جیسے ایک معلول پر چند علتوں کا اجتماع ممتنع نہیں ایسے ہی ایک رافع سے چند علتوں کا ارتفاع بھی ممتنع نہیں۔ جیسے وہ عورت جس کا حیض منقطع ہوا پھر اسے احتلام ہوا پھر التقائے ختانین ہوا

عليها اربع علل وترفع جميعا بغسل او تيمم
واحد فاذا كان له حدثان اصغر واكبر ولم يجد
ماء للغسل فلا بد له ان يتيمم وتيممه لكونه
عن جنابة مطهر لجميع البدن ومن البدن
اعضاء الوضوء فقد طهرها ورفع الحدثين
كما اذا اغتسل فليس هذا التيمم الا قائما
مقام الغسل فكما يرتفعان به فكذا بنائبه
ولم يعرف من الشرع تيمم يطرؤ على حدثين
فيرفع احدهما ويذر الأخر والا لزم له اما
تيمم اخر وهو باطل حتى عند الشافعية كما
قدمنا او الماء وهو الجمع بين البدل و
المبدل الباطل باجماع الحنفية فبلج
الحق والحمد لله رب العلمين

(قربت ہوئی) پھر انزال ہوا اس پر چار علتوں کا اجتماع
ہوا اور ایک ہی غسل یا تیمم سے چاروں مرتفع ہوجائینگی۔
توجب کسی کو دو حدث ہوں ایک اصغر ایک اکبر۔
اور اسے غسل کے لیے پانی نہ ملے تو ضروری ہے کہ تیمم
کرے۔ اس کا تیمم چونکہ جنابت سے ہوگا اس لیے
تمام بدن کو پاک کردے گا۔ اعضائے وضو بھی بدن
ہی کا حصہ ہیں تو انہیں بھی تیمم نے پاک کردیا اور اکبر و صغر
دونوں حدث رفع کردیے۔ جیسے غسل کی صورت میں
ہوتا ہے اور یہ تیمم غسل ہی کے قائم مقام ہے تو جیسے
غسل سے دونوں حدث مرتفع ہوجاتے ہیں ویسے
ہی اس کے نائب سے بھی مرتفع ہوجائیں گے شریعت
میں ایسے کسی تیمم کا نشان نہیں ملتا جو دو حدثوں پر طاری
ہو کر ایک کو ختم کرے دوسرے کو چھوڑ دے۔ اگر ایسا
ہوتا تو اس پر یا تو ایک دوسرا تیمم بھی لازم ہوتا ___ اور یہ باطل ہے یہاں تک کہ شافعیہ کے نزدیک بھی، جیسا کہ
ہم نے پہلے بیان کیا ___ یا پانی (استعمال کرنا) بھی لازم ہوتا ___ اور یہ بدل اور اصل دونوں کو جمع کرنا ہے
جو باجماع حنفیہ باطل ہے ___ تو حق روشن ہوگیا ___ اور ساری خوبیاں سارے جہانوں کے مالک خدا
کے لیے ہیں۔ (ت)

فان قلت القياس على الغسل
مع فارق وذلك لان ذا الحدثين اذا
اغتسل فقد اتى بما امر به فى كل من
الحدثين وهو اسالة الماء على تلك الاعضاء
وكذلك اذا تيمم فاقد الماء اما اذا
وجد وضوءا فالتيمم انما يكون اتيا
بما امر به للحدث الاكبر لا بما امر
به للاصغر لانه قادر فيه على الاصل

اگر سوال ہو کہ غسل پر قیاس، مع الفارق
ہے ___ اس لیے کہ دونوں حدث والے نے جب
غسل کیا تو وہ سب بجا لایا جس کا دونوں حدثوں میں
سے ہر ایک میں اسے حکم دیا گیا ___ وہ ہے ان
اعضا پر پانی بہانا (جو غسل سے پورا ہوگیا) یہی حال
اس وقت ہے جب پانی نہ ہونے کی صورت میں تیمم کیا۔ لیکن جب
آبِ وضو موجود ہو تو تیمم سے صرف اس کی بجا آوری
کرنے والا ہوگا جس کا حدثِ اکبر سے متعلق اسے

فکیف یصیر الی البدل وبالجملۃ شرط التیمم العجز عن الماء وقد عجز فی الحدث الاکبر دون الاصغر فکان التیمم مجزئا عن ذلک لاعن ھذا فافترق الحدثان بقاء وارتفاعا۔

حکم ہوا۔ اس کی بجا آوری کرنے والا نہ ہوگا جس کا حدث اصغر سے متعلق اسے حکم ہوا۔ اس لیے کہ اس میں یہ اصل پر قادر ہے تو بدل کی طرف کیسے منتقل ہوسکتا ہے؛ مختصر یہ کہ تیمم کی شرط پانی سے عاجز ہونا ہے اور اس کا عجز حدثِ اکبر میں تو ہے حدثِ اصغر میں نہیں تو تیمم صرف اس سے کفایت کرنے والا ہوگا اس سے نہ ہوگا ـــــ اس طرح دونوں حدث بقا اور ارتفاع میں جُدا جُدا ہوجائیں گے (ایک ختم ہوگا ایک باقی رہ جائے گا)۔ (ت)

اقول ھذا لوکان کل منھما مستبدا بحیالہ ولیس کذلک فلیس الحدث الا اعتبارا شرعیا لاٰثار معلومۃ کمنع الصلاۃ وقد انطوی الاکبر علی جمیع اٰثار الاصغر فکلما منعہ الاصغر منعہ الاکبر بالاولی ولا عکس وارتفاع شیئ یوجب زوال جمیع اٰثارہ وقد سلمتم ارتفاع الاکبر بھذا التیمم فیجب ارتفاع کل اٰثارہ ومنھا منع الصلاۃ فلزم اباحتھا ولا تباح قط مع حدث فثبت ان ھذا التیمم رفع کل حدث طرأ علیہ۔

اقول یہ اس وقت ہوتا جب دونوں حدثوں میں سے ہر ایک کو مستقل حیثیت حاصل ہوتی۔ اور ایسا نہیں۔ اس لیے کہ حدث کچھ معلوم آثار جیسے منع نماز وغیرہ کے شرعی اعتبار ہی کا نام ہے اور حدث اکبر حدث اصغر کے تمام اثرات پر مشتمل ہے تو اصغر جن سے مانع ہوگا اس سے اکبر بدرجہ اولیٰ مانع ہوگا۔ اس کے برعکس نہیں۔ اور کسی چیز کا ختم ہوجانا اسے لازم کرتا ہے کہ اس کے جتنے بھی اثرات ہوں سبھی زائل ہوجائیں ـــــ آپ کو تسلیم ہے کہ اس تیمم سے حدث اکبر مرتفع ہوگیا تو ضروری ہے کہ اس کے سارے اثرات بھی اُٹھ جائیں ان ہی میں منع نماز بھی ہے تو لازم ہوگا کہ نماز مباح ہو۔ اور نماز کسی حدث کے ساتھ کبھی مباح نہیں ہوتی۔ تو ثابت ہوا کہ اس تیمم نے ہر وُہ حدث دُور کر دیا جو اس پر طاری ہُوا۔ (ت)

فان قلت ارتفاع شیئ انما یوجب زوال اٰثارہ من حیث ھی اٰثارہ ولاینافیہ بقاء بعضھا لمؤثر اٰخر کمن توضأ وفی فخذہ نجاسۃ مانعۃ فلا شک ان قد صح وضوؤہ وزال المنع الذی کان

اگر یہ سوال ہو کہ کسی چیز کا مرتفع ہونا اس کے اثرات دُور ہونے کو واجب کرتا ہے تو اسی حیثیت سے کہ وُہ اس چیز کے اثرات ہیں۔ اب ان میں کچھ اثرات کسی دوسرے مؤثر کی وجہ سے باقی رہ جائیں تو یہ اُس کے منافی نہیں۔ مثلاً کسی نے وضو کیا

من قبله مع ان المنع لاجل النجاسة بحاله كذا هنا هما حدثان قام احدهما باعضاء الوضوء والاٰخر عم ظاهر البدن طرا ففيها مانعيتان وفی سائر الجسد مانعية واحدة فاذا تيمم وهو واجد لماء الوضوء زالت من اعضاء الوضوء المانعية الكبرى لصحة مزيلها بوجود شرطه وهو العجز عن الماء الكافی للغسل وبقيت الصغرى لان المزيل لاصحة له بالنسبة اليها لفقد شرطه بالقدرة على الماء الكافی للوضوء وبہ ظهر انه ليس كالتی وصفت انها حاضت واحتلمت و جومعت وامنت وكفاها غسل او تيمم واحد وكذا من احدث مرارا يكفيه وضوء واحد وذلك لان المزيل ليس فاقد الشرط بالنظر الی شیئ منها فازالها جميعا بخلاف ما نحن فيه وبہ اتضح الفرق بين هذا وبين من ليس له الا الجنابة فانه ان وجد وضوء لايتوضؤ لان الة المانعية القائمة باعضاء الوضوء فانها ليست الا الكبرى وهی لاتتجزی بخلاف الصورة الاولٰی وبہ تبين ان ليس فيه الجمع بين البدلين بل توزيعهما علٰی شيئين كمن صرف الماء الی غسل النجس وتيمم للحدث بل كمن اطعم عن يمين وصام عن اخری وبہ استبان

اور اس کی ران پر اتنی نجاست ہے جو جوازِ نماز سے مانع ہے۔ تو اس میں شک نہیں کہ اس کا وضو صحیح ہے اور اس کی جانب سے جو رکاوٹ تھی وہ دُور ہوگئی باوجودیکہ نجاست کی وجہ سے رکاوٹ اب بھی برقرار ہے اسی طرح یہاں دو حدث ہیں ایک تو اعضائے وضو پر لگا ہوا ہے دوسرا پورے ظاہر بدن کو شامل ہے تو اعضاءِ وضو کے اندر دو مانعیتیں ہیں اور باقی سارے جسم میں ایک ممانعت (مانعیت) ہے جب آبِ وضو موجود ہونے کی حالت میں اس نے تیمم کیا تو اعضاءِ وضو سے مانعیت کبرٰی دُور ہوگئی کیونکہ اسے دُور کرنیوالا امر اپنی شرط۔ غسل کیلئے کفایت کرنیوالے پانی سے عجز۔ کے پائے جانے کی وجہ سے صحیح و درست ہے۔ —— اور مانعیت صغرٰی رہ گئی کیونکہ اس کی بہ نسبت جو دُور کرنے والا امر تھا وہ صحیح و درست نہیں اس لیے کہ اس کی شرط مفقود ہے کیوں کہ وضو کے لیے کافی پانی پر قدرت موجود ہے۔ اسی سے یہ بھی ظاہر ہُوا کہ اس کا معاملہ اس عورت کی طرح نہیں جس کی حالت بیان ہُوئی کہ اس میں انقطاعِ حیض، احتلام، جماع، انزال چار اسباب جمع ہوئے اور ایک ہی غسل یا تیمم کافی ہوگیا۔ اسی طرح وہ شخص جسے بار بار حدث ہُوا ہو اسے ایک ہی وضو کافی ہے اس لیے کہ ان میں کی بہ نسبت جو دُور کرنے والا امر ہے وہ فقدانِ شرط کا شکار نہیں اس لیے اس نے سبھی کو دُور کردیا —— بخلاف اس صورت کے جو ہمارے زیرِ بحث ہے —— اسی سے اِس شخص میں (جسے دونوں حدث ہیں) اور اس میں جسے صرف جنابت ہے واضح فرق ہوگیا کہ وہ اگر آبِ وضو پائے

انہ لیس عبثا ولا اضاعۃ ولا الاشتغال بہ سفھا ولیس کما قالوا من بقاء الحدث کما ھو بل زال احدھما۔

تو اعضائے وضو سے لگی ہُوئی مانعیت زائل کرنے کے لیے اسے وضو نہیں کرنا ہے اس لیے کہ وہاں تو صرف مانعیت کبرٰی ہے اور یہ متجزّی نہیں، برخلاف پہلی صورت کے۔

اسی سے یہ بھی عیاں ہُوا کہ دونوں بدل جمع کرنا نہیں بلکہ دو چیزوں پر دونوں کو تقسیم کرنا ہے۔ جیسے وہ شخص جو پانی نجس کے دھونے میں صرف کرے اور حدث کے لیے تیمم کرے۔ بلکہ جیسے وُہ جو ایک قسم کے کفارے میں کھانا کھلائے اور دوسری کے کفارے میں روزہ رکھے۔ اور اسی سے یہ بھی منکشف ہوگیا کہ یہ نہ عبث ہے نہ پانی کی بربادی، نہ اس میں مشغولی کوئی نادانی و بے وقوفی ــــ اور لوگوں نے جو کہا کہ حدث جیسے تھا ویسے ہی رہ گیا۔ یہ بات بھی نہیں بلکہ ایک حدث زائل ہوگیا۔ (ت)

اقول ما امتنہ من کلام لولا ان فیہ ذھولا عن حدیث منع الاستبداد[عہ] فانک جعلتھما شیئین مستقلین عند الاجتماع مع ان المتقرر فی الشرع ان المتجانسین اذا اجتمعا ولم یختلف مقصود تداخلا وقد اعترفت بہ فی التی وصفت

اقول کیا ہی متین کلام ہے اگر اس میں منع استقلال کی بات سے ذہول نہ ہوتا۔ آپ نے دونوں کو بوقتِ اجتماع دو مستقل چیز بنا دیا جبکہ شریعت میں مقرر و ثابت یہ ہے کہ دو ہم جنس جب یکجا ہوں اور ان کا مقصود مختلف نہ ہو تو ایک دوسرے میں داخل ہوجائیں گے۔ آپ نے اس کا اعتراف

عہ ذکرہ علی سبیل الجدل ای لا نسلم ان الحدث الاصغر عند اجتماعہ بالاکبر یستبد فی امر الطھارۃ بحکم لہ لایندمج فیہ فیطھر بطھارتہ ولایکون الحکم الا للاکبر وذلک لان من یحکم بوجوب الوضوء لہ مدع فیکفینا المنع وعلیہ الدلیل والا فامر الاندماج متیقن لاشبھۃ فیہ ۱۲ منہ غفرلہ (م)

اسے بطور جدل ذکر کیا ہے یعنی ہم نہیں مانتے کہ حدثِ اصغر حدثِ اکبر کے ساتھ یکجائی کی صورت میں طہارت سے متعلق کوئی مستقل حکم رکھتا ہے۔ ایسا کیوں نہ ہو کہ اکبر میں داخل ہوکر اس کی طہارت سے یہ بھی طہارت پائے اور حکم صرف اکبر کو حاصل ہو ــــ یہ طرزِ کلام اس لیے کہ جو شخص اس کے لیے وجوبِ وضو کا حکم کرتا ہے وُہ مدعی ہے تو ہمارے لیے منع کافی ہے اور اس کے ذمہ دلیل ہے ورنہ اصغر کے اکبر میں دخول و انضمام کا معاملہ تو یقینی ہے جس میں کوئی شُبہ نہیں ۱۲ منہ غفرلہ (ت)

وفیمن احدث مرارا کان هنالك التداخل
مع المساواة فان الکل فی مرتبة واحدة فکیف
واحدهما اکبر واقوی ومن کل وجه یتضمن
الاخری فالمحل جزء من المحل والمطهر
بعض من المطهر والمقصود شقص من
المقصود فکیف لا یلزم اندماج الصغری
فی الکبری وان یکون الحکم لها فی امر الطهارة
لا للصغری فان التابع لا یفرد بحکم ویسقط
اذا سقط المتبوع والشیئ اذا بطل بطل ما
فی ضمنه والمتضمَّن بالفتح لا تراعی له
شروطه بل شروط متضمنه کل ذلك من
القواعد الشرعیة الا تری ان المذی لا یطهر
عن ثوب ولا بدن بفرك ولا یظهر له حکم
مع المنی فیطهر به ویظهر به الجواب عن
توارد العلل هذا ما سمح به الجنان ✦
تشحیذ الاذهان ✦ وحسبنا فی الحکم

بھی کیا ہے اس عورت کے بارے میں جس کی حالت
بیان ہوئی ہے اور اس شخص کے بارے میں جسے
چند بار حدث ہوا ہو۔ وہاں باوجود مساوات کے تداخل
ہوگیا۔ مساوات اس لیے کہ وہ سب ایک ہی درجہ
میں ہیں۔ پھر اس وقت کیوں نہ ہوگا جبکہ ایک اکبر و
اقوی اور ہر جہت سے دوسرے کو متضمن بھی ہو۔
دیکھئے کہ ایک کا محل طہارت دوسرے کے
محلِ طہارت کا جُز ہے۔ اور مطہر، مطہر کا بعض ہے
اور مقصود، مقصود کا حصّہ ہے۔ تو کیسے لازم نہ ہوگا
کہ صغرٰی، کبرٰی میں داخل ہوجائے اور امر طہارت میں
حکم اسی کبرٰی کو حاصل ہو صغرٰی کو نہیں۔ اس لیے
کہ تابع کا کوئی الگ حکم نہیں ہوتا۔ اور متبوع ساقط
ہو تو وہ بھی ساقط ہوجاتا ہے —— اور شَے
جب باطل ہوتی ہے تو وہ بھی باطل ہوجاتا ہے جو
اس کے ضمن میں ہو۔ اور متضمَّن (بالفتح) کے لیے اس
کی شرطوں کی رعایت نہیں ہوتی بلکہ اس کے متضمِّن کی

ع کما فی اعتق عبدك عنی بالف لما کان
البیع فیه ضمنیا لم یشترط فیه الایجاب
والقبول لعدم اشتراطهما فی العتق ولا
یثبت فیه خیار الرؤیة والعیب ولا یشترط
کونه مقدور التسلیم ش عن الرحمتی
اوائل النکاح ۱۲ منه غفرله (م)

جیسے اعتق عبدك عنی بالف (اپنا غلام میری
طرف سے ہزار روپے میں آزاد کردو) اس میں چونکہ
بیع ضمنی ہے اس لیے اس بیع میں ایجاب قبول
کی شرط نہ ہوتی کیونکہ آزادی میں ان دونوں کی شرط
نہیں اور اس میں خیار رؤیت اور خیار عیب بھی
ثابت نہیں ہوتا اور نہ یہ شرط ہے کہ مولٰی وہ غلام
اس کے قبضے میں دینے پر قادر ہو شامی عن الرحمتی،
اوائل النکاح ۱۲ منہ غفرلہ (ت)

ماقدمنا من دلالاتهم وتصريحاتهم واللّٰه المستعان وباللّٰه التوفيق واللّٰه تعالٰی اعلم۔

شرطوں کی رعایت کی جاتی ہے۔ یہ سب شرعی قواعد ہیں۔ دیکھئے کہ مذی رگڑنے کے ذریعہ نہ کپڑے سے پاک ہوتی ہے نہ بدن سے ——— اور وہی منی کے ساتھ ہو تو اس کا کوئی حکم ظاہر نہیں ہوتا رگڑنے سے پاک ہوجاتی ہے۔ اسی سے توارد علل کا جواب بھی ظاہر ہے ——— یہ وہ ہے جو کچھ اذہان کو صیقل کرنے کے لیے خاطر کا فیضان ہُوا۔ اور حکم سے متعلق تو ہمارے لیے وہ دلالت و تصریحات کافی ہیں جو حضرات فقہا سے ہم نے پیش کیں۔ اور خدا ہی مستعان ہے اور خدائے بزرگ و برتر ہی خوب جاننے والا ہے۔ (ت)

الافادة ۱۱ الأن حصحص الحق وكشف قناعة ؛ وظهر ان المسلك مسلك التاويل والتاويل تاويل الجماعة ؛ بيد ان ههنا شبهات خطرت فخشيت ان تعتری قاصرا مثلی فيحتاج الى الجواب فاجبت الاسعاف بايرادها ؛ وابانة سقوطها وفسادها ؛ وباللّٰه التوفيق۔

افادہ ۱۱: اب حق صاف ظاہر ہوگیا اور اپنے چہرے سے پردہ ہٹا دیا اور واضح ہوگیا کہ مسلک وہی مسلک تاویل ہے اور تاویل وہی تاویل جماعت ہے۔ لیکن یہاں دل میں چند شبہات گزرے تو اندیشہ ہوا کہ ایسے ہی کسی قاصر کو درپیش ہوں تو لے جواب کی ضرورت ہوگی تو میں نے چاہا کہ ان شبہات کو لاکر اور ان کے سقوط و فساد کو واضح کرکے اس کی حاجت روائی کردوں اور اللہ ہی سے توفیق ہے (ت)

الشبهة الاولٰی ان الامام صدر الشريعة يقول اغتسل الجنب ولم يصل الماء لمعة ظهره وفنی الماء ؛ واحدث حدثا يوجب الوضوء فتيمم لهما ثم وجد من الماء ما يكفيهما بطل تيممه فی حق كل منهما وان لم يكف لاحدهما بقی فی حقهما وان كفی لاحدهما بعينه غسله ويبقی التيمم فی حق الأخر وان كفی لكل منفرد اغسل اللمعة الخ[1] فالصورة الثالثة

شبہہ ۱: امام صدر الشریعۃ فرماتے ہیں "جنب نے غسل کیا پانی اس کی پیٹھ کی ایک جگہ تک نہ پہنچا اور ختم ہوگیا۔ اور کوئی ایسا حدث ہوا جو وضو واجب کرتا ہے تو اس نے دونوں کے لیے تیمم کیا پھر اُسے اتنا پانی مل گیا جو دونوں کے لیے کافی ہو تو اس کا تیمم دونوں میں سے ہر ایک کے حق میں باطل ہوگیا۔ اور اگر کسی ایک کے لیے ناکافی ہو تو دونوں کے حق میں باقی رہے گا۔ اور اگر معین طور پر ایک کے لیے کافی ہو تو اسے دھوئے اور

[1] شرح الوقایۃ باب التیمم المکتبۃ الرشیدیہ دہلی ۱/۱۰۴

تشمل ما اذا کفی للوضوء دون اللمعة وقد
حکم فیه ببطلان تیممه فی حق الحدث و
ایجاب الوضوء والظاهر ان هذا انما یستقیم
علی ما قدم اول الباب من وجوب الوضوء
علی ذی حدثین وجد وضوءً فانه فرض
فیه الحدث قبل التیمم ثم اوجب الوضوء
للحدث فاذن یکون التاویل توجیها للقول
بما لا یرضی به قائله۔

دوسرے کے حق میں تیمم باقی رہے گا اور اگر تنہا ہر ایک
کے لیے کافی ہو تو لمعہ (غسل میں چھوٹی ہوئی جگہ)
دھوئے الخ۔ تو تیسری صورت اسے بھی شامل ہے
جب پانی وضو کے لیے کافی ہو لمعہ کے لیے کافی نہ ہو۔
اور اس صورت میں یہ حکم کیا ہے کہ حقِ حدث میں اس
کا تیمم باطل ہوجائیگا اور وضو کرنا واجب ہوگا۔
ظاہر یہ ہے کہ یہ اسی بنیاد پر راست آسکے گا جسے
اوّل باب میں بتایا کہ ایسا دو حدث والا جس کے
پاس وضو کا پانی موجود ہے. اس پر وضو واجب ہے کہ اس میں حدث تیمم سے پہلے ہونا فرض کیا ہے پھر حدث
کے لیے وضو واجب کیا ـــــ اس کے پیشِ نظر تاویل مذکور کسی کے کلام کی ایسی توجیہ ہوگی جس سے خود
صاحبِ کلام راضی نہ ہو۔ (ت)

بل یسری الشك الی الحکم المنقح
فان صدر الشریعة غیر متفرد بهذا
الامام الجلیل الاقدم ابو البرکات النسفی
قائلا فی الکافی جنب علی بدنه لمعة احدث
قبل ان یتیمم تیمم لهما واحدا فان وجد
ما یکفی لاحدهما غیر عین صرفه الی
اللمعة ولیعد التیمم للحدث عند محمد[1] اھ
فما منشؤ اعادة تیمم الحدث الا ایجاب
الوضوء له مع کونه قبل تیمم الجنابة و
ابو یوسف وان خالفه فی الاعادة فلا لانه
لا یُوجب الوضوء فی نفسه بل لعارض
وذلك ان امر الجنابة اغلظ فکان الماء

بلکہ یہ شک منقح حکم تک سرایت کر آئیگا
اس لیے کہ صدر الشریعۃ اس میں متفرد نہیں ـ یہ
ان سے مقدم امام جلیل ابو البرکات نسفی ہیں جو کافی
میں رقمطراز ہیں: "ایسا جنب ہے جس کے بدن پر
لمعہ ہے اسے قبل تیمم حدث ہوا تو دونوں ہی کے لیے
ایک تیمم کرے۔ اب اگر اسے اتنا پانی مل جائے جو
غیر معین طور پر دونوں میں سے کسی ایک کے لیے کافی
ہو تو اسے لمعہ میں صرف کرے، اور امام محمد کے
نزدیک حدث کے لیے تیمم کا اعادہ کرے" اھ تو
تیمم حدث کے اعادہ کا منشا اس کے سوا نہیں کہ حدث
کے سبب وضو واجب ہے باوجودیکہ حدث تیمم
جنابت سے پہلے ہے اور امام ابو یوسف اعادہ کے

---

[1] کافی

مستحق الصرف الیھا والمستحق لحاجۃ اھم کالمعدوم کما سیأتی عن الکافی ان شاء اللہ تعالٰی فی الرسالۃ التالیۃ وھذا یفید اتفاق الصاحبین رضی اللہ تعالٰی عنھما علی وجوب الوضوء لجنب احدث قبل التیمم لھا مع ان المقرر فیما مر ان لا وضوء علیہ الا اذا احدث بعد ماتیمم۔

حکم میں اگرچہ ان کے برخلاف ہیں مگر اس لیے نہیں کہ وہ فی نفسہ وضو واجب نہیں کہتے، بلکہ کسی عارض کی وجہ سے۔ اور وہ یہ ہے کہ جنابت کا معاملہ زیادہ سخت ہے تو پانی اسی کا مستحق ہوا کہ جنابت میں صرف ہو اور جو کسی اہم حاجت کا مستحق ہو چکا ہو وہ کالمعدوم ہے۔ جیسا کہ اگلے رسالہ میں ان شاء اللہ تعالٰی کافی کے حوالہ سے آرہا ہے ــــ اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ صاحبین رضی اللہ تعالٰی عنہما کا اس جنب کے لیے وجوب وضو پر اتفاق ہے جو جنابت کا تیمم کرنے سے پہلے محدث ہوا ــــ باوجودیکہ ماسبق میں ثابت ومقرر یہ ہے کہ اس پر وضو نہیں مگر اس صورت میں جبکہ تیمم کر لینے کے بعد اسے حدث ہو۔(ت)

ولعلك تقول **اولاً** این ھذا من ذالك فانہ کان ثمہ واجد الماء الوضوء قبل التیمم للجنابۃ فکان ایجاب الوضوء ایجابہ علی جنب لایجد غسلا وھو خلاف المذھب اما ھھنا فانما وجدہ بعد ما تیمم لھا والفرض انہ لایکفی للمعۃ فکان تیممہ لھا بحالہ فلم یعد جنبا وبالقدرۃ علی الوضوء انتقض تیممہ فی حق الحدث لانہ لایکون طھارۃ الا الی وجدان الماء فاذا وُجد فقد فقد عاد محدثا والمحدث غیر جنب اذا وجد وَضوء فلاشك فی وجوب الوضوء علیہ الا تری الی ما قدمت فی الدلیل الخامس عن البدائع یتوضؤ بہ لان ھذا محدث ولیس بجنب[1] وعن الدرصار محدثا لاجنبا

اس پر چند باتیں کہی جاسکتی ہیں **اولاً** کہاں یہ کہاں وہ؟ وہاں اسے تیمم جنابت سے پہلے آب وضو دستیاب تھا تو وہاں وضو واجب کرنا ایسے جنب پر وضو واجب کرنا تھا جسے غسل کا پانی دستیاب نہیں اور وہ خلاف مذہب ہے لیکن یہاں اسے جنابت کا تیمم کر لینے کے بعد پانی ملا ہے اور فرض یہ کیا گیا ہے کہ وہ پانی لمعہ کے لیے کافی نہیں اس لئے اس کا تیمم جنابت برقرار ہے تو دوبارہ وہ جنابت والا نہ ہُوا۔ اور وضو پر قدرت کی وجہ سے حق حدث میں اس کا تیمم ٹوٹ گیا کیونکہ تیمم پانی کی دستیابی تک ہی طہارت ہوتا ہے جب وہ دستیاب ہوگیا یہ مفقود ہوگیا۔ تو وہ پھر محدث ہوگیا۔ اور محدث غیر جنب کو جب وضو کا پانی مل جائے تو اس پر وضو واجب ہونے میں کوئی شک نہیں وہ عبارت دیکھئے جو دلیل پنجم میں بدائع کے حوالے سے پیش ہُوئی، اس سے وضو کرے گا کیونکہ یہ محدث ہے

---

[1] بدائع الصنائع شرائط رکن التیمم ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۵۱

فیتوضؤ[1]۔

اور جنب نہیں ہے"۔ اور درمختار کے حوالہ سے یہ "محدث ہُوا جنابت والا نہیں تو اسے وضو کرنا ہے"۔

وثانیاً لم یکن علیہ وضوء لبقاء الحدث کما ھو لوجود الجنابۃ ولا تزول بالوضوء اما الاٰن زالت بالتیمم۔

ثانیاً اس پر وضو اس لیے نہیں تھا کہ جنابت موجود ہونے کی وجہ سے حدث ویسے ہی باقی رہتا اور جنابت وضو سے دُور نہ ہوتی لیکن اس وقت تو جنابت تیم سے دُور ہوچکی ہے۔

وثالثا لم یکن ماؤہ مبیحا للصلاۃ لاجل الجنابۃ والاٰن یبیح۔

ثالثاً اُس کا پانی جنابت کی وجہ سے نماز مباح کرنے والا نہ تھا اور اِس وقت مباح کرنے والا ہے۔

ورابعا کان فیہ الجمع بین البدلین فی طھارۃ واحدۃ والاٰن قد تمت الطھارۃ الاولی بالتیمم بلاماء وبعود الحدث بالحدث علی الماء دون الجنابۃ تتم ھذہ بالماء بلا تراب۔

رابعاً اُس میں ایک طہارت کے اندر دونوں بدل جمع کرنا ہوتا۔ اور اس وقت پہلی طہارت بغیر پانی کے تیم کے ذریعہ پوری ہوچکی ہے اور پانی پر قادر ہوتے ہوئے حدث بلا جنابت لوٹ آنے کی وجہ سے یہ طہارت بغیر مٹی کے پانی سے پُوری ہوگی۔

وخامسا قد علم دوار فی المتون وسائر کتب المذھب ان حدوث قدرۃ علی الماء کحدوث حدث فی نقض التیمم ولا شک ان لو تیمم لھما ثم احدث فعلیہ الوضوء فکذا اذا قدر علی ماء الوضوء فانی الابتناء علی ما صدر عن الصدر فی صدر الباب۔

خامساً متون اور دیگر کتب مذہب میں یہ مسئلہ متداول طور پر معروف ہے کہ تیم توڑنے کے معاملہ میں پانی پر قدرت پیدا ہونا ایسے ہی ہے جیسے حدث پیدا ہونا۔ اور اس میں شک نہیں کہ اگر وہ دونوں ہی کے لیے تیم کرلیتا پھر اسے حدث ہوتا تو اس پر وضو واجب ہوتا تو یہی حکم اس وقت بھی ہوگا جب آبِ وضو پر اسے قدرت مل جائے۔ تو یہ حکم اس پر کہاں مبنی رہا جو شروع باب میں صدر الشریعۃ کے حوالہ سے صادر ہوا۔

اقول بل فان مبنی کل ذلک علی

اقول (میں کہتا ہوں) کیوں نہیں ان سب

---

[1] الدرالمختار مع الشامی باب التیمم مصطفی البابی مصر ۱/۱۸۶

فرض انتقاض تیممه فی حق الحدث برؤیة الماء وفیه النظر کیف ولو نقضه بقاء لمنعه ابتداء ومنعه ابتداء ھو عین ما فی صدر الباب خلاف ما علیه النصوص والدلائل اما الملازمة فقد قال[1] الامام ملك العلماء فی البدائع الغراء الاصل فیه ان کل ما منع وجوده التیمم نقض وجوده التیمم ومالا فلا اھ ومثله فی البحر والتنویر والدر وغیرها من الاسفار الغراء کل مالا یمنع ابتداء لا ینقض بقاء وینعکس بعکس النقیض الی قولنا کل ما ینقض بقاء یمنع ابتداء فثبت المطلوب وبه علم ان الخامس ابین بطلانا وافصح بالبناء علی ذلك الحکم المحذور۔

کی بنیاد اسی مفروضہ پر ہے کہ پانی دیکھنے سے اس کا تیمم حق حدث میں ٹوٹ جاتا ہے اور یہی محلِ نظر ہے۔ یہ کیسے صحیح ہوسکتا ہے؟ اگر یہ بقاءً ناقضِ تیمم ہوتا تو ابتداءً مانعِ تیمم بھی ہوتا ——— اور ابتداءً مانعِ تیمم ہونا یہی تو وُہ بات ہے جو شروع باب میں نصوص و دلائل کے برخلاف وارد ہوتی ہے۔ ملازمہ (بقاءً ناقض ہونے کو ابتداءً مانع ہونا لازم ہے) کا ثبوت یہ ہے کہ امام ملک العلماء نے بدائع شریف میں رقم فرمایا ہے کہ "اس بارے میں اصل یہ ہے کہ ہر وُہ چیز جس کا وجود تیمم سے مانع ہے اس کا وجود تیمم کا ناقض بھی ہے اور جو مانع نہیں وہ ناقض بھی نہیں" اھ۔ اسی کے مثل البحرالرائق، تنویرالابصار، درمختار وغیرہا مشہور کتابوں میں بھی ہے۔ یعنی ہر وُہ جو ابتداءً مانع نہیں وُہ بقاءً ناقض نہیں ——— اس کا عکس نقیض یہ ہوگا "ہر وُہ جو بقاءً ناقض ہے وُہ ابتداءً مانع ہے" ——— تو مطلوب ثابت ہوگیا۔ اسی سے معلوم ہُوا کہ خامس کا بطلان زیادہ روشن ہے اور اس حکم محذور پر مبنی ہونے میں یہ زیادہ واضح ہے۔ (ت)

الشبهة الثانیة

نصوا فیمن بقیت له لمعة واحدث بعد التیمم لها کما صور فی اکثر الکتب وکذا ان احدث قبله کما صور بالوجهین فی بعضها ثم وجد الماء قبل التیمم للحدث انه ان کفی للمعة دون الوضوء غسلها وتیمم للحدث وکذا ان کفی لکل منهما لا علی التعیین لان الجنابة اغلظ فان[2] خالف وتوضأ اعاد التیمم للمعة باتفاق

شبہہ ۲: وہ شخص جس کا کچھ حصہ نہانے میں دھونے سے رہ گیا اور جنابت کا تیمم کرنے کے بعد اسے حدث ہوا ——— جیسا کہ اکثر کتابوں میں یہ صورت مسئلہ بیان کی ہے ——— یوں ہی اگر تیمم کرنے سے پہلے اسے حدث ہوا ——— جیسا کہ بعض کتابوں میں دونوں ہی صورت بیان کی ہے ——— پھر اس شخص کو حدث کا تیمم کرنے سے پہلے پانی مل گیا اس کے بارے میں علما نے صراحت فرمائی ہے کہ اگر وُہ پانی وضو کے لیے نہیں بلکہ

---

[1] بدائع الصنائع باب نواقض التیمم ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۵۷

الروایات وستأتی النصوص فالذی فی ھذہ الصور الثلاث لیس الا تلفیق الطھارتین و الجمع بین البدلین حیث تطھر فی وقت واحد بالماء والتراب معا وکون الماء للجنابۃ و التراب للحدث لا یمنع الجمع والا فلم منعتم ذا حدثین وجد وضوءً عن الوضوء فان ثمہ ایضا لم یجتمعا علی شیئ واحد بل کان التراب للجنابۃ والماء للحدث۔

صرف چھوٹی ہوئی جگہ کے لیے کافی ہے تو اسے دھو لے اور حدث کے لیے تیمم کرے ـــــ یُوں ہی اگر دونوں میں سے ہر ایک کے لیے بلا تعیین کافی ہو تو بھی اس جگہ کو دھوئے اس لیے کہ جنابت زیادہ سخت ہے۔ اگر اس نے اس کے برخلاف کیا اور پانی وضو میں صرف کیا تو چھوٹی ہوئی جگہ کے لیے اسے باتفاق روایت دوبارہ تیمم کرنا ہے ـــــ نصوص عنقریب آرہے ہیں۔ ان تینوں صورتوں میں دونوں طہارتوں کو خلط کرنا اور دونوں بدل کو جمع کرنا ہی تو ہے۔ اس طرح کہ بیک وقت اس نے پانی اور مٹی دونوں سے طہارت حاصل کی ـــــ اور پانی کا جنابت کے لیے، مٹی کا حدث کے لیے ہونا جمع سے مانع نہیں۔ اگر یہ بات نہیں تو دو حدث والے کو جسے آبِ وضو دستیاب ہے آپ نے وضو سے کیوں روکا (وجہ فرق کیا ہے) وہاں بھی تو دونوں بدل ایک شیئ پر مجتمع نہ ہوئے بلکہ مٹی جنابت کے لیے ہے اور پانی حدث کے لیے ہے۔ (ت)

الشبھۃ الثالثۃ

فی صورتی کفایۃ الماء للمعۃ وحدھا او لکل منفردا بوجوب استعمالہ فی اللمعۃ وانتقاض تیممہ لھا وانہ یتیمم للحدث ومعلوم قطعا ان ھذا الماء لم یکن محللا للصلاۃ فی الصورتین لبقاء الحدث والاحتیاج لہ الی التیمم فکان یجب ان لا ینتقض تیممہ لھا لما مر من نصوص الائمۃ الجھابذۃ فی الدلیل السادس ان المراد فی الکریمۃ ھو الماء الذی اذا استعمل اباح الصلاۃ وھذا لیس بہ ھذا تقریر الشبھات۔

شبہہ سوم: جب پانی صرف لمعہ کیلئے کفایت کرے یا جب تنہا ہر ایک کیلئے کفایت کرے ان دونوں صورتوں میں بھی علماء نے صراحت فرمائی ہے کہ پانی لمعہ میں استعمال کرنا واجب ہے۔ اس کا تیمم جنابت ٹوٹ جائے گا اور حدث کے لیے وہ تیمم کرے گا۔ یہ بھی قطعاً معلوم ہے کہ دونوں صورتوں میں یہ پانی نماز مباح کرنیوالا نہ تھا کیونکہ حدث باقی ہے اور اس کے لیے تیمم کی ضرورت ہے۔ تو ضروری کہ اس کا تیمم جنابت نہ ٹوٹے اس لیے کہ دلیل سادس میں ائمہ ماہرین کی تصریحات گزر چکی ہیں کہ آیت کریمہ میں وہ پانی مراد ہے جو استعمال کیا جائے تو نماز مباح ہو جائے گی اور یہ وہ پانی نہیں۔ یہ شبہات کی تقریر ہے۔ (ت)

واقول فی الجواب بتوفیق الوھاب

اما الاخریان فلان الحدث فیھما بعد التیمم

جوابِ شبہات: جوابِ شبہات میں بتوفیقِ خدائے وہاب میں کہتا ہوں ـــــ آخری دونوں

للجنابة فالجواب واضح لانه اذن مستبد
قطعا لایصلح للاندراج لارتفاع الجنابة بالتیمم
فکیف یندرج الموجود فی المرفوع ولهذا
اجمعت الامة انه اذا احدث بعد تطهیر
الجنابة بالغسل اوبالتیمم ووجد وضوء یجب
علیه الوضوء فاذا لم یندرج فیها لم یکن
الجمع بین البدلین فی طهارة واحدة بل
طهارتین کمن اجنب ولم یجد غسلا فتیمم
فاحدث ووجد وضوء فتوضأ ولا یرد ذو الحدثین
لاجل الاندراج فیکون جمعا فی طهارة واحدة
وکذلك المراد بالاباحة الاباحة من جهة
ازالة مانعیة لاقاها وان بقی المنع من
جهة اخری کما سبق فی من توضأ وعلی
فخذه نجس مانع ولا یرد ذو الحدثین فلیس به
مانعیتان ووضوءه یزیل احدهما وان بقیت
الاخری بل مانعیة واحدة لاندراج الصغری
فی الکبری فاذا لم یکف للکبری لم یکن محللا
للصلاة اصلا ولوکان یکفی للصغری۔

شبہات کو لیجئے۔ اگر ان میں حدث تیمم جنابت کے بعد تھا
تو جواب واضح ہے کہ اس صورت میں وہ یقیناً مستقل
ہے۔ جنابت میں شامل و مندرج ہونے کے قابل نہیں
کیونکہ جنابت تو تیمم سے ختم ہو چکی ہے تو موجود معدوم میں
کیسے شامل ہوگا۔ اسی لیے اس بات پر امت کا اجماع
ہے کہ جب غسل یا تیمم سے تطہیر جنابت کے بعد حدث ہو
اور آب وضو دستیاب ہو تو اس پر وضو واجب ہے۔
جب حدث جنابت میں شامل نہ ہُوا تو دونوں بدل کو
ایک طہارت میں جمع کرنا نہ ہوا بلکہ دو طہارتوں میں ہوا
جیسے وہ شخص جسے جنابت لاحق ہوئی اور غسل کا پانی نہ پایا
تو تیمم کیا پھر اسے حدث ہوا اور وضو کا پانی پایا تو وضو
کیا ـــ اس پر دونوں حدث والے سے اعتراض
نہیں ہوسکتا کیونکہ اس کا ایک حدث دوسرے میں
شامل ہے تو یہاں ایک ہی طہارت میں دونوں بدل
جمع کرنا لازم آئے گا ـــ اسی طرح اباحت سے مراد
وُہ اباحت ہے جو اس مانعیت کے ازالہ کی جہت سے
ہو جس سے پانی کا اتصال ہوا اگرچہ دوسری جہت سے
ممانعت باقی ہو جیسا کہ اس کے بارے میں گزرا جس
نے وضو کیا اور اس کی ران پر کوئی مانع نجس موجود ہے۔ اس پر بھی دونوں حدث والے سے اعتراض نہیں ہوسکتا کیونکہ
اس کا حال ایسا نہیں کہ اس میں دو مانعیت (ممانعت) ہوں اور وضو ایک کو دور کردے اگرچہ دوسری باقی رہ جائے۔
بلکہ اس میں ایک ہی مانعیت ہے کیونکہ صغریٰ کبریٰ میں شامل ہوگئی ہے تو پانی جب کبریٰ کے لیے ناکافی ہو ـــ
قطعاً نماز کو مباح کرنے والا نہ ہوسکے گا اگرچہ صغریٰ کے لیے کافی ہو۔ (ت)

واما ان کان الحدث فیهما قبل التیمم
کما فی الشبهة الاولی **فاقول** الجواب عنهما
جمیعا فی حرف واحد ان شاء الله العزیز

لیکن ان دونوں صورتوں میں اگر حدث تیمم
سے پہلے ہو، جیسا کہ شبہہ اولیٰ میں ذکر ہے،
تو میں کہتا ہوں اس کا جواب ایک حرف میں ہے

اوا جد الماجد، وقد لوحنا الیه فی الافادة
العاشرة وذلک ان الحدث له معنیان کما قدمنا
فی الطرس المعدل احدهما نجاسة حکمیة تحل
بسطوح الاعضاء الظاهرة التی یلحقها حکم
التطهیر حلول سریان والسطح ممتد منقسم
طولا وعرضا فبانقسامها تنقسم النجاسة
الحالة بها وعن هذا یسقط الفرض عما
اصابه الماء مع بقاء النجاسة فی الباقی و
الاٰخر وصف للمکلف وهو تلبسه بها فیبقی مادام
ذرة منها وهذا هو الحدث الذی لا یتجزی و
اذ کان الاول متجزئا ینقسم الی قسمین شامل
ومقتصر فالشمول فی الجنابة مالم یمس ماء
والاقتصار اذا غسل بعض البدن فان النجاسة
الحکمیة تزول من المغسول وتبقی فی غیره و
الحدث الاصغر لا یعتبر فی غیر الاعضاء الاربعة
فان کانت الکبری شاملة وجب الاندراج لعمومها
تلک الاعضاء ایضا وان کانت مقتصرة لم
یلزم کأن تکون الجنابة فی غیرهن وفیهن الحدث
ولا یکون الا بان یتوضأ الجنب او یمر الماء علی
اعضاء وضوئه وتبقی لمعة فی غیرهن ثم یحدث
فیعتریهن الحدث و لا وجه للاندراج لتباین
المحل والی هذا اشرت بقولی فی الندرج
المحل جزء من المحل والمطهر بعض من
المطهر وهذا هو مرادهم ههنا کما دل
علیه قول الامام صدر الشریعة و لم

اگر خدائے غالب غنی بزرگ نے چاہا۔ اس جواب کی طرف
ہم افادۂ دہم میں اشارہ بھی کر چکے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ
حدث کے دو معنی ہیں، جیسا کہ ہم نے الطرس المعدل
میں بیان کیا — ایک نجاستِ حکمیہ جو اعضا کی اُن ظاہری
سطحوں میں حلول سریانی کئے ہوتی ہے جنہیں حکم تطہیر
لاحق ہوتا ہے — اور سطح ایک پھیلی ہوئی، طول و
عرض میں منقسم چیز ہے۔ تو سطحوں کے منقسم ہونے سے
ان میں حلول کرنے والی نجاست بھی منقسم ہو جاتی ہے۔
یہی وجہ ہے کہ جس حصّہ کو پانی پہنچتا ہے اس سے فرض
ساقط ہو جاتا ہے اور بقیہ حصّہ میں نجاست باقی رہتی ہے۔
دوسرا معنی یہ ہے کہ حدث مکلف کی ایک صفت ہے اور
وہ یہ ہے کہ مکلف نجاستِ حکمیہ سے متلبس ہے تو جب
تک اس نجاست کا ایک ذرہ بھی باقی ہے یہ حدث
باقی رہے گا۔ یہی وہ حدث ہے جو غیر متجزی وغیر منقسم
ہے۔ اور اوّل چونکہ متجزی ہے اس کی دو قسمیں ہوں گی،
شامل اور مقتصر۔ جنابت میں شمول اس وقت ہے
جب پانی مَس نہ ہوا ہو۔ اور اقتصار اس صورت میں
ہے جب بدن کا کوئی حصّہ دُھل گیا ہو اس لیے کہ
دھوئے ہوئے حصّہ سے نجاستِ حکمیہ زائل ہو جاتی
ہے اور دوسرے حصّہ میں باقی رہتی ہے — اور
حدث اصغر کا چاروں اعضا کے علاوہ میں اعتبار ہی
نہیں تو اگر نجاست کبریٰ شاملہ ہے تو اندراج لازم
ہے کیونکہ وہ ان اعضا میں بھی عام ہے اور اگر مقتصرہ
ہے تو اندراج لازم نہیں۔ مثلاً یہ صورت ہو کہ جنابت
اعضائے اربعہ کے علاوہ میں ہو اور ان اعضا میں

یصل الماء لمعۃ ظہرہ[1] خص الظہر بالذکر لیفید ان الکبری فی غیر محل الصغری فلا یصح الاندراج الاتری ان ذا الجنابۃ الشاملۃ و الحدث اذا اغتسل کفاہ عن الوضوء و ان لم یجد ماء لغسلہ فتیمم کفاہ ایضا اما صاحب المقتصرۃ فی غیر اعضاء الوضوء و الحدث کمن اغتسل و بقیت ظہرہ مثلا ثم احدث فہذا اذا غسل ظہرہ تم غسلہ و خرج عن الجنابۃ لکن لا یکفیہ غسلہ ظہرہ عن الوضوء بل یجب علیہ ان یتوضأ او یتیمم للحدث ان لم یجد لہ الماء وما ھو الا لعدم اندراج الصغری فی تلک المقتصرۃ الکبری۔

حدث ہو ـــــ اور اس کی یہی شکل ہو گی کہ جنب وضو کرے یا اس کے اعضائے وضو پر پانی گزر جائے اور دیگر اعضا میں لمعہ رہ جائے پھر اسے حدث ہو تو اعضائے وضو پر حدث عارض ہو جائیگا۔ ایسی صورت میں اندراج کی کوئی وجہ نہیں کیونکہ (اصغر و اکبر کے) محل الگ الگ ہیں۔ اسی کی طرف مندرج کے تحت میں نے اپنے ان الفاظ سے اشارہ کیا کہ۔ "محل، محل کا جز ہے۔ اور مطہر، مطہر کا بعض ہے۔ اور یہاں پر علما کی یہی مراد ہے۔ جیسا کہ صدر الشریعۃ کے یہ الفاظ بتا رہے ہیں" اور پانی اس کی پشت کے لمعہ (چھوٹی ہوئی جگہ) تک نہ پہنچا ـــــ خاص طور سے پشت کو اس لیے ذکر فرمایا کہ یہ افادہ ہو سکے کہ کبریٰ غیر محلِ صغریٰ میں ہے اس لیے اندراج نہ ہو سکے گا۔

دیکھئے جنابت شاملہ اور حدث دونوں رکھنے والا جب غسل کرے تو یہی غسل وضو سے بھی کفایت کر جاتا ہے اور اگر غسل کے لیے پانی نہ ملنے کی وجہ سے تیمم کرے تو یہ بھی کافی ہوتا ہے ـــــ مگر وہ جو غیر اعضائے وضو میں جنابت مقتصرہ اور (اعضائے وضو میں) حدث رکھتا ہے ـــــ مثلاً وہ جس نے غسل کیا اور اس کی پیٹھ باقی رہ گئی پھر اسے حدث ہوا ـــــ تو یہ جب اپنی پیٹھ دھولے اس کا غسل مکمل ہو گیا اور وہ جنابت سے نکل گیا۔ لیکن اس کا اپنی پیٹھ دھو لینا وضو سے کفایت نہیں کر سکتا۔ بلکہ اس پر واجب ہے کہ وضو کرے یا اگر پانی نہ ملے تو حدث کے لیے تیمم کرے۔ یہ اسی لیے ہے کہ نجاست معنوی اس نجاست کبریٰ مقتصرہ میں مندرج نہیں۔ (ت)

فان قلت ہذا فی الماء فانہ[2] ایضا مطہر مقتصر علی ما یصیب بخلاف التیمم فانہ یعم جمیع البدن کالغسل۔

اگر سوال ہو کہ یہ تو پانی میں ہے کہ وہ بھی جس حصہ تک پہنچتا ہے اس کے لیے مطہر مقتصر ہے مگر تیمم کا یہ حال نہیں کیونکہ وہ غسل کی طرح پورے بدن کو ہمہ گیر اور عام ہے۔

اقول نعم یعم البدن لکن عملہ[3] فی

اقول ہاں بدن کو عام اور ہمہ گیر ہے لیکن

---

[1] شرح الوقایۃ باب التیمم مکتبہ رشیدیہ دہلی ۱/۱۰۴

الحدث هو الرفع لا تغييره عن صفته حتى يجعل المندرج غير مندرج او بالعكس بل انما يرفعه على ما هو عليه من الحال ان مندرجا فمندرجا او مستبدا فمستبدا فاذا اغتسل وبقيت لمعة فى ظهره ثم احدث فتيمم لهما ان الهما مغيّين الى وجدان الماء وهذه ثمرة عمومه لان يدرج نجاسة حكمية قائمة بالاعضاء الاربعة فى نجاسة اخرى قائمة بالظهر فتبقى كل منهما تنتظر الماء الكافى لها بحياله فاذا وجد وضوءً وجب عليه الوضوء ولو وجده قبل هذا التيمم لم يعد التيمم للحدث لان كل ناقض بقاءً مانع ابتداءً ويكون الماء محللا للصلاة بالنظر الى هذا المستقل المستبد الغير المنظور فيه الى الأخر ولم يجتمع الماء والتراب على طهارة بل توزعا على طهارتين مستقلتين فانحلت الشبهات جميعا والحمد لله رب العلمين وصلى الله تعالٰى على سيدنا و مولٰنا محمد و اٰله وصحبه اجمعين۔

حدث میں اس کا عمل یہی ہے کہ اسے دُور کر دے یہ نہیں کہ اس کی صفت بدل ڈالے اس طرح کہ مندرج کو غیر مندرج بنا دے یا اس کے برعکس۔ بلکہ صرف اتنا کرے گا کہ حدث جس حالت وصفت پر ہے اسی حال پر اسے رفع کر دے گا۔ مندرج ہے تو بحالت اندراج، مستقل ہے تو بحالت استقلال ـــــ اب دیکھیے جب اس نے غسل کیا اور اس کی پشت میں لمعہ باقی رہ گیا پھر اسے حدث ہوا، اب اس نے حدث و جنابت دونوں کے لیے تیمم کیا تو یہ تیمم دونوں کو پانی کی دستیابی تک کے لیے دُور کر دے گا ـــ یہی اس کے عموم اور ہمہ گیری کا ثمرہ ہے۔ یہ نہیں کہ ایک نجاست حکمیہ جو اعضائے اربعہ میں ہے اسے دوسری نجاست حکمیہ میں ـــ جو پشت میں ہے ـــ مندرج کر دے۔ اس لیے دونوں نجاستوں میں سے ہر ایک اپنے اپنے لیے مستقل طور پر ماءِ کافی کے انتظار میں رہے گی جس وقت اسے وضو کا پانی مل جائے اس پر وضو واجب ہو جائے گا ـــ اور اگر اس تیمم سے پہلے اسے وضو کا پانی ملتا تو وہ حدث کا تیمم کرنے سے مانع ہوتا اس لیے کہ ہر وہ جو بقاءً ناقض ہے ابتداءً مانع ہے ـــ اور پانی اس مستقل مستبد کے لحاظ سے جس میں دوسرے کی جانب نظر نہیں نماز کو مباح کرنے والا ہے ـــ اور ایک طہارت پر پانی اور مٹی کا اجتماع نہ ہوا بلکہ دونوں دو مستقل طہارتوں پر متفرق اور جُدا جُدا ہیں ـــ تمام شبہات حل ہو گئے اور ساری تعریف خدائے رب العٰلمین کے لیے ہے۔ اور اللہ تعالٰی کی طرف سے ہمارے آقا و مولٰی محمد اور ان کی آل و اصحاب سب پر درود ہو۔ (ت)

اقول ومن ههنا ظهر ولله الحمد ان مَن اجنب فتيمم فاحدث فتوضأ فمر بنهر

اقول یہیں سے بحمدہ تعالٰی یہ بھی ظاہر ہوا کہ جسے جنابت ہوئی تو اس نے تیمم کیا پھر اسے حدث ہوا تو اس نے وضو کیا پھر کسی دریا کے

وقدر[عه] على الاغتسال فلم يغتسل عاد جنبا
غير محدث بالحدث الاصغر لان الجنابة انما
تعود فيما لم يصبه الماء من اعضائه و
بوضوئه السابق مر الماء على اعضاء
الوضوء فلا تعود اليها جنابة الا بسبب جديد
كما بينا في الافادة الاولى ونقلنا التنصيص
به عن الغنية والبدائع فهذا[1] ان حدث
ولو قبل التيمم للجنابة العائدة ووجد وضوء
وجب عليه الوضوء قطعا لان هذا حدث
طرء على طهر فينقضه ولا يكفيه تيممه الأن
لانه لجنابة مقتصرة في غير اعضاء الوضوء
فلم يندرج الحدث فيه وبقي مستقلا بحياله
نعم يرتفع[2] بتيممه للجنابة العائدة ان
لو كان عاجزا عن الوضوء ايضا لان التيمم وان
كان لجنابة قدر ظفر لعم البدن فاذا وجد شرطه و
هو العجز عن الماء في اعضاء الوضوء ايضا طهرها ايضا
اما وهو قادر على الوضوء فلا لفقد الشرط[3] وبالجملة اذا
استقل الحدثان فالتيمم لهما وان كان واحدا بالصورة
تيممان معنى ينظر في كل منهما الى شرطه فحيث تحقق
يصح في حقه وحيث لا لا بخلاف
تيمم[4] جنب ذي حدث مندرج فانه تيمم

پاس سے گزرا اور غسل پر قادر ہوا مگر اس نے غسل
نہ کیا تو وہ پھر جنب ہو گیا لیکن محدث بہ حدث اصغر
نہ ہوا —— اس لیے کہ جنابت ان ہی اعضاء
میں عود کرے گی جنہیں پانی نہ پہنچا اور اعضائے وضو
پر اس کے وضوئے سابق کی وجہ سے پانی گزر گیا
تو ان پر جنابت بغیر کسی سبب جدید کے عود نہ کرے گی
جیسا کہ ہم نے افادۂ اولیٰ میں بیان کیا۔ اور اس
کی تصریح غنیہ اور بدائع سے نقل کی —— پھر اس
کو اگر حدث ہو۔ اگرچہ لوٹ آنے والی جنابت کا
تیمم کرنے سے پہلے ہو —— اور وہ آب وضو پائے تو
اس پر وضو قطعاً واجب ہے۔ اس لیے کہ یہ ایسا
حدث ہے جو طہارت پر طاری ہوا تو اسے توڑ دے گا۔
اور اس وقت اس کا تیمم کرنا اسے کفایت نہیں کر سکتا
اس لیے کہ وہ اس جنابت کے لیے ہے جو غیر اعضائے وضو
میں مقتصر ہے تو حدث اس میں مندرج نہ ہوا اور الگ
مستقل رہ گیا —— ہاں اس کا حدث لوٹ
آنے والی جنابت کا تیمم کرنے سے اٹھ جائے گا اگر
وہ وضو سے بھی عاجز ہو۔ کیونکہ تیمم اگرچہ ناخن برابر
جنابت کے لیے ہو لیکن تمام بدن کو عام ہوتا ہے۔
توجب اس کی شرط —— اعضائے وضو میں بھی

عه قال الامام فقيه النفس علم به
اقول والمراد القدرة فان العلم لا يستلزم
القدرة والقدرة تستلزم العلم ١٢ منه
غفرله - (م)

امام فقیہ النفس نے فرمایا: دریا کا اسے علم ہوا
اقول مراد قدرت ہے اس لیے کہ علم ہونا قدرت
کو مستلزم نہیں اور قادر ہونا علم کو مستلزم ہے
١٢ منہ غفرلہ۔ (ت)

واحد صورۃ ومعنی لاجل الاندراج وههنا
لا اندراج الا ترى الى ما قدمنا عن الكافى
الأن من ايجاب الوضوء عليه اذا وجد ماء
كافيا له باتفاق الامامين وان قال الامام
الثانى بصرف حكم الوضوء عنه لعارض وسيجئ
فى الرسالة التالية ان الاصح قول محمد و
هذه عين الجزئية المطلوبة فانه جنب ذو لمعة
وقد احدث قبل التيمم لها فوجب الوضوء
عليه وكذلك هو مفاد المنية على نسخة
المتن كما قدمنا وكذلك نص عليه فى شرح
الوقاية كما تقدم وقد اقره المحشون والناظرون
ولم يستشكله احد كما استشكلوا جميعا قوله
فى صدر الباب؛ وما هو الا لان ما ههنا
حدث مستقل فلا يحوم حول ايجاب الوضوء
فيه شبهة ولا ارتياب؛ وههنا تعود
جميع الابحاث التى اوردناها فى الافادة
العاشرة على طريقة السؤال؛ ودفعناها بعدم
الاستقلال؛ فترد الأن ولا مرد لشئ
منها ولا زوال؛ ورحم الله الفاضل البرجندى
والعلماء جميعا اذ صور وجود الجنابة من دون
حدث بثلاث صور اولها هذه ولما اتى على
استظهار عدم وجوب الوضوء خص الكلام
بالاخريين وجعل هذه بمعزل عنه كما نقلنا
كلامه آخر الدلائل وتممته فى الاشكال
الخامس لان هذه لا يرتاب فيها وجوب

پانی سے عجز ——— پائی جائے تو انھیں بھی پاک کرے گا۔
مگر وضو پر قدرت کی حالت میں پاک نہ کرے گا اس لئے
کہ شرط مفقود ہے ——— خلاصہ یہ کہ جب دونوں حدث
مستقل ہوں تو ان کے لیے تیمم اگرچہ صورۃً ایک ہو
معنًی دو تیمم ہوں گے ہر ایک میں اس کی شرط پر نظر
کی جائے گی جہاں جس کی شرط متحقق ہو اس کے حق میں
وہ تیمم صحیح ہوگا جہاں شرط نہ متحقق ہو صحیح نہیں ہوگا۔
مگر حدث مندرج والے جنب کا تیمم اس کے برخلاف
ہے اس لیے کہ اندراج کی وجہ سے وہ صورۃً بھی ایک
تیمم ہے اور معنًی بھی ——— اور یہاں اندراج نہیں ———
وہی عبارت دیکھ لیجئے جو ابھی ہم نے کافی کے حوالے سے
پیش کی ہے کہ باتفاق امام اعظم و امام محمد علیہما الرحمۃ
اس پر وضو کے لیے کافی پانی کی دستیابی کی صورت
میں وضو واجب ہے اگرچہ امام ثانی (ابو یوسف) کا قول ہے کہ اس سے
وضو کا حکم عارضہ کے سبب ساقط ہو جائیگا اور آنیوالے رسالہ میں
یہ بات آرہی ہے کہ اصح قول امام محمد کا ہے اور یہ بعینہٖ ہمارا مطلوب
جزئیہ ہے اس لیے کہ وہ لمعہ والا جنب ہے جسے تیمم جنابت سے پہلے حدث بھی
لاحق ہو تو اس پر وضو واجب ہو گیا۔ اسی طرح شرح وقایہ میں بھی
اس کی تصریح ہے جیسا کہ گزرا۔ اسے محشین اور ناظرین
نے برقرار بھی رکھا اور کسی نے اس میں اشکال نہ محسوس
کیا جیسے شروع باب میں ان کے قول میں سبھی حضرات
نے اشکال سمجھا ——— اس کی وجہ یہی ہے کہ وہاں جو
کلام ہے وہ حدث مستقل کے بارے میں ہے تو اس
میں ایجاب وضو کے گرد کسی شک و شبہہ کا گزر نہیں۔
اور یہاں وہ ساری بحثیں آجاتی ہیں جنہیں ہم افادۂ دہم

الوضوء نعم لو تیمم ثم احدث ولم یتوضأ
ثم مر بماء وجاوزہ فھذا وان وجد وضوء
لا وضوء علیہ سواء احدث او لم یحدث لان الحدث بعد
ما کان مستقلا صار مندرجا لعود الجنابۃ
الی اعضاء الوضوء وکذا کل حدث یحدث بعدہ
مالم یحدث بعد رفع الجنابۃ العائدۃ عن
اعضاء الوضوء بعضا او کلا بماء او تراب فظہرت
ما وقع فی مسألۃ الجنب المذکورۃ فی الخانیۃ
الشریفۃ من قولہ احدث او لم یحدث سبق
قلم من الامام الاجل فقیہ النفس رحمہ اللہ
تعالٰی رحمۃ واسعۃ ورحمنا بہ فی الدنیا و
الاخرۃ اٰمین ولا غرو فلکل جواد کبوۃ و لکل
صارم نبوۃ ولا عصمۃ الا لکلام الالوھیۃ
ثم النبوۃ والمسألۃ قد ذکرھا محرر المذھب
محمد رضی اللہ تعالٰی عنہ فی کتاب الاصل
لم یذکر فیہ احدث او لم یحدث وھکذا اثرہ
فی الخلاصۃ اذ قال رجل تیمم للجنابۃ وصلی
ثم احدث ومعہ من الماء قدر ما یتوضؤ
بہ لصلاۃ یتوضؤ بہ لصلاۃ اخری فان توضأ بہ ولبس خفیہ
ثم مر بالماء ولم یغتسل حتی صار عادم
الماء ثم حضرت الصلاۃ و معہ من الماء
قدر ما یتوضؤ بہ فانہ یتیمم ولا یتوضؤ
فان تیمم ثم حضرت الصلاۃ الاخری
وقد سبقہ الحدث فانہ یتوضؤ بہ و
ینزع خفیہ وان لم یکن مر بماء قبل

میں بطور سوال لائے اور انھیں عدم استقلال کے جواب سے
دفع کیا وہ اب پھر وارد ہوں گی اور ان میں سے کوئی تردد
ہو سکتی ہے نہ ٹل سکتی ہے۔ خدا کی رحمت ہو فاضل برجندی
— اور تمام علماء — پر کہ فاضل موصوف نے بغیر حدث
کے جنابت پائے جانے کی تین صورتیں پیش کیں جن میں
پہلی صورت یہی ہے — اور جب عدم وجوب وضو
کے بارے میں اپنی رائے کے اظہار پر آئے تو صرف
بعد والی دونوں صورتوں سے متعلق کلام کیا اور اسے
معرضِ کلام سے بالکل الگ رکھا جیسا کہ دلائل کے آخر
میں ہم نے ان کا کلام نقل کیا اور اس کا تکملہ اشکال پنجم
میں ہے کیونکہ اِس سے متعلق وجوب وضو میں کوئی شک
نہیں — ہاں اگر تیمم کر لیا پھر اسے حدث ہوا اور
وضو نہ کیا پھر (نہانے کے قابل) پانی کے پاس سے
گزرا اور اسے چھوڑ کر آگے چلا گیا — تو اس
شخص کے پاس اگرچہ آبِ وضو موجود ہے مگر اس
پر وضو نہیں خواہ اسے حدث ہو یا نہ ہو —
اس لیے کہ اس کا حدث پہلے اگرچہ مستقل تھا مگر اب
اعضائے وضو میں جنابت لوٹ آنے کی وجہ سے مندرج
ہو گیا۔ اسی طرح عودِ جنابت کے بعد جو بھی حدث ہوگا
(سب مندرج ہو جائے گا) بشرطیکہ عود کرنے والی
جنابت کو پانی یا مٹی کے ذریعہ اعضائے وضو سے کُلّاً یا بعضاً
رفع کرنے کے بعد وُہ حدث نہ پیدا ہوا ہو (کہ ایسا
حدث مندرج نہ ہوگا) اس سے ظاہر ہوا کہ جنب کے
مذکورہ مسئلہ میں خانیہ شریف میں واقع یہ عبارت
احدث او لم یحدث " (اسے حدث ہو یا نہ ہو)
امام اجل فقیہ النفس کی سبقتِ قلم سے صادر ہوئی۔

17/17

ذلك مسح علی خفیہ الکل فی الاصل[1] اھ ھذا ما عندی والعلم بالحق عند ربی انہ بکل شیئ علیم۔

خدا نے برتر انہیں اپنی وسیع رحمت سے نوازے اور ان کی برکت سے دنیا و آخرت میں ہم پر بھی رحم فرمائے۔ یہ کوئی حیرت انگیز امر نہیں کیونکہ ہر اسپ خوش رفتار کو ٹھوکر بھی لگتی ہے اور ہر شمشیر برّاں کو ناموافقت سے بھی دوچار ہونا پڑتا ہے۔ عصمت تو صرف کلامِ الوہیت پھر کلامِ نبوت کو ہے ــــ یہ مسئلہ محرر مذہب امام محمد رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کتاب الاصل (مبسوط شریف) میں بیان کیا ہے۔ اس میں "احدث اولم یحدث" ذکر نہ فرمایا۔ خلاصہ میں ان کی عبارت اسی طرح نقل فرمائی ہے جو درج ذیل ہے: "ایک شخص نے جنابت کا تیمم کیا اور نماز ادا کی پھر اسے حدث ہوا اور اس کے پاس اتنا پانی ہے جس سے وضو کرسکتا ہے تو اس سے دوسری نماز کے لیے وضو کرے گا۔ اگر اس سے وضو کرلیا اور موزے پہن لیے پھر پانی کے پاس سے گزرا اور غسل نہ کیا یہاں تک کہ پانی اس کے لیے معدوم ہوگیا پھر نماز کا وقت آیا اب اس کے پاس بقدرِ وضو پانی ہے تو وہ تیمم کرے گا اور وضو نہیں کرے گا۔ اگر اس نے تیمم کرلیا پھر دوسری نماز کا وقت اس حالت میں آیا کہ اسے حدث لاحق ہو چکا تو اس پانی سے وہ وضو کرے گا اور اپنے موزے اتارے گا ــــ اور اگر اس سے پہلے وہ پانی سے نہ گزرا تھا تو اپنے موزوں پر مسح کرے ــــ یہ سب اصل (مبسوط) میں ہے اھ یہ وہ ہے جو میرے نزدیک ہے۔ اور حق کا علم میرے رب کے یہاں ہے یقیناً وہ ہر شے کا علم رکھتا ہے۔ (ت)

الافادہ ۱۲

تقریری ھذا فتح وللہ الحمد بابا اٰخر للتاویل **فاقول** مع علی معناھا ولا نتصرف فی شیئ من الالفاظ ونقول الجنابۃ اذا شملت لم یظھر معھا حدث بل انہ مج فیھا واستھلك کالمذی فی المنی فی حکم الطھارۃ فمعیتھما لاتکون الا باستقلالھما وذلك فی جنابۃ مقتصرۃ لاتشتمل محل الحدث طرا ولا یکون الا بان یتوضأ بعد الجنابۃ کلا اوبعضا ثم یحدث کما تقدم والفرض ان الماء یکفی للحدث لا للجنابۃ فیجب ان تکون

افادہ ۱۲: میری اس تقریر نے بحمدہٖ تعالٰی تاویل کا ایک اور دروازہ کھولا **فاقول** (تو میں کہتا ہوں) عبارت شرح وقایہ میں مع اپنے معنی پر رہے اور ہم کسی لفظ میں تصرف نہیں کرتے۔ ہم کہتے ہیں جنابت جب شاملہ ہو اس کے ساتھ کوئی حدث ظاہر نہ ہوگا بلکہ اسی میں مل جائیگا اور غائب و مستہلک ہوجائے گا جیسے حکمِ طہارت میں منی کے اندر مذی کے غیاب و استہلاک کا حال ہے۔ تو حدث و جنابت دونوں ایک ساتھ اسی وقت ہوں گے جب دونوں مستقل ہوں۔ یہ اس جنابت مقتصرہ میں ہوگا جو

---

[1] خلاصۃ الفتاوٰی تحت من المتیمین مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۱/۳۸

الجنابة فی محل اکبر من اعضاء الوضوء و حینئذ لا شك انه اذا وجد وضوء یجب علیه الوضوء بالاتفاق لان تیممه یکون للجنابة خاصة ولا یرفع الحدث لکونه مستبدا بالحکم والماء کاف له والحمد للّٰه حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیه ؛ وصلی اللّٰه تعالٰی علٰی سیدنا ومولٰنا محمّد واٰله وذویه ؛ اٰمین۔

پورے محلِ حدث کو شامل نہ ہو ــــ اس کی صورت یہی ہوگی کہ جنابت کے بعد کُلاً یا بعضاً وضو کرے پھر اسے حدث ہو جیسا کہ پہلے ذکر ہوا۔ اور فرض یہ کیا گیا ہے کہ پانی حدث ہی کے لیے کفایت کر رہا ہے جنابت کے لیے نہیں۔ تو ضروری ہے کہ جنابت اعضائے وضو سے زیادہ بڑے حصے میں ہو ــــ جب یہ صورت ہو تو بلاشبہہ آبِ وضو ملنے کے وقت اس پر بالاتفاق وضو واجب ہوگا اس لیے کہ اس کا تیمم خاص جنابت کے لیے ہوگا اور حدث رفع نہ کرے گا کیونکہ حدث تو اپنا مستقل حکم رکھتا ہے۔ اور اس کے لیے بقدرِ کفایت پانی موجود ہے ــــ اور ساری حمد خدا کے لیے ہے کثیر پاکیزہ بابرکت حمد ــــ اور خدائے برتر کی طرف سے ہمارے آقا و مولٰی محمد اور ان کی آل اور ان کے سبھی لوگوں پر درود ہو۔ الٰہی! قبول فرما۔ (ت)

فظهر ان معنی کلام الامام ان الحدث علی ثلثة انواع الاول من به جنابة وحدها سواء لم یکن معها حدث اصلا کما مر تصویره اوکان وهو مغمور مستهلك فیها کجنب لم یمس ماء اوغسل بدنه ماعدا اعضاء الوضوء اوغسل غیرها وغیر حصة اخری ثم احدث فی الکل قبل ان یتطهر لها والثانی من به جنابة معها حدث کجنب توضأ اوغسل بعض اعضاء وضوئه فقط او مع غیرها من سائر البدن کلا او بعضا ثم احدث قبل التیمم لها اوفعل ذلك وفقد الماء وتیمم لها ثم احدث ثم مر بماء یکفی لها فلم یغتسل والثالث من به حدث وحده وهو ظاهر وهذه احکامها اما القسم الاول

اس سے ظاہر ہوا کہ امام صدر الشریعۃ کے کلام کا معنی یہ ہے کہ حدث کی تین قسمیں ہیں :

اوّل وُہ جسے صرف جنابت ہے خواہ اس کے ساتھ کوئی حدث بالکل نہ ہو۔ جیسا کہ اس کی صورت کا بیان گزرا ــ یا حدث ہو تو وہ جنابت ہی میں مختفی و مستہلک ہو جیسے وُہ جنب جس نے پانی مَس نہ کیا۔ یا اعضائے وضو کے ماسوا بدن دھولیا ــ یا اعضائے وضو اور کسی دوسرے حصّہ کو چھوڑ کر باقی سب دھولیا۔ پھر ان سبھی صورتوں میں جنابت سے پاکی حاصل کرنے سے پہلے اسے حدث ہوا۔

دوم وُہ جسے ایسی جنابت ہے جس کے ساتھ کوئی حدث بھی ہے۔ جیسے وہ جنب جس نے وضو کرلیا ــ یا صرف بعض اعضائے وضو دھولیے ــــ یا بعض اعضائے وضو باقی بدن میں سے کل یا بعض

(اذاکان للجنب) المتفرد بالجنابة بدلیل المقابلة (ما یکفی للوضوء لا للغسل) ای ازالة الجنابة الشاملة کما فی الصورة الاولیٰ او غیرھا کما فی الاخیرتین فانه (یتیمم لا یجب علیه التوضی عندنا) اذ لا حدث معه یستقل بحکم والفرض انه لا یخرجه عن جنابته فکان وجوده و عدمه سواء (خلافا للشافعی) رضی اللہ تعالیٰ عنه لما علمت و (اما القسم الثانی (اذاکان مع الجنابة حدث یوجب الوضوء) مستبد بالحکم (فانه یجب علیه الوضوء) قطعا لان حدثه مستقل و قد قدر علی ما یکفی لازالته ولا یکفیه التیمم (فان)[عــه] (التیمم الذی یفعله انما یکون (للجنابة) خاصة لعدم الاندراج فیلزم الوضوء (بالاتفاق و) اما القسم الثالث (اذاکان للمحدث) المتفرد بالحدث (ما یکفی لغسل بعض اعضائه

کے ساتھ دھو لیے پھر جنابت کا تیمم کرنے سے پہلے اسے حدث ہوا — یا اتنا اس نے کیا اور پانی ختم ہوگیا اور جنابت کا تیمم کیا پھر اسے حدث ہوا پھر اتنے پانی کے پاس سے گزرا جو جنابت کے لیے کافی تھا مگر اس نے غسل نہ کیا۔

سوم وہ جسے صرف حدث ہو۔ یہ ظاہر ہے۔
اور تینوں قسموں کے احکام یہ ہیں۔ لیکن قسم اول (جب جنب کے پاس) وہ جسے صرف جنابت ہو اس قید کی دلیل یہ ہے کہ مقابلہ میں ایسا جنب مذکور ہے جس کے ساتھ حدث بھی ہے (اتنا پانی ہو جو وضو کے لیے کافی ہو غسل کے لیے نہیں) یعنی جنابت شاملہ دُور کرنے کے لیے نہیں جیسا کہ پہلی صورت میں ہے۔ یا غیر جنابت شاملہ کے لیے نہیں جیسا کہ بعد والی دونوں صورتوں میں ہے۔ (تو وہ تیمم کرے گا اور ہمارے نزدیک اس پر وضو واجب نہیں) اس لئے کہ اس کے ساتھ کوئی ایسا حدث نہیں جو مستقل

[عــه] هذا علی التعلیل وان جعلنا الفاء للتفریع امکن تعلق قوله بالاتفاق بما یلیه علی تقدیر تأخر التیمم عن الوضوء فیکون المعنی (یجب علیه الوضوء) فاذا توضأ (فالتیمم) الذی یفعله بعد یبقی (للجنابة بالاتفاق) لارتفاع الحدث بالوضوء و نفاد الماء بعده ولکن الاول هو الاولیٰ کما لا یخفی ۱۲ منه غفر له (م)

یہ اس تقدیر پر ہے کہ ف برائے تعلیل ہے۔ اور اگر فاء برائے تفریع مانیں تو ان کے قول بالاتفاق کا تعلق اسی عبارت سے ہوگا جس سے یہ متصل ہے اس تقدیر پر کہ تیمم وضو کے بعد ہو تو معنی یہ ہوگا (اس پر وضو واجب ہے) تو جب وہ وضو کرلے (تو تیمم) جسے وہ بعد میں ہی کرے گا (بالاتفاق جنابت کیلئے) باقی رہے گا کیونکہ حدث وضو سے رفع ہوگیا اور اس کے بعد پانی بھی ختم ہوگیا لیکن اول اولیٰ ہے جیسا کہ مخفی نہیں ۱۲ منہ غفرلہ (ت)

فالخلاف) بیننا وبین الشافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ (ثابت ایضاً [1]) فی وجوب صرف ذٰلک الماء وعدمہ وھٰذا کما تری بحمد اللہ تعالٰی احق باسم الشرح من اسم التاویل اذ لیس فیہ صرف لفظ عن معناہ اصلا وانا اجعلہ ھدیۃ لروح الامام صدر الشریعۃ ؛ جعلہ اللہ تعالٰی لاصلاح احوالی ومغفرۃ ذنوبی ذریعۃ ؛ انہ ھو الرؤف الرحیم ؛ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ؛ والحمد للہ حمدًا کثیرا طیبا مبارکا فیہ ؛ وصلی اللہ تعالٰی علٰی سیدنا ومولٰنا **محمد** واٰلہ وذویہ ؛ اٰمین۔

حکم رکھتا ہو۔ اور فرض یہ کیا گیا ہے کہ وُہ پانی اسے جنابت سے نکال نہیں سکتا تو اس کا ہونا نہ ہونا برابر ہے (بخلاف امام شافعی کے) رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ اس کی وجہ معلوم ہو چکی (لیکن) قسم دوم (جنبِ جنابت کے ساتھ کوئی ایسا حدث ہو جو وضو واجب کرتا ہے) جبکہ حدث اپنا مستقل حکم رکھتا ہو (تو اس پر وضو واجب ہے) قطعاً۔ کیونکہ اس کا حدث مستقل ہے اور اسے اتنے پانی پر قدرت بھی ہے جو اس حدث کو دُور کرنے کے لیے کافی ہے۔ اور اس کے لیے تیمم کفایت نہیں کرسکتا اس لیے (کہ تیمم) جو وہ کر رہا ہے صرف (جنابت کے لیے ہے) کیونکہ حدث اس میں مندرج نہیں۔ تو وضو لازم ہے (بالاتفاق)۔ رہی قسم سوم (جنب محدث) جو صرف حدث والا ہے (کہ) اس کے پاس اتنا پانی ہو جو اس کے بعض اعضاء کے دھونے کے لیے کفایت کرے تو بھی اختلاف) ہمارے اور امام شافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے درمیان (ثابت ہے) اس بارے میں کہ اس پانی کو صرف کرنا واجب ہے یا نہیں۔ [ان کے نزدیک ہے ہمارے نزدیک نہیں ۱۲ ام الف) یہ توضیح جیسا کہ ناظرین کے سامنے ہے تاویل سے زیادہ شرح کا نام دیے جانے کی مستحق ہے۔ کیونکہ اس میں کسی لفظ کو اس کے معنی سے پھیرنا بالکل نہیں ـــ میں اسے امام صدر الشریعۃ کی روح پاک کے لیے ہدیہ کرتا ہوں۔ انہیں خدائے برتر میرے احوال کی اصلاح اور میرے گناہوں کی مغفرت کا ذریعہ بنائے۔ اور خدا ہی کے لیے حمد ہے کثیر پاکیزہ بابرکت حمد ـــ اور خدائے برتر کی طرف سے ہمارے آقا و مولٰی محمد، ان کی آل اور ان کے سبھی لوگوں پر درود ہو۔ الٰہی قبول فرما۔ (ت)

خلاصہ تحقیقات ان چند مسائل سے واضح **تنبیہ** ان مسائل میں ہم جہاں جنابت کا لفظ لکھیں گے اُس سے مراد حدث اکبر ہے یعنی جس سے نہانا واجب ہوتا ہے خواہ جنابت ہو یا انقطاعِ حیض و نفاس اور لفظ حدث سے خاص حدث اصغر مراد ہے یعنی جس سے صرف وضو واجب ہوتا ہے **اقول** وباللہ التوفیق۔

مسئلہ (۱) جنابت باقی ہونے کی حالت میں جب حدث پایا جائے (خواہ جنابت سے پہلے کا ہو

[1] ماخوذ من شرح الوقایۃ باب التیمم المکتبۃ الرشیدیۃ دہلی ۱/۹۵

جیسے سو کر اٹھا اور نہانے کی حاجت پائی بلکہ یہ صورت ہر انزال میں ہے کہ اُس سے پہلے خروج مذی ہے یونہی غیبوبت حشفہ سے پہلے مباشرت فاحشہ یا اُس سے بعد کا جیسے جماع کے بعد پیشاب کیا یا اس کے ساتھ کا جیسے جنابت کے لیے تیمم کیا پھر حدث ہوا وضو کیا پھر پیشاب کو بیٹھا اور اس کا پہلا قطرہ نکلنے کے ساتھ قابلِ غسل پانی موجود ہونے کا علم ہوا یا عورت کو پہلی ہی بار دس دن دو منٹ خون آیا تو جس وقت دس رات دن کے گھنٹے منٹ ختم ہوئے وہی وقت اس کے انقطاعِ حیض اور اس پر وجوبِ غسل کا تھا اور ساتھ ہی ہنوز جریانِ خون باقی ہے اب یہ استحاضہ اور حدثِ اصغر ہے اگرچہ یہاں معیت بمعنی اتصالِ حقیقی ہے کہ ایک آن کا بھی فاصلہ نہیں بلکہ ایک ہی آن فصلِ مشترک ہے کہ اس پر حیض ختم اور اُسی سے استحاضہ شروع) بالجملہ جب حدث و جنابت ایک وقت میں جمع ہوں اگرچہ اُن کے حدوث میں تقدم تاخر معیت کچھ بھی ہو اس کی دو قسمیں ہیں :

اوّل : کل یا بعض اعضائے وضو جتنی جگہ حدث ہے جنابت اُس سب جگہ کو محیط ہو حدث کا کوئی حصہ محلِ جنابت سے باہر نہ ہو عام ازیں کہ جنابت بھی صرف اتنی ہی جگہ ہو یا اُس کے علاوہ اور بھی ہم نے اس کا نام حدث مندرج یا مندمج رکھا اس کی بارہ صورتیں ہیں کہ اگر حدث کل اعضائے وضو میں ہے تو جنابت بھی کل میں ہے یا حدث بعض میں ہے تو جنابت کل یا اعضائے وضو سے اُس بعض یا اُس کے ساتھ بعض باقی کے بھی ایک حصہ میں ہے یہ چار شکلیں ہوئیں اور ہر شکل پر ممکن کہ جنابت صرف یہیں ہو یا اس کے ساتھ باقی بدن کے بعض یا کل میں بھی تو بارہ ہو گئیں مثلاً :

(۱) جنب محدث نے وضو نہ کیا باقی کل بدن دھو لیا کہ حدث و جنابت صرف کل اعضائے وضو میں ہیں یا باقی بعض بدن دھویا کہ حدث کل اعضائے وضو اور جنابت اُن کے ساتھ باقی بدن کے بھی بعض میں ہے یا اصلاً پانی نہ چھوا کہ حدث اُس کل اور جنابت سارے بدن میں ہے۔

(۲) محدث نے بعض اعضائے وضو دھو لئے کہ حدث بعض میں رہا پھر بلا حدث جنابت ہوئی جس کی تصویر اوپر گزری اب یہ جنابت کل اعضائے وضو میں ہے اور وہی صورتیں ہیں کہ باقی بدن کل یا بعض دھو لیا یا کچھ نہیں۔

(۳) جنب محدث نے بعض اعضائے وضو دھو لیے اور باقی بدن کل یا بعض یا کچھ نہیں۔

(۴) محدث نے مثلاً دو عضو وضو دھو لیے پھر جنابت بے حدث ہوئی اور اُن دو میں کا ایک ہی دھویا کہ حدث دو عضو باقی میں ہے اور جنابت اُن دو اور اُن کے سوا تیسرے میں بھی اور باقی بدن کل یا بعض دھویا یا کچھ نہیں۔

تنبیہ اقول اندراجِ حدث کی چھ صورتیں جن میں جنابت اعضائے وضو میں محلِ حدث سے زائد میں ہے یعنی ۴ - ۵ - ۶ - ۱۰ - ۱۱ - ۱۲ اُسی حالت میں ممکن ہیں کہ جنابت حدث کے بعد ہو کہ یہاں یہ درکار کہ اعضائے وضو میں بعض جگہ حدث نہ ہو اور جنابت ہو اگر حدث متاخر ہوا تو اس بعض سے اس کا ارتفاع دھونے

ہی سے ہوگا اور دھونا جنابت کو بھی زائل کردے گا۔ ہاں باقی چھ میں حدث وجنابت کا تقدم وتاخر دونوں ممکن و لہذا ہم نے اُن میں جنب محدث کہا کہ ہر صورت کو محتمل رہے وباللہ التوفیق۔

دوم: حدث کل یا بعض محل جنابت سے جُدا ہو اسے حدث مستقل یا مستبد کہیے۔ اُس کی دس صورتیں ہیں کہ حدث کُل یا بعض اعضائے وضو جتنی جگہ میں ہو جنابت اُس جگہ کے بعض میں ہو یا اعضائے وضو میں اصلاً نہ ہو یہ بھی چار شکلیں ہُوئیں مگر دو پہلی بدستور ثلاثی ہیں اور دو پچھلی کہ اعضائے وضو میں اصلاً نہ ہو تنائی کہ باقی بدن کے بعض یا کُل کے سوا اصلاً نہ ہونے کا احتمال نہیں کہ کلام اجتماع جنابت وحدث میں ہے لہذا یہ دس ہی صورتیں رہیں، مثلاً:

(۱) جنب نے صرف بعض اعضائے وضو یا اُن کے ساتھ باقی کل یا بعض بدن دھولیا پھر حدث ہوا کہ یہ کُل اعضائے وضو میں ہے۔

(۲) جنب نے صرف پورا وضو کیا یا باقی بدن کا بھی ایک حصّہ دھویا پھر حدث ہوا۔

(۳) جنب نے فقط ہاتھ یا غیر اعضائے وضو کا کُل یا بعض بھی دھویا پھر حدث ہُوا اور پاؤں دھوئے کہ پاؤں سے جنابت وحدث دونوں زائل ہوگئے اور حدث باقی تین اعضا میں ہے اور جنابت اُن میں سے صرف دو میں کہ بعد جنابت ہاتھ دھوچکا ہے۔

(۴) جنب نے فقط وضو یا باقی بدن کا بھی بعض دھویا پھر حدث ہُوا اور بعض اعضائے وضو دھوئے۔

اقول یہاں کلیہ یہ ہے کہ جنابت کے بعد جو عضو وضو دُھل چکا اُس میں حدث مستقل ہے خواہ جمیع اعضائے وضو ہوں کہ اس وقت پورا حدث مستقل ہوگا جیسے ۴-۵-۹-۱۰ میں یا بعض اس وقت یہی ٹکڑا مستقل ہوگا جو اس بعض میں ہے باقی بدستور تابع جنابت رہے گا جیسا باقی ۶ میں۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

تنبیہ اقول استقلال حدث نہیں ہوتا مگر جبکہ حدث جنابت کے بعد ہو کہ یہاں یہ درکار کہ جنابت محل حدث میں اصلاً نہ ہو یا ہو تو اُس کے بعض میں ہو اگر حدث پہلے ہو تو یہ ناممکن ہے کہ جنابت لاحقہ کل یا بعض محل حدث سے بے دھوئے نہ اُٹھے گی اور دھونا حدث سابق کو بھی زائل کردے گا۔

ثم اقول تفصیل مقام یہ ہے کہ یہاں چونتیس احتمال عقلی ہیں کہ حدث اگر کُل اعضائے وضو میں ہے تو جنابت کُل یا بعض میں ہو یا ان میں کہیں نہیں اور اگر حدث بعض میں ہے تو جنابت کُل اعضائے وضو یا اُسی حدث والے حصّے کے کُل یا بعض یا بعض دیگر کے کُل یا بعض یا بعض اول کے کُل اور دیگر کے بعض یا بالعکس یا دونوں بعضوں کے بعض یا کسی میں نہیں۔ یہ بارہ شکلیں ہوئیں جن میں سوم و دوازدہم بوجہ مذکور ثنائی ہیں اور باقی دس ثلاثی۔ ان میں بارہ صورتیں کہ جنابت بعض دیگر کے کُل یا بعض میں ہو خواہ تنہا یا بعض حدثی کے بعض

کے ساتھ کہ ۷ و ۸ و ۱۰ و ۱۱ ہیں اور ہر ایک ثلاثی محال ہیں کہ ان سب صورتوں کا حاصل یہ ہوا کہ اعضائے وضو کا دوسرا حصّہ جسے بعض دیگر کہا تھا حدث سے بالکل خالی ہے اور اُس کے کُل یا بعض میں جنابت ہے اور پہلے حصّے کے کُل میں حدث ہے اور اس میں جنابت اصلاً نہیں یا بعض میں ہے اب اگر جنابت پہلے ہے اُس کے بعد حدث ہوا تو دوسرا حصّہ بے پُورا دھوئے حدث سے کیونکر خالی ہوسکتا ہے اور جب دھویا جائے گا جنابت کو بھی رفع کر دیگا اُس کے کُل یا بعض میں کیسے رہ سکتی ہے اور حدث پہلے ہے اُس کے بعد جنابت بے حدث ہُوئی تو پہلے حصے کا جب تک کُل یا بعض نہ دھویا گیا اس سے جنابت کیونکر اُٹھی اور اگر دھویا گیا تو کُل یا بعض سے حدث بھی دُھل گیا اُس کے کُل میں کیسے رہ سکتا ہے اور اگر حدث و جنابت ساتھ ہوں تو دونوں استحالے ہیں لہٰذا ان ۳۴ میں سے ۲۲ ہی رہیں ۱۲ مندرج ۱۰ مستقل۔

مسئلہ ۲: حدث مندرج کوئی حکم جُداگانہ نہیں رکھتا جنابت کے اندر مستہلک و مستغرق ہوجاتا ہے جیسے منی میں مذی۔ اس کی بارہ[۱۲] صورتوں سے ۱ و ۷ جن میں جنابت و حدث باہم منطبق ہیں ایک دوسرے سے باہر نہیں یہ تو حاجت بیان سے مستغنی ہیں کہ پانی پہلی صورت میں وضو یا ساتویں میں تکمیل وضو کو کافی ملا تو ضرور استعمال کرے گا اُسی میں جنابت و حدث دونوں زائل ہوجائیں گے۔ نہ ملا نہ کرے گا دونوں رہیں گے، ہاں باقی دس صورتوں میں اندراج کا اثر ان احکام سے ظاہر ہوگا۔

مسئلہ ۳: صورت سوم میں کہ پُورا نہانا درکار ہے اور کُل اعضائے وضو میں حدث ہے جو وضوئے کامل چاہتا اگر نہانے پر قادر نہ ہو کہ پانی اتنا نہیں یا نہانا مضر ہے یا نہائے تو نماز کا وقت جاتا ہے اور وضو کے لیے کافی پانی موجود ہے اور اس سے ضرر بھی نہیں اور وقت میں بھی اُس کی گنجائش ہے با اینہمہ وضو نہ کرے صرف تیمم کافی ہے کہ یہ حدث کوئی حکم مستقل نہیں رکھتا۔

مسئلہ ۴: یُوں ہی صورت ۶ میں کہ غسل کامل درکار ہے اور حدث صرف بعض اعضائے وضو میں کہ فقط تکمیل وضو چاہتا۔ ممکن ہے کہ اُس کے لیے ایک ہی چُلّو درکار ہوتا اگر اتنے پانی پر قادر ہو جب بھی استعمال نہ کرے صرف تیمم پر قانع ہو۔

مسئلہ ۵: یُوں ہی صورت ۹ و ۱۲ میں کہ حدث اگر چاہتا تو تکمیل وضو لیکن جنابت اعضائے وضو کا ایک حصّہ اور اُن کے علاوہ سارا بدن دھونا مانگتی ہے اگر اُنھیں وجوہ سے اس پر قدرت نہ ہو اور تکمیل وضو کو پانی حاضر اور اُس پر قادر جب بھی صرف تیمم کرے۔ غرض تضاعیف[۳] کی چاروں صُورتیں ایک حکم رکھتی ہیں۔

مسئلہ ۶: باقی ۶ صورتوں ۲ - ۴ - ۵ - ۸ - ۱۰ - ۱۱ میں جنابت کے لیے جتنا دھونا درکار ہے

اگر اُس کے لیے پانی یا وقت نہیں اور حدث کہ دوم میں وضو باقیوں میں تکمیل چاہتا اُس کے لیے پانی اور وقت کافی موجود ہیں اور یہ اُسی وقت ہوگا کہ مطلوب جنابت مطلوب حدث سے زیادت معتد بہا رکھتا ہو جب تو ان چھ کا بھی وہی حکم ہے کہ وضو و تکمیل کی حاجت نہیں تیمم کرے۔

ولا یلزم فیہا ولا فی الصورتین ۹ و ۱۲ تلفیق الطہارۃ من ماء و تراب بل یسقط ما تقدم ویکون مؤدیا بالتیمم فقط کما قدمنا عن الامام العینی فی الدلیل الاول۔

ان میں اور صورت ۹ - ۱۲ میں طہارت کو پانی اور مٹی سے خلط کرنا لازم نہیں آتا بلکہ پہلے جو ہو چکا ساقط ہو جائیگا اور وہ صرف تیمم سے ادا کرنے والا ہوگا، جیسا کہ دلیل اول میں امام عینی کے حوالے سے ہم نے پیش کیا۔ (ت)

مسئلہ ۷: ان چھ صور میں مطلوب جنابت سے عجز بوجہ ضرر ہونا ظاہراً صورت چہارم و دہم میں متوقع نہیں کہ اس میں سے ایک حصہ پہلے بوجہ حدث دھو چکا تھا اور باقی کو دھونے پر قدرت اب مفروض ہے کہ مطلوب حدث کے لیے پانی پایا اور اُس کے دھونے پر قادر ہے تو عجز کہیں نہ ہوا لہٰذا ضرور ہے کہ صورت چہارم میں پُورا وضو اور دہم میں جس قدر مطلوب جنابت ہے بجا لائے یہاں اگرچہ وضو یا تکمیل وضو کا حکم ہوا مگر نہ حدث بلکہ جنابت کے لیے۔ اور اگر فرض کیجئے کہ اتنی دیر میں اُس حصہ اعضائے وضو میں ضرر پیدا ہو گیا جتنا مطلوب جنابت میں مطلوب حدث سے زائد ہے تو تیمم کی اجازت اب بھی نہیں ہو سکتی کہ یہ حصہ سارے بدن کے لحاظ سے بہت کم ہے اور غسل میں جب محل ضرر غیر محل ضرر سے کم ہو یہ جائز نہیں کہ غیر محل ضرر کو دھوئے اور باقی کے لیے تیمم کرے فانہ ھو التلفیق الممنوع ولا امکان لسقوط ما تقدم لعدم قیام التیمم مقامہ لفقد شرطہ العجز (کیونکہ یہی تلفیق ممنوع ہے اور سابق کے ساقط ہونے کا امکان نہیں اس لیے کہ تیمم اپنی شرط — عجز — کے فقدان کی وجہ سے اس کے قائم مقام نہیں۔ ت) بلکہ محل ضرر پر مسح کرے باقی دھوئے۔ یہی حکم یہاں سے بہر حال حدث کے لیے وضو یا تکمیل یہاں بھی نہیں۔

مسئلہ ۸: باقی چار صورتوں ۲ - ۵ - ۸ - ۱۱ میں کہ تین کے فصل متوالی سے ہیں نظر کی جائے کہ جتنا بدن دھو چکا اور باقی میں سے جتنے کے دھونے پر قدرت ہے یہ مجموعہ زائد ہے یا اس کے علاوہ وہ اب جو جنابت کے لیے دھونا ہے وُہ زیادہ ہے بر تقدیر اول محل ضرر پر مسح کرے اور جو باقی رہ جائے اسے دھوئے اور بر تقدیر دوم تیمم۔ وضو و تکمیل بوجہ حدث یہاں بھی نہیں۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ اعضائے وضو کُل یا بعض جس قدر حدث میں نہ دھوئے گئے کہ ان کا نام مطلوب حدث ہے اتنے پر قدرت تو مانی ہوئی ہے کما تقدم (جیسا کہ گزرا۔ ت) اور جتنا بدن بعد جنابت دُھل چکا اُس کا کام بھی فارغ ہو گیا اس مجموعہ کا

نام مقدور رکھئے اور مطلوب حدث کے علاوہ جتنا مطلوب جنابت یعنی اُس میں دھونا اب درکار ہے اُسے دوسرا فریق کیجئے ان میں کمی بیشی کی نسبت دیکھی جائے صورت دوم میں تمام اعضائے وضو اور بعض باقی بدن مطلوب جنابت تھی یہ فریق دیگر ہوا اور تمام اعضائے وضو مطلوب حدث تھا اور بعض دیگر باقی بدن دُھل چکا یہ فریق اوّل تمام اعضائے وضو دونوں فریقوں میں مشترک ہیں ساقط کرکے باقی بدن کے دونوں حصوں میں نسبت دیکھی جائے جو دُھل چکا وہ زیادہ ہے تو وضو کرے نہ حدث بلکہ جنابت کے لیے اور باقی بدن سے جتنا نہ دُھلا تھا اُس پر مسح کرے اور اگر جتنا نہ دُھلا تھا وہ زیادہ ہے تو تیمم ۔

مسئلہ ۹: یونہی صورت ہشتم میں بعض اعضائے وضو تو جنابت و حدث دونوں سے دُھل چکے تھے اور بعض کہ باقی تھے مطلوب حدث و مطلوب جنابت دونوں میں مشترک تھے لہذا باقی ہی بدن کے دونوں حصۂ مغسول و غیر مغسول میں نسبت ملحوظ ہوگی مغسول زیادہ ہے تو تکمیل وضو کرے نہ حدث بلکہ جنابت کے لیے اور باقی مطلوب جنابت پر مسح اور غیر مغسول زیادہ ہے تو تیمم ۔

مسئلہ ۱۰: صورت پنجم میں مطلوب حدث بعض اعضائے وضو ہیں اور مطلوب جنابت میں کُل تو وہ اعضائے وضو کہ حدث میں نہ دُھلے تھے بوجہ اشتراک ساقط ہوئے اور جتنے دُھل چکے تھے مقدور میں شامل ہوں گے تو مغسول حدث اور باقی بدن سے مغسول سابق یہ دونوں ایک فریق ہوئے اور باقی بدن کا غیر مغسول دوسرا فریق اگر فریق اول زائد ہے وضو کرے نہ حدث بلکہ جنابت کے لیے اور باقی مطلوب جنابت پر مسح اور اگر دوم زائد ہے تیمم ۔ ہاں اگر اتنی دیر میں مغسول حدث میں ضرر پیدا ہوگیا تو یہ فریق دوم میں شامل ہوگا اب اگر پہلا فریق زائد ہو تو اعضائے وضو سے جس قدر حدث میں نہ دُھلے تھے اب دھوئے بغرض جنابت نہ بوجہ حدث اور جتنے دُھل چکے تھے اُن پر اور باقی بدن کے غیر مغسول پر مسح ۔ اور دوسرا فریق زیادہ ہو تو تیمم ۔

مسئلہ ۱۱: صورت ۱۱ میں مطلوب حدث کہ بعض اعضائے وضو ہیں مع زیادت داخل مطلوب جنابت ہیں تو مطلوب حدث مشترک ہو کر ساقط ہوا اور مغسول حدث بدستور شامل مقدور تو وہ اور باقی بدن کا مغسول پہلا فریق ہے اور غیر مغسول دوسرا اگر فریق اول ازید ہے جتنے اعضائے وضو جنابت میں نہ دُھلے انھیں جنابت کے لیے دھوئے اور باقی بدن کے غیر مغسول پر مسح اور فریق دوم زیادہ ہے تو تیمم مگر یہ کہ مغسول حدث کا جتنا ٹکڑا جنابت میں نہ دُھلا اُس میں ضرر تازہ پیدا ہوا تو وہ بھی فریق دوم میں شامل ہوگا اگر فریق اول زیادہ ہو اُس ٹکڑے اور باقی بدن کے غیر مغسول پر مسح کرے اور مطلوب حدث بغرض جنابت دھوئے ورنہ تیمم ۔

تنبیہ : یہ نسبتیں اُسی تقدیر پر ہیں کہ حصّہ مقدور کے علاوہ باقی تمام حصّے میں ضرر ہو ورنہ اُس میں بھی جتنے میں ضرر نہیں شاملِ مقدور ہوگا۔

تنبیہ : جتنے حصہ میں فی نفسہٖ ضرر نہ ہو مگر اس کے دھونے سے پانی وہاں تک پہنچنا لازم ہو جس میں ضرر ہے تو وہ بھی غیر مقدور ہے کما نصوا علیہ واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم (جیسا کہ علماء نے اس کی تصریح کی ہے اور خدائے پاک و برتر خوب جاننے والا ہے۔ ت)

مسئلہ ۱۲ : جس طرح ابتدا میں اس حدث کے قابل پانی موجود ہونا تیمم کو مانع نہیں یوں ہی اگر پانی اصلاً نہ تھا اور تیمم کرلیا کہ جنابت وحدث دونوں کو رفع کرگیا اب پانی اتنا ملا کہ اُس حدث کو کافی ہے جب بھی اُس کے استعمال کی حاجت نہیں یہ تیمم حدث کے حق میں بھی نہ ٹوٹے گا کہ حدث کا کوئی حکم نہ تھا تیمم جنابت کا تھا اور اُس کے قابل پانی نہیں بفضلہٖ عزوجل یہ تمام احکام ومسائل وتفصیلات جلائل اس فتاوٰی کے خصائص سے ہیں اس کے غیر میں نہ ملیں گے۔

ذکرناھا تفقھا ونرجو من ربنا اصابۃ الصواب والحمد للہ العزیز الوھاب وصلی اللہ تعالٰی علی السید الاواب وآلہ وصحبہ وامتہ الی یوم الحساب۔

ہم نے یہ تفقہا بیان کیے اور ہمیں اپنے رب سے امید ہے کہ صواب ودرستی کو ہم نے پالیا اور تمام تعریف عزت والے بہت عطا فرمانے والے خدا کے لیے ہے۔ اور خدائے برتر کی طرف سے درود ہو بہت رجوع لانے والے آقا، ان کی آل، ان کے اصحاب اور ان کی امت پر روزِ حساب تک۔ (ت)

مسئلہ ۱۳ : حدث[1] مستقل ہے اس کے لیے تیمم میں خاص اُس پانی سے عجز دیکھا جائیگا جو اس کے لیے کافی ہو مطلوب جنابت سے عجز اُس کے لیے تیمم جائز نہ کرے گا مثلاً استقلال[2] کی صورت نہم میں جنب نے وضو کیا پھر حدث ہوا پھر سارا وضو کیا مگر ایک انگلی کی ایک پور چھوڑ دی کہ اب جنابت کے لیے اتنا پانی درکار ہے جو اعضائے وضو کے علاوہ جمیع بدن کو کافی ہو اور حدث کے لیے صرف اس پور کو۔ اب اس نے اگر صرف اتنا پانی پایا کہ اس پور کو دھو سکے تو یہ خیال نہ کرے کہ اُس سارے بدن کے لیے تو تیمم کرنا ہے ایک پور دھونا کیا ضرور ایسا کرے گا تو تیمم کافی نہ ہوگا نماز نہ ہوگی بلکہ ضرور ہے کہ اس پور کو دھولے کہ حدث مستقل سے فارغ ہوجائے جنابت کے لیے تیمم کرے۔

مسئلہ ۱۴ : اگر جنابت وحدث مستقل کسی کے قابل پانی نہ پایا اور تیمم کیا کہ دونوں کے لیے ایک ہی کافی ہوا یہ تیمم اگرچہ صورۃً ایک ہے معنیً دو ہیں ایک تیمم جنابت کے لیے دُوسرا اُس حدث کے واسطے۔ ہر ایک

جداجدا اپنی شرط کا پابند رہے گا اگر اتنا پانی پایا کہ حدث کو کافی ہے اور جنابت کو کافی نہیں حدث کے حق میں تیمم ٹوٹ جائے گا اسے دھونا لازم ہوگا بخلاف صورت مسئلہ ۱۲ کہ اُس میں تیمم صورۃً ومعنیً ہر طرح ایک تھا تو حدث کے لیے کافی پانی سے نہ جائے گا جب تک جنابت کو کافی نہ ہو۔

مسئلہ ۱۵: جنابت کی تطہیر اگرچہ تیمم سے ہُوئی ہو یا پانی سے کوئی حصہ نہ دھویا ہو اُس کے بعد جو حدث ہوگا تمام وکمال مطلقاً مستقل رہے گا کہ جنابت رفع ہوچکی معدوم میں موجود کا اندراج کیا معنے مثلاً کسی مریض کو نہانا مضر ہے وضو مضر نہیں اُسے جنابت ہُوئی اور حدث بھی اسے فقط تیمم کا حکم تھا تیمم کرلیا اب پھر حدث ہوا اور وہ یہ خیال کرے کہ مجھے تو حدث کے لیے بھی تیمم ہی کافی ہُوا تھا اب بھی تیمم کرلوں یہ نہیں ہوسکتا کہ جنابت کے لیے تو تیمم کرچکا وُہ حدث سے نہ ٹوٹے گا جب تک دوبارہ جنابت نہ ہو اب اگر یہ تیمم جنابت کے لیے کرتا ہے لغو ہے اور اگر حدث کے لیے کرتا ہے تو وضو پر تو وہ قادر ہے اس کے لیے تیمم کیسے کرسکتا ہے لاجرم وضو لازم ہے۔

مسئلہ ۱۶: ہاں اگر جنب نے پانی نہ پا کر تیمم کیا پھر حدث ہُوا پھر قابلِ جنابت پانی پایا اور استعمال نہ کیا کہ تیمم ٹوٹ گیا اور جنابت عود کر آئی اب یہ صورت اجتماعِ جنابت وحدث کی ہوگی اور دونوں کہاں کہاں ہیں اس کے لحاظ سے وہی صور اندراج واستقلال جاری ہوں گی جو ان میں سے پائی جائے مثلاً جنابت کےلئے صرف تیمم کیا تھا پھر حدث ہُوا پھر جنابت پلٹی تو اب یہ سارے بدن میں ہے جس میں اعضائے وضو بھی داخل لہٰذا حدث کہ مستقل تھا اب مندرج ہوگیا اور فقط قابلِ وضو پانی کا استعمال اُسے ضرور نہ ہوگا اور اگر بعد جنابت وضو کرلیا تھا پھر پانی نہ رہا تیمم کیا پھر حدث ہُوا پھر جنابت پلٹی تو اب یہ حدث مستقل ہی رہے گا کہ اعضائے وضو میں جنابت نہ رہی اور پلٹے گی اُتنی ہی جتنی باقی رہی تھی وقس علیہ (اور اسی پر قیاس کیا جائے۔ ت) یوں ہی اگر اس عودِ جنابت کے بعد حدث ہُوا تو اُنھیں تفاصیل واحکام پر رہے گا اگر بعد جنابت وعود اعضائے وضو سے دونوں وقت کچھ نہ دھویا تھا حدث بتمامہ مندرج ہوجائے گا اور اگر پہلے یا اب وضو کرلیا تھا اس کے بعد حدث ہوا بالکلیہ مستقل رہے گا اور اگر بعض اعضائے وضو دھولئے تھے تو اس قدر میں مستقل باقی میں مندرج۔

واللّٰہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم وصلی اللّٰہ تعالٰی علٰی سیدنا ومولٰنا محمد النبی الکریم الاکرم الحبیب الرؤف الارأف الرحیم الارحم وعلٰی اٰلہ وصحبہ سادۃ الامم قادتنا

اور خدائے پاک وبرتر خوب جاننے والا ہے اور اس کا علم بہت تام اور محکم ہے اس کا مجد جلیل ہے۔ اور خدائے برتر درود نازل فرمائے ہمارے آقا و مولٰی محمد نبی کریم اکرم، حبیب مہربان، مہربان تر، رحیم ارحم پر اور ان کی آل واصحاب سرداران اقوام پر جو راہِ راست کی جانب ہماری قیادت کرنے والے

الی الطریق الامم، وابنہ وحزبہ و امتہ و بارك وسلم، ابدالآبدین، والحمد للہ رب العٰلمین۔

ہیں اور ان کے فرزند، ان کے گروہ و ان کی امت پر اور برکت وسلام سے بھی نوازے ہمیشہ ہمیشہ، اور تمام تعریف سارے جہانوں کے مالک خدا کے لیے ہے۔(ت)